



۷۸۶
۱۱۰_۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی



لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔ (پاکستان)

محترم جناب________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں. سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد و آلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی محمد و آلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔ (اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔ سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۶

قیامت کے بعد کے مفصل احوال' مردوں کا جلاء پانا' میدان حشر کی ہولناکی' حساب وکتاب کی آزمائش' پل صراط کی تفصیل' حوض کوثر سے سیرابی اور جنت کے حسین و جمیل مناظر کی منظر کشی اور جہنم کے عذابوں کا تذکرہ قرآن وسنت کی روشنی میں

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❁ حافظ عبدالمنان فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

البِدَایة والنهَایة

نام کتاب	....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد نمبر ۱۶)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر
ترجمہ	....	حافظ عبدالمنان فاضل جامعہ مدنیہ لاہور
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
ضخامت	....	۲۲۴ صفحات
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

فہرست عنوانات

پروردگار عزوجل کا قیامت کے دن لوگوں سے ہم کلامی کا بیان

قیامت کے دن پروردگار اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے' امام بخاریؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے چنانچہ باب التوحید کے ذیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حدیث درج فرمائی ہے: ''تم میں سے ہر ایک شخص سے پروردگار عزوجل اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا''۔ ❶

اس موضوع پر بہت سی آیات قرآنیہ بھی شاہد ہیں' من جملہ فرمان باری تعالیٰ:

''(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں (لوگوں کو دعوت پر) کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے''۔ (المائدہ:109)

نیز فرمان باری تعالیٰ:

''پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان کی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے اور اس روز (اعمال کی) میزان برحق ہے اور جن لوگوں کے (اعمال کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوں تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو خسارے میں ڈالا۔ اس لیے کہ وہ ہماری آیات میں بے انصافی کرتے تھے''۔ (الاعراف 92'93)

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں''۔ (البقرہ 143)

''اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے۔ بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (الحج 6)

''تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے''۔ (الاعراف 6)

قیامت کے دن امت محمدیہ کی دوسری امتوں پر شہادت:

ابن ابی الدنیاؒ (ابن المبارک' راشد بن سعد' ابن ارقم المعافری' جبلان بن ابی جبلہ) کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائیں گے تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ پروردگار آپ سے پوچھیں گے کیا تو نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی؟ وہ عرض کریں گے جی پروردگار! پھر ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے استفسار کیا جائے گا کیا تو نے اپنا عہد یا میری پورا کر دیا؟ وہ عرض کریں گے جی پروردگار! میں نے رسولوں کو تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پھر پروردگار رسولوں سے دریافت فرمائیں گے: کیا جبرئیل نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا؟ رسول عرض کریں گے جی پروردگار! پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی بری الذمہ کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد رسولوں سے پوچھا جائے گا تم نے میرے عہد کا کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے ہم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا لیکن

❶ بخاری (رقم الحدیث ٦٥٣٩)۔ مسلم (رقم الحدیث ٢٢٣٤٥)

کسی نے تصدیق کی اور کسی نے ہم کو جھٹلا دیا۔ اس بات پر ہمارے پاس گواہ ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی اپنی امتوں کو آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پروردگار رسولوں سے پوچھیں گے تمہارے گواہ کون ہیں؟ رسول عرض کریں گے امت محمدیہ۔ پھر امت محمدیہ [illegible] کو بلایا جائے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے فرمائیں گے کیا میرے رسولوں نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں تک پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کرے گی جی پروردگار! ہم شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اس پر دوسرے رسولوں کی امتیں اعتراض کریں گی کہ جن لوگوں نے ہم کو دیکھا نہیں وہ ہم پر کس طرح شہادت دینے کی اہل ہیں؟ تب پروردگار امت محمدیہ سے فرمائیں گے تم کس طرح ان پر شہادت دے رہے ہو جب کہ تم نے ان کو پایا نہیں؟ امت محمدیہ عرض کرے گی: پروردگار! آپ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا' اپنا عہد اور اپنی کتاب بھیجی۔ اس میں آپ نے خود فرمایا کہ ان رسولوں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا تو ہم نے آپ کے فرمان پر شہادت ہے۔ پروردگار فرمائیں گے امت محمدیہ سچ کہتی ہے۔ پس پروردگار کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں''۔ (سورۃ البقرۃ الآیۃ: 143)

ابن ارقم فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امت محمدیہ میں سے ہر شخص شہادت دینے کی سعادت حاصل کرے گا مگر وہ شخص جس کے دل میں کینہ ہو۔

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کی آدم علیہ السلام سے ہم کلامی

دیگر امتوں میں امت محمدیہ کی تعداد:

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور (لوگوں سے) پوچھا گیا کیا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں (لوگوں کے اقرار کے ساتھ) حضرت آدم علیہ السلام بھی عرض کریں گے بے شک پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے: اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو! حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کتنا پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: ہر سو میں سے ننانوے۔ اس موقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہر سو میں سے ننانوے نکال لئے جائیں گے تو پیچھے ہم میں کیا رہ جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت دیگر امتوں کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال''۔ [1] (یعنی ایک فی صد سے بھی بہت کم تعداد امت محمدیہ کی ہے کہ امت محمدیہ کا ننانوے فی صد بھی تمام انسانیت کے ایک فی صد میں سے آرام سے آجائے گا اور پھر بھی امت محمدیہ کے جنت میں جانے والوں کے برابر دیگر امتوں کے لوگ جنت میں جائیں گے)۔

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو (میدان محشر) میں بلایا جائے گا' وہ حضرت آدم علیہ السلام ہوں گے۔ آپ کو آپ کی تمام اولاد دکھائی جائے گی اور لوگوں کو بتایا جائے گا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام (اللہ کی جناب میں) پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرمائیں گے اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو۔ [2]

[1] بخاری ۶۵۲۹' مسند احمد ۲/ ۳۷۸۔ [2] کمامر۔

رسول اللہ ﷺ کا خیال کہ میری امت اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگی:

مسند احمد میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے آدم اٹھ کھڑا ہو اور جہنم کا حصہ نکال! آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک یا ربی! ہر خیر کے آپ ہی مالک ہیں۔ اے پروردگار! جہنم کا کتنا حصہ ہے؟ پروردگار فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ آپ فرماتے ہیں: اس موقعہ پر (جوان تو جوان) ہر بچہ (بھی مارے خوف کے) بوڑھا ہو جائے گا اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے مگر وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر ان کے رنگ اڑے ہوں گے) بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے“۔ (سورۃ الحج الآیۃ :2)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ ایک (خوش بخت) کس میں سے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا نوسو ننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے اور ایک تم میں سے ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ جواب سن کر لوگوں نے (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہل جنت میں ایک چوتھائی تعداد میں ہوگے اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہل جنت میں ایک تہائی تعداد میں ہوگے بلکہ اللہ کی قسم مجھے امید ہے تمام اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر لوگوں نے (پھر خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم تمام انسانیت میں ایسے ہو جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سفید بیل میں سیاہ بال“۔

بخاری و مسلم میں کئی طرق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ہم مقام فید میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ جنت میں تمہاری تعداد ایک چوتھائی ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔ یہ اس لیے کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور تم اہل شرک کی نسبت یوں ہو جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سرخ بیل میں سیاہ بال۔ (اخرجہ البخاری رقم الحدیث 6528)

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا نوح علیہ السلام سے کلام فرمانا

”پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے“۔

(سورۃ الاعراف آیۃ 6)

مسند احمد میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”قیامت کے روز نوح کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا تم نے (میرا پیغام اپنی امت کو) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی پروردگار! پھر نوح کی امت کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم کو (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ امت (مکر جائے گی) اور کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا اور نہ ہی کوئی اور (پیغمبر) آیا۔ پھر نوح علیہ السلام کو کہا جائے گا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ وہ عرض کریں گے محمد اور اس کی امت۔ یہی مطلب ہے اس فرمان باری کا:

”اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں“۔

سورۃ البقرۃ الآیۃ :143)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم کو بلایا جائے گا اور تم حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق گواہی دو گے کہ انہوں نے پیغام دعوت پہنچا دیا تھا

اور میں تمہارے متعلق (سچا ہونے کی) گواہی دوں گا''۔ (اخرج الامام احمد 32\3)

بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ امام احمد نے مذکورہ روایت کو مزید اضافے کے ساتھ بھی روایت کیا ہے کہ مسند احمد میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا' کوئی نبی آئے گا' اس کے ساتھ دو امتی ہوں گے اور کسی کے ساتھ اس سے کچھ زیادہ۔ پس ہر ایک قوم کو (اس کے نبی کے ساتھ بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کیا اس (پیغمبر) نے تم تک (میرا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر اس پیغمبر سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ان تک دعوت پہنچا دی تھی؟ وہ عرض گزار ہوں گے بے شک پوچھا جائے گا تمہارا کوئی گواہ؟ وہ عرض کریں گے محمد اور اس کی امت۔ پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے دعوت پہنچا دی تھی؟ آپ بھی عرض کریں گے جی! پروردگار پھر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی تھی؟ امت محمدی عرض کرے گی جی پروردگار! پھر ان سے کہا جائے گا یہ بات تم کو کس نے بتائی؟ امت محمدیہ عرض کرے گی ہمارے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر بن کر آئے' انہوں نے ہم کو خبر دی کہ رسولوں نے دعوت کا فریضہ انجام دے دیا ہے''۔ پھر فرمایا یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں''۔

(سورۃ البقرۃ الآیۃ: 143) (مسند الامام احمد 58/3)

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری امتوں پر شہادت

(اس امت کے لیے یہ عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے)

مصنف ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری امتوں پر شہادت (دینا اور اس کا شرف قبولیت پانا) اس امت کے لیے عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے۔ قیامت کے روز تمام اقوام کے نزدیک اس امت کے افراد عادل اور امانت دار ہوں گے۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء کرام اپنی امتوں پر اس امت کو گواہ بنائیں گے۔ اگر دیگر امتیں اس امت کی شرافت و برتری کا اعتراف نہ کرتیں تو ان کی گواہی سے ان پر الزام عائد نہ ہوتا۔ چنانچہ بہز بن حکیم اپنے والد حکیم اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

''تم ستر امتوں کے برابر ہو (بلکہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ بہتر اور عزت دار ہو۔ (ابن ماجہ الحدیث ۴۲۸۸۔ مسند احمد الامام ۵/۵)

یوم حشر کو ابراہیم علیہ السلام کی حاضرین پر فضیلت اور برتری

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے ان کو دنیا میں خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے''۔ (سورۃ النحل الآیۃ 122)

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تم ننگے پاؤں' ننگے بدن (میدان محشر میں) جمع کیے جاؤ گے''۔ (بخاری الحدیث 6527) پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے

''جس طرح ہم نے (تم کو اور کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے''۔ (سورۃ الانبیاء الآیۃ: 104)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کو بائیں طرف کر دیا جائے گا (اور حوض کوثر سے ان کو پینے نہ دیا جائے گا) میں عرض کروں گا یا رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں پروردگار فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا (فتنے کھڑے کیے) تب میں ایک نیک بندے کی طرح کہوں گا:

''اور جب تک میں ان میں رہا (ان کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدہ الآیتان: 117'118)

پروردگار فرمائے گا تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ اس کی تشریح میں فرمایا کہ یہ دن سے الٹے پاؤں پھر گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و برتری کا بیان فرمایا اور ان کے متبعین کی کثرت اور ان کے اختلاف وانتشار کا ذکر بھی فرمایا۔

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو؟ اور وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے' مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں' اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔ میں نے ان سے نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے' وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو' جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالآباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے''۔ (سورۃ المائدہ الآیات 116'119)

اللہ عزوجل کو بخوبی یہ معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز ایسی بات نہیں کہی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ سے یہ سوال صرف گمراہ نصاریٰ کو زجر و توبیخ کرنے کے لیے فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ جواب دے کر یوں بری ہو جائیں گے' جیسے

ملائکہ ان لوگوں سے بری ہوں گے جو ان کے متعلق خدائی کا دعویٰ کرنے والے تھے اس کے متعلق فرمان باری ہے۔

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ کہ یہ۔ بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر ان کو مانتے تھے''۔ (سورۂ سبا آیت 40۔41)

نیز اسی طرح فرمان باری اسمہ ہے:

''اور جس دن (خدا) ان کو اور جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں' یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ تو تھے ہی تباہ ہونے والی قوم۔ تو (کافرو!) انہوں نے تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) پھیر سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الفرقان' الآیتان: 18' 17)

اسی کے مثل اور مشابہ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''اور جس دن ہم ان کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان خدا بطور گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کرے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا''۔ (سورۂ یونس الآیات 28' 30)

قیامت کے روز خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام

جس تک کسی اول وآخر پیغمبر کی رسائی نہ ہوگی

قیامت کے روز خاتم النبیین حضور ﷺ کا ایسا مقام ہوگا جس تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی' بلکہ اس کے قریب تک کوئی نہ آ سکے گا۔ اول وآخر تمام مخلوقات آپ کی عظمت وبرتری پر رشک کر رہی ہوگی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو خدا کے حضور سربسجود ہونے کا اعزاز حاصل ہوگا وہ آپ ﷺ کی ذات مبارک ہوگی۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو شفاعت کرنے کا حق ملے گا اور اس کی شفاعت مقبول بھی ہوگی وہ آپ ﷺ کی ذات ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور آپ ﷺ کو دو سبز کپڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عرش خداوندی کے سامنے اور حضور ﷺ کو عرش خداوندی کے دائیں طرف بٹھایا جائے گا۔

پھر آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور خداوندی میں گویا ہوں گے یا رب! انہوں نے آپ کی طرف سے مجھے یہ خبر دی تھی کہ آپ نے ان کو میری طرف قاصد بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ عز وجل فرمائیں گے جبرئیل نے سچ کہا تھا:

مقام محمود:

کی طرف سے حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ مقام محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ عبداللہ بن سلامؓ سے بھی یونہی مروی ہے۔ ابوبکر مروزیؒ نے اس بارے میں کافی اقوال جمع کیے ہیں۔ آپ کے علاوہ کئی حضرات اور محدثین مثلاً امام احمد اور اسحاق بن راہویہ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ حافظ ابوالحسن الدارقطنی نے (حضور ﷺ کی مدح میں کہے ہوئے) اپنے قصیدہ میں بھی اس بات کو ذکر کیا ہے۔ مفسر ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس بات کا انکار یا اثبات مروی نہیں ہے۔ مصنف حضرت امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث یا وحی کے سوا قبول نہیں کی جاسکتی اور ایسی کوئی حدیث مروی نہیں ہے جس پر اس بات کا مدار ہو سکے۔ امام مجاہدؒ کا قول فقط اس کے لیے دلیل نہیں بن سکتا اگرچہ دوسرے بعض محدثین نے اس کی تائید کی ہو۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب یوم حشر ہوگا زمین چمڑے کی طرح پھیلادی جائے گی۔ (بھیڑ کی وجہ سے) کسی انسان کے لیے پاؤں رکھنے سے زیادہ جگہ نہ ہوگی۔ فرمایا: پھر پہلے مجھے بلایا جائے گا' جبرئیل رحمٰن کے حضور میں دائیں طرف ہوں گے۔ اللہ کی قسم جبرئیل نے اس سے پہلے رحمٰن عزوجل کو نہ دیکھا ہوگا۔ پھر میں عرض کروں گا: یارب! انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ ان کو آپ نے میرے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس نے سچ کہا تھا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کروں گا یارب! تیرے بندے زمین کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں (اور حساب لئے جانے کے منتظر ہیں) ❶

فیصلہ کے وقت اللہ عزوجل کا اہل علم سے کلام فرمانا اور اہل علم کا اکرام

طبرانی میں ثعلبہ بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب فیصلہ کے لیے کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے' علماء سے فرمائیں گے: میں نے اپنا علم وحکم تم کو اس لیے عطا کیا تھا تا کہ میں تمہاری بخشش کردوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے''۔ ❷

اللہ عزوجل کا مؤمنین سے پہلا کلام

ابوداؤد میں معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: ''اگر تم کہو تو میں تم کو وہ پہلی بات بتاؤں جو اللہ عزوجل مؤمنین سے فرمائیں گے اور جو مؤمنین اللہ عزوجل کی جناب میں عرض کریں گے''؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا بالکل یارسول اللہ! تب آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مؤمنین کو فرمائیں گے کیا تم مجھ سے ملاقات پر راضی ہو؟ مؤمنین عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے کس چیز نے تم میں اس کی ہمت پیدا کی؟ وہ عرض کریں گے آپ کے عفو ودرگزر اور آپ کی رحمت وخوشنودی نے۔ پروردگار فرمائیں گے پس آج میں نے تمہارے لیے اپنی رحمت واجب کردی''۔ ❸

---

❶ اس روایت کو امام ابن حجرؒ نے المطالب العالیہ رقم الحدیث ۴۶۲۹ پر ذکر فرمایا ہے۔ کنز العمال ۳۹۰۹۴۔

❷ الکبیر للطبرانی الحدیث ۲/ ۱۳۸۔ ❸ ابوداؤد الحدیث ۵۶۴۔

فصل

جس نے اللہ کی امانت اور عہد میں خیانت کی اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

فرمان باری ہے:

''جولوگ خدا کے عہد و پیمان اور قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے خدا نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا''۔ (سورۃ آل عمران' الآیۃ: 88)

اسی طرح دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے:

''جولوگ (خدا کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہیں اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ آتش (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں! یہ اس لیے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دور (ہو گئے) ہیں۔ (سورۃ البقرۃ' الآیات: 174'176)

یعنی اللہ عزوجل بات کرنے کی طرف متوجہ ہوگا اور نہ ہی ان پر نظر رحمت فرمائے گا بلکہ وہ اس دن پروردگار سے حجاب میں ہوں گے۔ بات کرے گا تو بے رخی سے اور حجاب یں کرے گا جیسے فرمان اسمہ ہے:

''بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے''۔ (سورۃ المطففین' الآیۃ: 15)

جن وانس سے کلام کے بارے میں فرمان باری ہے:

''اور جس دن وہ سب (جن وانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کیے تو جو انسانوں میں ان کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے''۔ (سورۃ الانعام' الآیۃ' 128)

اور فرمان خداوندی ہے:

''یہی فیصلہ کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی مکر ہے تو مجھ سے کھیلو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے''۔ (سورۃ المرسلات' الآیات: 38-40)

اور فرمان خداوندی ہے:

''جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) خدا کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ ایسا کرنے سے کام نکل جائے گا۔ دیکھو! یہ جھوٹے (اور برسر غلط) ہیں''۔

(سورۃ المجادلۃ آیہ 18)

اور فرمان خداوندی ہے:

''اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا؟ (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے ہمارے پروردگار! یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہوکر) ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے اور آپس میں کچھ بھی پوچھ گچھ نہ کرسکیں گے''۔ (سورۃ القصص الآیات 62'66)

پھر آگے فرمایا:

''اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تمہیں دعویٰ تھا کہاں ہیں؟ اور ہم ہر امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ حق بات خدا کی ہے اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا''۔ (سورۃ القصص الآیات: 74'75)

اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے کلام فرمائے گا بہت سی آیات ہیں۔ صحیحین میں عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک سے پروردگار اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پس پروردگار ایک شخص سے ملاقات فرمائے گا اور (اپنے احسانات شمار کراتے ہوئے) اس کو کہے گا کیا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی؟ کیا تیری شادی نہیں کرائی؟ کیا تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے نہیں چھوڑ رکھا تھا کہ تو سردار بنا خوشحالی سے پھرتا رہا؟ وہ عرض کرے گا: بے شک پھر پروردگار فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا نہیں۔ پس پروردگار فرمائے گا جا آج میں نے بھی تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھ کو بھلا دیا تھا''۔ [1]

مذکورہ بالا کلام سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کافر بندوں سے بھی کلام فرمائیں گے۔

گناہ گار مسلمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر اپنے قریب کرلیں گے کہ حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ پروردگار اس کے گناہوں کو یاد دلائیں

[1] بخاری' کتاب الرقاق الحدیث ۶۵۳۹' مسلم کتاب الزکاۃ الحدیث ۲۳۴۵۔

گے کہ فلاں دن میں تو نے یہ کیا' فلاں دن یہ کیا۔ بندہ اقرار کرے گا اور کہے گا ہاں پروردگار! حتیٰ کہ اس کو یقین ہو جائے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''دیکھ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی' پس آج بھی میں نے تجھے بخش دیا''۔ [1]

فصل

جنت وجہنم کا ظاہر ہونا' میزان عدل قائم ہونا اور حساب کتاب کا شروع ہونا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی اور بہشت جب قریب لائی جائے گی تب ہر شخص معلوم کر لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے''۔ (سورۃ التکویر 12۔14)

دوسری جگہ فرمایا:

''اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہو گی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع کرنے والے حفاظت کرنے والے سے' جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں جو چاہیں گے ان کے لیے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے۔ (سورۃ ق' الآیات: 30۔35)

ایک اور جگہ فرمایا:

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہو گا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں''۔ (سورۃ الانبیاء' الآیۃ 47)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہو گی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں اجر عظیم بخشے گا بھلا اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) بطور گواہ طلب کریں گے اس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کر دی جاتی اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے''۔ (سورۃ النساء' الآیت: 40۔42)

اسی طرح ایک جگہ حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

''(لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں' خدا اس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے''۔ (سورۃ لقمان' الآیۃ 16)

[1] بخاری الحدیث ۲۴۴۱' مسلم الحدیث ۶۹۴۶' ابن ماجہ ۱۸۳۔

جزاء سزا کے بارے میں بہت سے آثار ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

میدان محشر میں جہنم کا لایا جانا اور لوگوں پر ظاہر ہونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ (سورۃ الفجر الآیۃ 23)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کو لایا جائے گا اور اس دن جہنم کو ستر ہزار باگ ڈور ہوں گی' ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو جہنم کو کھینچ کر لا رہے ہوں گے''۔ [1]

اس روایت کو امام ترمذیؒ نے مرفوعاً اور امام ابن ماجہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

جہنم سے ایک گردن کا نکلنا اور اس کا کلام کرنا اور سرکش' مشرکین اور ناحق جان لیوا قاتلین کو جہنم رسید کرنا:

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو باتیں کرتی ہوگی' وہ کہے گی مجھے تین آدمیوں پر مقرر کیا گیا ہے سرکش متکبر' اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا اور ناحق کسی کو قتل کرنے والا۔ پس وہ گردن ان کی طرف بڑھے گی اور ان کو اٹھا کر جہنم کی تاریکیوں میں پھینک دے گی''۔ [2]

فرمان الٰہی ہے:

''جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضب ناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو''۔ (سورۃ الفرقان الآیات: 12۔14)

امام شعبیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ اس کے جوش غضب اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے' اس کا چیخنا چلانا مشرکین کے لیے ہوگا وہ ان پر انتہائی خوفناک طرح سے غضبناک ہو رہی ہوگی۔ العیاذ باللہ۔ حدیث میں ہے: ''جس شخص نے مجھ پر جھوٹ بولا یا اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کی یا غیر آقاؤں کی طرف نسبت کی' پس وہ جہنم میں دور............ کہیں اپنا ٹھکانہ بنالے''۔

کیا جہنم کی آنکھیں ہوں گی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جہنم کی آنکھیں بھی ہوں گی؟ آپ ؐ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا:

---

[1] مسلم حدیث ۷۰۹۳' ترمذی الحدیث ۲۵۷۳۔

[2] ترمذی الحدیث ۲۵۷۴' مسند احمد ۳/۴۰۔

''جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور اس کے چیخنے کو سنیں گے''۔ ❶

ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ایک شخص کو جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو جہنم اس سے سمٹے گی اور بند ہونے لگے گی۔ رحمٰن عزوجل جہنم سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ جہنم عرض کرے گی وہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے تب پروردگار فرمائیں گے میرے بندے کو چھوڑ دو۔ اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف گھسیٹ کر لایا جا رہا ہوگا وہ کہے گا: یارب میرا تو تیرے ساتھ ایسا گمان نہ تھا (کہ تو مجھے جہنم میں دھکیل دے گا) پروردگار فرمائیں گے: تیرا کیا گمان تھا؟ وہ عرض کرے گا میرا تو یہ گمان تھا کہ تیری رحمت مجھ پر حاوی ہو جائے گی۔ پروردگار فرمائیں گے میرے بندے کو چھوڑ دو۔

اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف لایا جا رہا ہوگا جہنم اس کی طرف یوں پکارے گی جیسے خچر اونٹنی کو دیکھ کر ہنہناتا ہے (یعنی اس کی طرف تیزی سے چیختی ہوئی لپکے گی) اور جہنم کی آگ یوں سانس لے گی گویا کسی کو اچکے بغیر نہیں چھوڑے گی۔ ❷ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جہنم کی آگ خوفناک چنگھاڑ سے بھرپور یوں سانس لے گی کہ کوئی فرشتہ یا نبی بھی ایسا نہ بچے گا جو گر نہ جائے اور اس کا جسم کپکپا رہا ہوگا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (جیسا جلیل القدر پیغمبر) گھٹنوں کے بل اٹھ کر فریاد کرے گا: یارب! آج کے دن میں تجھ سے اپنی جان کی سلامتی کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔ صور پھونکے جانے والی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائیں گے تو اس سے ایک انتہائی سیاہ اور دراز گردن ظاہر ہوگی (جو مشرکین، جبارین وغیرہ کی طرف لپکے گی اور) پھر پروردگار فرمائے گا:

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہیں پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی (سو) جو تم کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ (سورۂ یٰسین، الآیات: 60-64)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ خلائق پر گزر فرمائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل پڑی ہوں گی یہ مطلب ذیل کے اس فرمان باری کا:

''اور تم ہر ایک امت کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے''۔ (سورۃ الجاثیہ الآیتان: 29/28) ❸

میزان عدل کا قائم ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

❶ تفسیر سورۂ طبری سورۃ الفرقان الآیۃ ١٢، الحدیث ١٠/ ١٨٧۔ ❷ تفسیر طبری سورۃ الفرقان الآیۃ ١٢، الحدیث ١٠/ ١٨٧۔ ❸ علامہ بیہقی ؒ نے اس حدیث کو البعث والنشور میں تخریج فرمایا ہے، الحدیث ٦٦٩۔

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں (سورۃ الانبیاء آیت ۴۷)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''تو جن کے عملوں کے بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات کو خسارے میں ڈالا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے''۔(سورۃ المومنون'الایتان:102-103)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لیے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے''۔(سورۃ الاعراف'الآ یتان:8'9)

سورۃ القارعہ میں فرمایا:

''تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے''۔(سورۃ القارعۃ'الآ یات:6-11)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کہہ دو ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں' وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا۔ پس ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے''۔

(سورۃ الکہف'الآ یات:103-105)

حساب اور فیصلے کے بعد اعمال کا وزن

ابوعبداللہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ جب حساب کتاب ختم ہو جائے گا اس کے بعد اعمال کا وزن ہوگا کیونکہ وزن بدلہ دینے کے لیے ہوگا لہٰذا مناسب ہے کہ حساب کتاب کے بعد ہو' اس لیے کہ حساب کتاب اعمال کی جنس کے لیے ہوگا آیا نیک عمل ہیں یا بد۔ جب یہ حساب نمٹ جائے گا کہ نیک ہیں یا بد' تب ان کا وزن ہوگا کہ ان کی مقدار کیا ہے؟

یہ جو فرمان الٰہی ہے کہ ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں قائم کریں گے۔ [1] میزان کی جمع استعمال کی گئی' ممکن ہے کہ قیامت کے روز کئی میزانیں قائم کی جائیں جن میں اعمال کا وزن کیا جائے۔ یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ میزان کی بجائے موزون مراد ہو یعنی ترازوؤں کی بجائے تلنے والی اشیاء مراد ہوں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

---

[1] الانبیاء الآیۃ ۴۷۔

میزان کے دو مجسم پلڑے ہونے کا بیان

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پر کوئی شیء بھاری نہیں ہوسکتی

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک فرد کو بلائیں گے اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کہ میرے نگہبان فرشتوں نے یونہی لکھ دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں کیا تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ بندہ خوفزدہ ہو جائے گا اور کہے گا نہیں اے پروردگار!۔ پروردگار فرمائیں گے ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے' آج تجھ پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا جس میں مکتوب: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ'' پروردگار فرشتوں سے فرمائیں گے اس کو بتادو۔ وہ بندہ عرض کرے گا یارب! یہ کاغذ کا ایک پرزہ اتنے سارے گناہوں کے دفاتر کا کیا مقابلہ کرے گا؟ پروردگار فرمائیں گے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر وہ دفاتر میزان کے ایک پلہ میں اور کاغذ کا وہ پرزہ دوسرے پلہ میں رکھ دیا جائے گا۔ اس کلمہ کے وزن سے دفتروں کا پلہ ہوا میں اڑنے لگے گا۔ یقیناً ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پر کوئی شیء بھاری نہیں ہوسکتی۔[1] ترمذی' ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے لیث کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

کیا قیامت کے دن عمل کے ساتھ عامل کا وزن بھی کیا جائے گا

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میزانیں قائم کی جائیں گی پھر ایک آدمی کو لایا جائے گا اور ایک پلہ میں رکھ دیا جائے گا اور اس کے اعمال دوسرے پلہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔ آدمی والا پلہ جھک جائے گا تو اس کو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے گا تو رحمٰن عزوجل کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا جلدی مت کرو' اس کا کچھ عمل باقی رہ گیا ہے۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ لایا جائے گا' جس پر مکتوب ہوگا: ''لا الہ الا اللہ'' اس کو آدمی کے ساتھ دوسرے پلہ میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس پرزہ والا حصہ بھاری ہو جائے گا''۔[2] لیکن اس روایت میں غرابت واجنبیت ہے لیکن ایک فائدہ کا علم ہے کہ آدمی کو بھی اس کے عمل کے ساتھ تولا جائے گا۔

قیامت کے دن ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی شہادت میزان میں گناہوں پر بھاری ہو جائے گی:

ابن ابی الدنیا میں عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف لایا جائے گا اس کے

[1] ترمذی الحدیث ۲۶۳۹۔ ابن ماجہ الحدیث ۴۳۰۰۔ مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱۔ [2] مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱۔

ننانوے رجسٹر نکالے جائیں گے' ہر ایک حد نگاہ تک پھیلا ہوگا۔ ان میں سے اس کے گناہ ہوں گے۔ وہ ایک پلہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔ پھر انگلی کے پورے جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا ''اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ'' وہ دوسرے پلہ میں رکھ دیا جائے گا۔ وہ پرزہ ان سب رجسٹروں پر بھاری ہو جائے گا۔[1] ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً کہتے ہیں۔ ابن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ: قیامت کے دن میزان میں اس کے اعمال بھاری ہوں گے جو دنیا میں حق کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال (کا پلہ) بھاری کرتا رہے اور وہ اعمال کرنے والے سے بھاری ہو جائیں۔ میزان کو لازم ہے کہ جب حق اس میں رکھا جائے تو وہ جھک جائے۔ اسی طرح قیامت کو میزان میں اس کے عمل ہلکے ہوں گے جو دنیا میں باطل کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال ہلکے کرتا رہا اور وہ باطل کے سامنے ہلکا ہو گیا اور میزان کو لازم ہے کہ جب کل قیامت کے دن باطل اس میں رکھا جائے تو وہ ہلکا ہو جائے۔

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں حسن اخلاق سب سے بھاری شیء ہوگی

مسند احمد میں ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے بھاری شیء حسن اخلاق ہوگی''۔[2] اس بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں کہ اعمال کا بذاتہ وزن ہوگا' جیسے صحیح مسلم میں آیا ہے ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''طہارت نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ آسمان وزمین کے درمیان خلاء کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ برہان ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے خلاف حجت ہے۔ ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو بیچ دیتا ہے یا تو اس کو (جہنم سے) آزاد کر لیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے''۔[3]

الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل بذات خود ایک جسمانی حیثیت سے قائم ہوگا۔ ورنہ تو عمل کے لیے عامل کا سہارا ضروری ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عمل کو جسم عطا کر دیں گے جو میزان میں رکھا جائے گا۔ ابن ابی الدنیا میں مذکور روایت بھی اس پر دلیل ہے کہ ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے وزنی شیء جو میزان میں رکھی جائے گی وہ عمدہ اخلاق ہیں''۔[4] اسی طرح امام احمد نے الفاظ کی معمولی ترمیم کے ساتھ مزید کئی طرق سے اس کو نقل کیا ہے۔

مسند احمد میں ہی ابی سلام حضور ﷺ کے کسی آزاد کردہ غلام کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''واہ! واہ! میزان میں پانچ چیزیں کس قدر وزنی ہیں'' لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور نیک بچہ' جس کی وفات ہو جائے تو اس کا والد خدا سے ثواب کی امید رکھے (اور صبر کرے)۔ اور فرمایا: پانچ چیزوں کا کیا ہی کہنا! جو اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ان پانچ چیزوں پر

---

[1] التذکرہ للقرطبیؒ ۲/۳۷۵۔ [2] ترمذی الحدیث ۲۰۰۲' ابوداؤد کتاب الادب الحدیث ۴۷۹۹' مسند احمد الحدیث ۶/۴۴۲' والحدیث ۶/۴۴۶۔

[3] مسلم کتاب الطہارۃ الحدیث ۵۳۳' ترمذی الحدیث ۳۵۱۷' مسند احمد ۵/۳۴۲۔

[4] مسند احمد الحدیث ۶/۴۴۲۔ ابوداؤد الحدیث ۴۷۹۹۔ ترمذی الحدیث ۲۰۰۲۔

یقین کامل رکھتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا' اللہ پر ایمان رکھے۔ یوم آخرت پر ایمان رکھے۔ جنت پر ایمان رکھے۔ جہنم پر ایمان رکھے اور موت کے بعد اٹھائے جانے اور حساب کتاب پر ایمان رکھے۔ ❶ امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔ اس طرح دوسری روایت سے جس سے پتا چلتا ہے کہ اعمال مجسم ہو جائیں گے: سورۂ بقرہ اور آل عمران قیامت کے روز سائبان کی طرح آئیں گی اور ان کے دو پر ہوں گے جس سے وہ اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کر رہی ہوں گی۔ ❷ یعنی دونوں سورتوں کی تلاوت کا ثواب قیامت کے روز مجسم شکل ہو جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مکتوب کاغذ میزان میں رکھا جائے۔ جیسے مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا اور یہ بھی آیا ہے کہ عامل کا وزن کیا جائے گا جیسے بخاری میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انتہائی فربہ جسم شخص کو پیش کیا جائے گا لیکن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا۔ پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے''۔ (سورۃ الکہف' الآیۃ: 105)

بخاری و مسلم میں دوسری روایتوں سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ ابن ابی حاتم نے مذکورہ روایت اپنی سند کے ساتھ کچھ مختلف الفاظ میں یوں نقل کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بہت کھانے پینے والے شخص کو لایا جائے گا اور ایک رائی کے دانے کے ساتھ اس کو ہم وزن کیا جائے گا مگر وہ اس کے برابر نہیں پہنچ سکے گا۔ اس روایت کو بخاری کے الفاظ میں ابن جریر نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مسند البزار میں حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ایک قریشی ایک جوڑے میں اکڑتا ہوا آیا۔ جب وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے ابو بریدۃ! یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں یہ ارشاد ہے:

''اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے''۔ (سورۃ الکہف الآیۃ: 105) ❺

مسند احمد میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میری ٹانگیں نازک سی تھیں' تیز ہوا چلی تو میں ڈگمگا گیا اس پر حاضرین قوم ہنس دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم کیوں ہنسے؟ وہ بولے یا رسول اللہ! اس کی کمزور ٹانگوں کی وجہ سے ہم کو ہنسی آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے دست تصرف میں میری جان ہے! میزان میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا''۔ ❻ امام احمد کی روایت میں منفرد ہیں لیکن پھر بھی اس کی سند جید اور قوی ہے۔

جامع روایت:

اس طرح بہت سی روایات اس بارے میں آئی ہیں۔ مسند احمد کی کاغذ کے پرزے والی روایت میں وارد ہے کہ کاغذ کا عامل اس کے ساتھ وازن کیا جائے گا۔ اس روایت کے ساتھ سب روایتیں سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ مسند احمد میں ہے حسن سے مروی ہے کہ

---

❶ مسند احمد' الحدیث ۴/ ۲۳۷۔ مجمع الزوائد للہیثمی الحدیث ۱۰/ ۴۹۔ ❷ مسلم الحدیث ۱۸۷۱۔ مسند احمد الحدیث ۴/ ۱۸۳' الحدیث ۵/ ۲۴۹۔ مسند الدارمی الحدیث ۲/ ۴۵۰۔ ❸ بخاری الحدیث ۴۷۲۹' مسلم ۶۹۷۶' مسند احمد ۵/ ۱۵۴' ۵/ ۱۷۷۔ ❹ تفسیر الطبری سورۃ الکہف الآیۃ ۱۰۳' الحدیث ۹/ ۳۵۔

❺ مسند البزار الحدیث ۲۹۵۶۔ ❻ مسند احمد الحدیث ۱/ ۱۱۴ و ۴۲۱۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن آپؐ اپنے اہل کو یاد رکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''(ہر جگہ یاد رکھوں گا) لیکن تین جگہوں میں نہیں: کتاب، میزان اور پل صراط''۔[1] کتاب کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب (مجموعی) کتاب الاعمال تمام امتوں کے سامنے رکھی جائے گی۔ دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ جب لوگوں کے اعمال نامے اڑ اڑ کر ان کے پاس پہنچیں گے، نیک بخت اپنا عمل نامہ دائیں ہاتھ میں لے رہا ہوگا اور کوئی سیاہ بخت بائیں ہاتھ میں' وہ وقت مراد ہے۔

بیہقی میں حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ آپؐ نے پوچھا اے عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا مجھے اہل جہنم کا ذکر یاد آیا تو رونا آ گیا' کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل خانہ کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا: لیکن تین جگہوں میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا ایک تو جب میزان رکھی جائے گی اور جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ اس کا عمل بھاری ہے یا ہلکا۔ دوسرا جب وہ کہے گا: آؤ اپنا نامہ (اعمال) پڑھو[2]' اس وقت اعمال نامے اڑے پھریں گے اس وقت کوئی بات چیت نہ کرے گا جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا پیٹھ پیچھے بائیں ہاتھ میں ملتا ہے اور تیسرا جب پل صراط کو جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔[3] اس روایت کے راوی یونس کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ حضرت حسن نے مزید یہ بھی کہا تھا: جہنم کے آنکڑے اچک رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جس کو چاہے روک رہا ہوگا تو اس موقعہ پر بھی کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ جان لے نجات پا گیا ہوں یا نہیں۔

اس کے بعد امام بیہقی نے ایک اور سند سے دوسری روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جہنم کا ذکر یاد آیا تو آپ رو پڑیں۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے صرف اس فرق کے ساتھ کتاب کے وقت بھی کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا جس وقت کہا جائے گا: آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو اس وقت تک کہ یہ پتہ نہ چل جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے سے اور پل صراط کے وقت جب جہنم پر اس کو بچھایا جائے گا۔

عائشہ بنت ابی الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کا دوسرا طریق

مسند احمد میں دوسرے طریق سے مذکور ہے قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا قیامت کے دن دوست اپنے دوست کو یاد رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! لیکن تین موقعوں پر (کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا)' میزان کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا پلہ بھاری ہے یا ہلکا؟ دوسرا صحیفوں کے اڑنے کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے یہ صحیفہ عمل اس کا دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟ تیسرا اس وقت جب جہنم سے گردن نکلے گی' وہ لوگوں پر چھا جائے گی۔ غیظ وغضب کے مارے ان پر چنگاڑے گی اور کہے گی: مجھے تین آدمیوں پر مامور کیا گیا ہے' ایک وہ جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا' دوسرا وہ جو ایمان نہیں لایا اور تیسرا ہر جابر وسرکش۔ پھر وہ ان تین قسم کے افراد کو اچک اچک کر جہنم کے اندھیروں میں پھینک دے گی۔ اس دن جہنم پر بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ایک پل ہوگا اس پر نوک دار کھینچنے والے آنکڑے ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہ اس کو کھینچ کھینچ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہوں گے۔ کوئی اس پل سے پلک جھپکنے کی مانند گزر جائے گا'

[1] مسند احمد الحدیث ۶/۱۰۱۔۱۰۴۔ [2] (سورۃ الحاقۃ' الآیۃ ۱۹) [3] ابو داؤد الحدیث ۴۷۵۵۔ مسند احمد الحدیث ۶/۲۱۹۔

کوئی بجلی کی طرح' کوئی ہوا کی طرح' کوئی گھڑسوار کی طرح اور کوئی کسی اور سوار کی طرح اس کو پار کرے گا۔ ملائکہ اس وقت کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم یارب سلامتی یارب سلامتی فرما۔ پس کوئی خیریت کے ساتھ گزر جائے گا کوئی زخمی حالت میں نکلے گا اور کوئی اوندھے منہ جہنم میں گرے گا''۔ [1]

قیامت کے روز حضور ﷺ کہاں کہاں ہوں گے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ میری شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ عرض کیا میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ عرض کیا اگر وہاں میں آپ کو نہ پاسکوں؟ فرمایا: پھر حوض کے پاس۔ عرض کیا اگر وہاں بھی میں آپ کو نہ پاسکوں؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس تب میں نے عرض کیا میں قیامت کے دن ان جگہوں پر ضرور تلاش کروں گا۔ [2]

شقی یا سعید؟

حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا اور میزان کے دو پلوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر اس عمل نامہ بھاری ہوا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا جس کو مخلوق سنے گی فلاں شخص کامیاب ہوگیا' اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کا عمل نامہ ہلکا رہا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا' جس کو تمام مخلوق سنے گی فلاں بدبخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پاسکے گا۔ [3] حافظ بیہقی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہے۔ مسند البزار اور ابن ابی الدنیا میں سند اُنکور ہے عبید اللہ بن ابی الغرار فرماتے ہیں: میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا۔ جب بندہ کا وزن ہوگا تو وہ پکارے گا فلاں بن فلاں کا میزان بھاری ہوگیا لہٰذا وہ کامیاب ہوگیا' اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ فلاں بن فلاں کا میزان ہلکا ہوگیا لہٰذا وہ بدبخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پاسکے گا۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام میزان پر نگہبان ہوں گے۔ لوگ ایک دوسرے کے پاس آئیں گے۔ اس دن سونا ہوگا نہ چاندی۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائیں گی' اگر ظالم کے پاس نیکی نہ ہوگی تو مظلوم کی برائیاں ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔ ابن ابی الدنیا میں ابوالاخوص فرماتے ہیں: حضرت سلمانؓ کے پاس قریش اپنی بڑائیاں بیان کرنے لگے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا: لیکن میں تو ایک گندے قطرے سے پیدا ہوا ہوں' پھر بدبودار مردے کی حالت میں بدل جاؤں گا پھر میزان قائم ہوگی تب اگر میری میزان بھاری رہی تو میں عزت دار ہوں' لیکن اگر میری میزان ہلکی پڑ گئی تو میں بدبخت ہوں۔

ابن الاخوص فرماتے ہیں: کیا تو جانتا ہے کس چیز میں نجات ہے؟ اگر بندہ کی میزان بھاری ہوگئی تو اس مجمع میں نداء دی جائے گی جہاں اول و آخر مخلوق حاضر ہوگی کہ فلاں بن فلاں، کامیاب ہوگیا' اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کی میزان ہلکی رہی تو پکارا جائے گا

---

[1] مسند احمد الحدیث ۶/ ۱۱۰۔ مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/ ۳۵۸۔ کنز العمال الحدیث ۳۹۰۴۰۔

[2] ترمذی الحدیث ۲۴۳۳' مسند احمد الحدیث ۳/ ۱۷۸۔ [3] مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/ ۳۵۳۔

فلاں بن فلاں بدبخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاں نہیں پا سکے گا۔ بیہقی میں ہے ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا محمد (رسول اللہ) ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ جنت جہنم میزان اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ جب تو نے یہ کر لیا تو بس مؤمن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں (میں بھی ایمان لایا) یا کہا آپ نے سچ فرمایا۔ ❶

حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے کہ میزان عمل کے پاس لوگوں کا ازدحام اور رش ہوگا۔ ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میزان رکھی جائے گی۔ اس کے دو پلے ہوں گے اگر ایک پلہ میں آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی تمام اشیاء رکھ دی جائیں تو وہ سب پلہ میں سما جائیں گی۔ ملائکہ عرض کریں گے یارب! اس میں کس کا عمل تولا جائے گا؟ پروردگار فرمائے گا: اپنی مخلوق میں سے جس کا میں چاہوں گا۔ فرشتے عرض کریں گے پروردگار! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

ابن ابی الدنیا میں حماد بن ابراہیم آیت ذیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے'' (سورۃ الانبیاء الآیۃ 47) کہ ایک آدمی کا عمل لایا جائے گا اور ترازو کے پلہ میں رکھ دیا جائے گا پھر بادل کی مثل کوئی شیء لائی جائے گی وہ دوسرے پلہ میں رکھ دی جائے گی' بادل والا پلہ جھک جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا جانتا ہے یہ کیا شیء ہے؟ یہ وہ علم ہے جو تو نے پڑھا اور آگے پڑھایا' انہوں نے پڑھ کر تیرے بعد اس پر عمل کیا۔ ابن ابی الدنیا میں سعید بن جبیر سے مروی ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کا حساب کتاب کیا جائے گا جس کی نیکیاں بدیوں سے ایک نیکی میں بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جس کی بدیاں نیکیوں سے ایک بدی بھی زیادہ ہوئیں وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے''۔ (سورۃ المومنون' الآیتان 102-103)

پھر آپؓ نے فرمایا: میزان عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ظاہر کر دے گی یا تو اس سے اٹھ جائے گی یا جھک جائے گی۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم سے تین عذر فرمائیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: اے آدم! اگر میں جھٹلانے والوں پر لعنت کرتا اور جھوٹ اور حلف سے بغض نہ رکھتا تو آج مجھے تیری ذریت پر شدت عذاب سے رحم آ جاتا۔ (لیکن چونکہ مجھے ان چیزوں سے بغض ہے) اس لیے مجھ پر لازم ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میری نافرمانی کی میں ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم جان لے! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا اور نہ کسی کو جہنم میں داخل کروں گا سوائے اس کے جس کے متعلق میرے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ اگر میں اس کو دوبارہ دنیا میں لوٹا دوں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شر کی طرف بڑھے گا۔ اے آدم! آج تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرنے والا ہے' پس جا! میزان کے پاس کھڑا ہو جا' دیکھ ان کے اعمال میں کیا چیز وزنی ہے؟ اگر کسی کی بھلائی اس کی بدی سے بھی زیادہ ہے تو اس کے لیے جنت ہے تاکہ اس کو پتہ چل جائے کہ میں ظالم کے سوا کسی کو عذاب نہیں دوں گا۔

---

❶ مسند احمد الحدیث ۴/۱۱۴۔ شعب للبیہقی الحدیث ۱۸۰٬۲۵٬۲۷۸۔

ابن ابی الدنیا میں ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا' لوگوں کا ایک انبوہ کھڑا ہوگا جو (کثرت تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا۔ ان کا نور آفتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ نبی امی کا ہے۔ یہ سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا' تب کہا جائے یعنی محمد اور اس کی امت کا گروہ ہے۔ پھر دوسرا ایک جتھہ کھڑا ہوگا جو (کثرت تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا ان کا نور چودھویں کے ماہتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ نبی امی کا ہے۔ یہ سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا' تب کہا جائے گا یعنی محمد اور اس کی امت کا گروہ ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ آئیں گے اور فرمائیں گے: اے محمدؐ! یہ میری طرف سے تیرے لیے (ہدیہ) ہے۔ یہ میری طرف سے تیرے لیے (ہدیہ) ہے۔ پھر میزان رکھی جائے گی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

فصل:

میزان کے متعلق علماء کے اقوال

امام قرطبیؒ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ میزان کے عظیم پلڑے ہیں۔ اگر کسی ایک پلڑے میں زمین وآسمان رکھ دیئے جائیں تو وہ پلڑا دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا تو نور ہے اور دوسرا ظلمت ہے۔ یہ ترازو اللہ کے عرش کے سامنے نصب ہے۔ عرش کے دائیں طرف جنت ہے۔ نور کا پلڑا اس کی طرف ہے۔ عرش کے بائیں طرف جہنم ہے اور ظلمت کا پلڑا اس کی طرف ہے۔

معتزلہ نے میزان کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اعمال عرض ہیں' جن کا کوئی جسم نہیں تو ان کا وزن کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام عطا فرمائیں گے اور ان کا وزن کیا جائے گا۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ اعمال کے رجسٹروں کا وزن کیا جائے گا لیکن مصنف علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: پہلے تصریح کے ساتھ گزر چکا ہے کہ اعمال کو جسم مل کر وزن ہوسکتا ہے اسی طرح ان کے رجسٹروں کا وزن ہوسکتا ہے اور بذات خود عامل کا وزن کیا جانا بھی ممکن ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں مجاہدؒ ضحاک اور اعمش سے مروی ہے کہ میزان سے مراد عدل اور فیصلہ ہے اور وزن کا ذکر مثالاً کیا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے یہ بات اس وزن کی ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ان علماء نے یہ تفسیر ذیل کی آیت کی وجہ سے کی ہو:

''اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو''۔ (سورۃ الرحمٰن' الآیات: 7۔9)

ووضع المیزان سے مراد عدل ہے۔ اللہ نے بندوں کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ احادیث اور قرآن میں میزان کا ذکر شئ محسوس کے لیے آیا جیسے فرمایا: ''فمن ثقلت موازینه ومن خلفت موازینه''

میزان ہر شخص کے لیے قائم نہیں ہوگی

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: میزان برحق ہے' لیکن ہر ایک کے حق میں نہیں ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے:

''گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے''۔

(سورۃ الرحمٰن' الآیۃ 41)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمدؐ! اپنی امت میں سے جس پر حساب کتاب نہیں ہے اس کو جنت میں دائیں دروازے سے داخل کرنے اور وہ باقی امور میں لوگوں کے شریک کار ہوں گے۔ مصنف فرماتے ہیں: ستر ہزار اشخاص کے بارے میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں کہ وہ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا' اس میں کلام ہے کیونکہ اعمال نیکوکاروں کے بھی وزن کئے جائیں گے محض اس لیے کہ حاضرین محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔ اسی طرح کفار خواہ ان کے پاس کوئی سودمند نیکی نہ ہو تب بھی ان کے اعمال کا وزن ہوگا تاکہ ان کے کفر و بدبختی کا اندازہ کیا جاسکے اور حاضرین محشر پر ان کی شقاوت ظاہر ہوسکے۔

کیا آخرت میں کافر سے عذاب کی تخفیف ہوگی:

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک نیکی کا ظلم بھی نہیں فرماتے یعنی اگر کسی کافر سے کوئی نیکی سرزد ہو تو اس کو بھی اس کا بدلہ عطا فرما دیتے ہیں اس طرح کہ دنیا میں اس کو عیش وعشرت سے نواز دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اللہ کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی لیکن التذکرۃ میں امام قرطبی نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کافر کوئی صدقہ کرے یا صلہ رحمی وغیرہ نیکی کا کام کرے تو اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ انہوں نے جناب ابی طالب کے قصہ سے اس پر دلیل لی ہے کہ ان کی نیکی اور حضور کی مدد کے صلہ میں ان پر عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور آگ کے صرف جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں ممکن ہے یہ خصوصیت صرف حضرت ابی طالب کے ساتھ کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہاء مدد ونصرت فرمائی تھی۔ امام قرطبی اپنی رائے پر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں:

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں''۔ (سورۃ الانبیاء' الآیۃ: 47)

مصنف فرماتے ہیں یہ آیت عموم پر دلیل ہے کہ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور کافرین پر بھی ظلم نہیں ہوگا اور ان کو ہم پہلے ہی دنیا میں ان کی نیکی کا بدلہ دے چکے ہوں گے لہٰذا کافروں کو اس آیت کے عموم سے خاص کرلیا جائے گا۔ اسی طرح آپؐ سے سوال کیا گیا کہ عبداللہ بن جدعان مہمان نوازی کرتا تھا' صلہ رحمی سے پیش آتا تھا اور غلاموں کو آزاد کراتا تھا تو کیا یہ باتیں اس کے لیے سودمند ثابت ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! کیونکہ کبھی زندگی میں لا الہ الا اللہ نہیں کہا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور جو انہوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی خاک کر دیں گے''۔

(سورۃ الفرقان' الآیۃ: 23)

اسی طرح فرمایا:

''یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے گا تو اسے کچھ بھی نہ پائے گا اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے گا تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے''۔ (سورۃ النور' الآیۃ: 39)

اور فرمایا:

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے''۔ (سورۃ النور آیۃ 39)

مترجم اصغر عرض کرتا ہے ناقص رائے میں مصنف ابن کثیر کی بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اکثر نصوص اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

فصل

امام قرطبی فرماتے ہیں: جس کی نیکیاں برائیوں سے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا' جس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی زیادہ ہوئیں وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا الا یہ کہ اللہ عز و جل اس کی بخشش فرما دیں اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو گئیں وہ اعراف میں داخل ہوگا۔ اس روایت کے مثل حضرت ابن مسعودؓ سے بھی ایک روایت مروی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں قرآن کی یہ آیت بھی اس کی شاہد ہے:

''خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا''۔ (سورۃ النساء الآیۃ:40)

لیکن اگر کسی کی نیکی اس کی برائیوں سے ایک نیکی میں زیادہ ہوئی اور وہ جنت میں داخل ہو گیا تو کیا اس کی تمام نیکیاں اس کے لیے رفع درجات کا سبب بنیں گی یا نہیں اس کی برائیاں کالعدم ہو جائیں گی یا نہیں اس کا کوئی علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی' صحائف' اعمال کا اڑنا اور اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب لینا:

فرمان الٰہی ہے:

''اور جس دن ہم پہاڑوں کو بلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا ہم نے تمہارے لیے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گناہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا''۔ (سورۃ الکہف الآیات:47-49)

ایک جگہ فرمایا:

''کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے (سب) ایک روز مقرر کئے وقت پر جمع کئے جائیں گے''۔ (سورۃ الواقعۃ الآیتان 49-50)

اور فرمایا:

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک جائے گی۔ اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے''۔ (سورۃ الزمر الآیتان 69-70)

اور فرمان الٰہی ہے:

''اور جیسے ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسے ہی تم آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے''۔ (سورۃ الانعام الآیۃ: 94)

اور فرمان الٰہی ہے:

''اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے اور ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کر لے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا''۔ (سورۃ یونس الآیات: 28-30)

اور فرمایا:

''اور جس دن وہ سب (جن وانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات! تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے تو انسانوں میں جو ان کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے؟ جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ سناتے اور اس دن کے سامنے آ موجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار!) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔ (اے محمدؐ) یہ جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں (تو) اس لیے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔ اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر

نہیں''۔ (سورۃ الانعام الآیات:128۔132)

اس بارے میں بہت سی آیات وارد ہیں لہٰذا ہر موقعہ پر وہاں کی مناسبت سے ہم ان آیات کو ذکر کرتے چلیں گے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ سے اس حال میں ملاقات کرو گے کہ تم ننگے پاؤں' ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے جیسے کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ لوٹائیں جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے بھی اس کے مثل مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیش میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا وہ حساب کتاب سے آسانی کے ساتھ جلد فارغ ہو جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا لیکن جس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملا وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔ [1]

مسند احمد میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیشی میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں''۔ ابن مبارکؒ اس ہولناک مرحلہ کے متعلق چند اشعار فرماتے ہیں جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے: صحائف اعمال اڑتے پھریں گے' جو بھیدوں سے بھرے ہوں گے' نگاہیں پھٹی پھٹی ان کو دیکھ رہی ہوں گی۔ پس تو کیسے اس کو بھولے ہوئے ہے۔ اس وقت چھوٹی چھوٹی باتوں کا پتہ چل جائے گا اور تجھے نہیں پتہ کہ کیا کیا رونما ہوگا؟ کیا جنت میں ٹھکانہ ہوگا جہاں نور ہی نور ہے۔ یا جحیم میں سڑنا ہوگا جہاں خلاصی ہے نہ آزادی۔ افسوس تیرے طور طریقے اسی کے باسیوں کے سے لگتے ہیں؟ تو خوب دیکھ لے گا جب جہنمی جہنم کی عمیق وادیوں سے چھٹکارے کی کوشش کریں گے تو مزید گہرائیوں میں غوطہ زن ہو جائیں گے' ان کا رونا بڑھ جائے گا لیکن وہ رونا دھونا ان کو کچھ سودمند نہ ہوگا پس جان لے کہ علم موت سے پہلے پہلے ہی اپنے عامل کو کچھ نفع دے سکتا ہے کیونکہ موت کے بعد تو واپسی ممکن نہیں۔

پروردگار اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

> ''اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کر' تو اس سے جا ملے گا۔ پس جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر میں خوش خوش آئے گا اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ موت کو پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا''۔

(سورۃ الانشقاق الآیات:6۔15)

جس سے حساب میں جانچ پڑتال

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جس کسی سے بھی حساب کتاب

[1] بخاری' الحدیث ۶۵۲۷۔ مسلم الحدیث ۱۲۷۔ النسائی' الحدیث ۲۰۸۳۔ مسند احمد الحدیث ۳/۵۔

کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ خدا کا فرمان نہیں ہے؟

تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔

(سورۃ الانشقاق الآیتان: 6۔7)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو محض پیشی ہے حساب تو جس سے بھی کیا گیا وہ ہلاکت سے نہیں بچ سکتا''۔[1] یعنی پروردگار بندوں سے حساب میں پوچھ کچھ شروع فرمائیں گے تو کوئی بھی حساب کتاب پر پورا نہیں اتر سکتا۔ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مبتلائے عذاب ہو کر رہے گا لیکن اس کے باوجود ظلم رتی بھر بھی نہ ہوگا۔ اس وجہ سے پروردگار عفو درگزر سے کام لیں گے اور جس طرح دنیا میں بندوں کی پردہ پوشی فرماتے رہے اسی طرح آخرت میں بہت سوں کے ساتھ ستاری وغفار کا کرشمہ فرمائیں گے جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کریں گے حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے اور پھر اس سے گناہوں کا اقرار کروائیں گے حتیٰ کہ جب اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''(دیکھ) میں نے دنیا میں بھی تیرا پردہ رکھا' جا آج بھی تیری بخشش کرتا ہوں''۔[2]

فصل

(دنیا میں نیک وبد سب ساتھ ہیں لیکن قیامت میں کافر اور مؤمن اچھے وبرے سب الگ الگ کر دیئے جائیں گے' مترجم اُص' غ) فرمان ایزدی ہے:

''اور تم لوگ تین قسم میں ہو جاؤ گے۔ داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں!!؟ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس!) بائیں ہاتھ والے کیا (ذلیل وخوار اور گرفتار عذاب) ہیں!!۔ اور جو آگے بڑھنے والے (ہیں' ان کا کیا ہی کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں!۔ وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔ نعمت کی بہشتوں میں۔

(سورۃ الواقعۃ' الآیات: 7۔12)

جب فیصلہ کے لیے پروردگار کی کرسی رکھ دی جائے گی تو کافر مؤمنوں سے بائیں طرف ہٹا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔ مؤمنین عرش کی دائیں جانب رہ جائیں گے۔ ان میں سے کچھ پروردگار کے سامنے ہوں گے۔ اس سے متعلق فرمانات الٰہی ملاحظہ ہوں:

''اور گنہگارو! تم آج الگ ہو جاؤ''۔ (سورۃ یٰسین' الآیۃ: 59)

''پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے''۔ (سورۃ یونس' الآیۃ: 28)

''اور تم ہر فرقے کو دیکھو گے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا''۔ (سورۃ الجاثیۃ الآیۃ: 28)

---

[1] بخاری' الحدیث ۶۵۳۷۔ مسلم الحدیث ۷۱۵۶۔ [2] بخاری الحدیث ۴۶۸۵۔ مسلم الحدیث ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳۔

''اور (عملوں) کی کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا وہ اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا''۔

(سورۃ الکہف الآیۃ 49)

الغرض ساری خلق خدا خدا کے سامنے سرنگوں کھڑی ہوگی۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں غرق ہوگا۔ تمام لوگ گردن ڈالے ہوں گے۔ ہر طرف گھمبیر سناٹا چھایا ہوگا۔ مشیت ایزدی کے سوا کسی سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ انبیاء ہی بات چیت کر رہے ہوں گے۔ ہر نبی کے ارد گرد اس کی پریشان امت جمع ہوگی۔ اولین وآخرین پر مشتمل کتاب الاعمال رکھ دی جائے گی جو چھوٹی بات کو چھوڑے گی اور نہ بڑی بات کو بلکہ ہر ذرہ ذرہ اس میں محفوظ ہوگا۔ خلق خدا کے کئے ہوئے اعمال اس میں درج ہوں گے نگہبان اور امانت دار فرشتوں نے نئی پرانی ہر بات اس میں لکھ رکھی ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے: ''اس دن انسان کو اگلی پچھلی ہر بات بتا دی جائے گی''۔

''اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے''۔

(سورۃ الاسراء: الآیتان: 13-14)

حضرت بصریؒ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! پروردگار نے خود تجھے تیرا نگہبان بنا کر تیرے ساتھ کس قدر انصاف کیا ہے' پس سوچ لے! اس دن کیا عالم کیا ہوگا جب اچھے برے اعمال کے لیے میزان نصب کر دی جائے گی۔ پل صراط جہنم کی پشت پر بچھا دی جائے گی۔ ملائکہ جن وانس کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ جہنم ظاہر ہو جائے گی۔ نعمتوں کا جہان مزین ہو کر سامنے آ جائے گا بندوں کا فیصلہ کرنے کے لیے پروردگار جلوہ افروز ہوں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ صحائف اعمال پڑھے جائیں گے۔ ملائکہ بنی آدم کے اعمال پر گواہی دیں گے۔ زمین اپنی پشت پر کی جانے والی ہر بات کی گواہی دے گی۔ پس کوئی تو حقیقت کا اعتراف کر لے گا اور جو اپنے کئے سے منکر ہوگا اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت کر دی جائے گی اور اس کے اعضاء جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا دن کے اجالے میں یا رات کی اندھیری میں از خود سب کچھ بتا دیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)'' (سورۃ الزلزال الآیتان: 4-5)

فرمان الٰہی ہے:

''یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو وہ ان کے کان اور آنکھیں اور جلدیں (یعنی اعضاء) ان کے اعمال پر گواہی دیں گے وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گے کہ جس اللہ نے سب چیزوں کو نطق بخشا اسی نے ہم کو بھی گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت

دیں گے بلکہ تم خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔ اور اسی گمان (بد) نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ فصلت الآیات ۲۰۔۲۴)

فرمان الٰہی ہے

''(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے اس دن خدا ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق) کو ظاہر کرنے والا ہے''۔ (سورۃ النور الآیتان: 24۔25)

اور فرمان الٰہی ہے:

''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور انکے ہاتھ میں جو کچھ عمل کرتے رہے تھے ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا) کر دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں''۔ (سورۃ یٰسین الآیات: 65۔67)

اور فرمان الٰہی ہے:

''اور اس زندہ قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا اور جو نیک کام کرتا تھا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔ (سورۃ طٰہٰ الآیتان 111۔112)

یعنی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کا برا عمل اس کے کندھوں پر ڈالا جائے گا۔

فصل

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انس و جن کے علاوہ بے زبان مخلوق کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ذیل کا فرمان خداوندی اس پر شاہد ہے:

''اور زمین پر جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی کی نہیں پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے''۔ (سورۃ الانعام الآیۃ: 38)

اور اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

''اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے''۔ (سورۃ التکویر الآیۃ: 5)

عبداللہ بن امام احمدؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’قیامت کے دن بغیر سینگوں والی بکری سینگوں والی سے اپنا بدلہ لے گی‘‘۔ [1] مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’قیامت کے دن حقوق دلائے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا‘‘ [2]

اس روایت کی اسناد کے متعلق مصنف امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ سند صحیح مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے تاہم انہوں نے اس کے ساتھ روایت نہیں فرمائی۔ مسند احمد میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’مخلوق میں سے ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا اور چیونٹی تک کو قصاص دلایا جائے گا‘‘۔ [3]

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ عبداللہ امام احمدؒ سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، دو بکریاں چارہ کھا رہی تھیں۔ ایک نے دوسری کو سینگ مارا اور اس پر حاوی ہوگئی۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ آپؐ سے پوچھا گیا یارسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا: مجھے اس پر تعجب ہوا قسم ہے جان کے مالک کی! قیامت کے دن اس کو بھی بدلہ دیا جائے گا‘‘۔ [4]

مسند احمد میں منذر بن یعلی سے سنداً مروی ہے وہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے (جیسا کہ گزر چکا)۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے ابوذر! جانتے ہو یہ بکریاں کس وجہ سے لڑ رہی تھیں۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا‘‘۔ [5]

قرطبی میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو بکریوں کے پاس سے گزرے جو سینگوں سے لڑ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بے سینگوں والی کا بدلہ اس سینگوں والی سے دلائیں گے‘‘۔ [6] ابن وہب سنداً ذکر کرتے ہیں کہ ثابت بن طریف نے حضرت ابوذرؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آئے تو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ تند و تیز آواز سے فرما رہے ہیں: اللہ کی قسم! اگر قیامت کے دن کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے بتاتا۔ میں نے عرض کیا کیا بات ہے ابوذر؟ اگر یہ (بکری) دوسری کو مار رہی ہے تو تم پر

---

[1] مجمع الزوائد الحدیث: ۱۰/۳۵۲۔ جمع الجوامع للسیوطی الحدیث ۵۴۲۸۔ کنز العمال الحدیث: ۳۸۹۸۶۔

[2] مسلم الحدیث: ۶۵۲۳، ترمذی الحدیث: ۲۴۲۰۔ مسند احمد الحدیث ۲/۳۰۱۔

[3] مسند احمد الحدیث: ۲/۳۶۳۔

[4] مسند احمد الحدیث: ۵/۱۶۲۔

[5] مسند احمد الحدیث: ۵/۱۶۲۔

[6] التذکرۃ للقرطبی الحدیث: ۱/۳۳۲۔

کوئی پکڑ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (راوی کو شک ہے کہ یا پھر آپ نے یوں قسم کھائی) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! لکڑی سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی ساتھی کو مارا اور پتھر سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کیوں آدمی کی انگلی توڑ دی''۔ ❶

مسند احمد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی شناعت اور برائی کو بیان کیا۔ پھر فرمایا: دیکھو میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا اور کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر بکری کو لائے اور وہ منمنا (کر فریاد کر) رہی ہو پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کوئی گھوڑے کا بار لے کر آئے جو ہنہنا رہا ہو پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی جان کا بار لائے اور وہ چیخ رہی ہو پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی بے جان شیء کا بار لائے' پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ ❷

یہ حدیث خیانت سے متعلق ہے کہ جو شخص کسی چیز میں خیانت کرے گا جاندار ہو یا بے جان' وہ قیامت کے دن اس کی گردن پر چڑھی آئے گی اور اپنے سے متعلق خائن شخص کے خلاف فریاد کرے گی اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قیامت کے دن فیصلہ سے متعلق ہر شئے زندہ کر دی جائے گی' جاندار ہو یا بے جان (مترجم)۔

صحیحین میں بھی ابوحیان کی روایت سے اس کی تخریج کی گئی ہے کہ کوئی اونٹ والا جو اپنے اونٹ کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو اس کو قیامت کے دن ایک جگہ قید کر کے اونٹ کو اس پر چھوڑ دیا جائے گا وہ اس کو بار بار روندتا رہے گا۔ ❸ اس کے بعد حدیث میں گائے اور بکری کا ذکر ہے۔ پس یہ احادیث اور سابقہ قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام حیوانات کو بھی قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حدیث صور میں ہے: پس اللہ تعالیٰ انس وجن کے سوا مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے' حیوانات اور بہائم کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ جب اس سے فراغت ہو جائے گی اور کسی جانور کا کسی پر کوئی حق نہ

---

❶ التذکرۃ للقرطبی الحدیث: ۱/۳۳۲۔

❷ بخاری الحدیث: ۳۰۷۳۔ مسلم الحدیث: ۱۱/۱۷۲۔

❸ مسلم الحدیث: ۲۲۸۹۔ ابن ماجۃ الحدیث ۱۷۸۸۔

رہے گا تب اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے مٹی مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر حسرت کے مارے تمنا کرے گا کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔

ابن ابی الدنیا ہارون بن عبداللہ سے وہ سیار سے روایت فرماتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے کہا کہ میں نے ابوعمران جونی سے سنا وہ فرماتے تھے: قیامت کے دن جب حیوانات بنی آدم کو دو قسموں میں دیکھیں گے کہ کچھ لوگ تو جنت والے ہیں اور کچھ جہنم والے تو وہ پکاریں گے اے بنی آدم! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری طرح نہیں بنایا پس ہمیں جنت کی آس ہے اور نہ جہنم کا خوف۔ شرح اسماء الحسنیٰ میں ''المقسط الجامع'' کی شرح میں امام قرطبی ابوقاسم القشیری سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: درندے اور حیوانات قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے۔ وہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ ملائکہ کہیں گے: یہ سجدہ کا دن نہیں ہے یہ تو جزا و سزا کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ثواب و عقاب کے لیے نہیں اٹھایا بلکہ اس لیے اٹھایا ہے کہ تم بنی آدم کی رسوائیوں پر شہادت دے سکو۔

امام قرطبی نقل فرماتے ہیں کہ حیوانوں سے حساب کتاب کے بعد جب ان کو مٹی کر دیا جائے گا تو وہ مٹی بنی آدم کے گنہگاروں کے مونہوں پر اڑا دی جائے گی۔ یہی مطلب ہے اس فرمان باری کا:

''اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑی ہوگی''۔ (سورۂ عبس' الآیۃ: 40)



فصل

قیامت کے دن (بندوں کے اعمال میں) پہلی شئے جس کا حساب کیا جائے گا وہ خون (ناحق) ہوگا

جب اللہ تعالیٰ بہائم اور چوپایوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو پھر خون کا فیصلہ فرمائیں گے حدیث صور میں ہے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ پس پہلی شئے خون (ناحق) کا فیصلہ ہوگا۔

فرمان الٰہی ہے:

''اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا جائے گا جب ان کا پیغمبر آئے گا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا''۔ (سورۂ یونس' الآیۃ: 47)

فیصلہ میں سب سے پہلے امت محمدیہ آئے گی۔

قیامت کے روز تمام امتوں میں سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا:

پھر حضور ﷺ کی عزت وتکریم کے لیے سب سے پہلے آپ کی امت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسی کو سب سے پہلے پل صراط عبور کرایا جائے گا اسی طرح سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی پہلی امت بھی آپ کی امت محمدیہ ہی ہوگی۔ [1] جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہم (دنیا میں تو) آخر میں آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن پیش پیش ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: خلائق میں سب سے پہلے امت محمدیہ کا ہی فیصلہ ہوگا۔'' [2]

ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہم امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلے ہوں گے۔ کہا جائے گا: امی امت اور اس کا نبی

---

[1] بخاری' الحدیث: ۸۷۶۔ مسلم' الحدیث: ۱۹۷۸۔ مسند احمد الحدیث: ۲/ ۲۴۹ والحدیث: ۲/ ۲۷۴۔

[2] ابن ماجہ' الحدیث: ۴۲۹۰۔ مسند احمد' الحدیث: ۴۹۲ والحدیث: ۱/ ۲۸۲۔

کہاں ہیں؟ پس ہم آخرین واولین ہیں''۔

قیامت کے دن جن چیزوں کا پہلے حساب کیا جائے گا اور کس سے حساب میں احتساب کیا جائے گا اور کس سے چشم پوشی سے کام لیا جائے گا

حدیث میں ہے: قیامت کے دن حقوق دلوائیں جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا''۔[1] مصنف امام ابن کثیر فرماتے ہیں: جب غیر مکلف جانوروں کے حقوق کا اس قدر لحاظ کیا جائے گا تو آدمیوں کے حقوق اورانصاف بطریق اولیٰ ملحوظ ہوں گے۔ پس ان میں سب سے پہلے خون کا حساب کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلی شئے جس کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوگا۔[2] حدیث صور میں ہے کہ مقتول قیامت کے دن آئے گا اس کی رگیں خون کا جوش ماررہی ہوں گی۔ بعض احادیث میں ہے کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ قاتل کے ساتھ چمٹ جائے گا حتیٰ کہ اگر (کافر) مقتول خدا کی راہ میں کسی (مسلمان) کے ہاتھ قتل ہوا تو وہ بھی فریاد کرے گا' کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے: تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لیے قتل کیا تھا تا کہ تیرا نام بلند ہو۔ پروردگار فرمائیں گے تو نے سچ کہا۔

ظلماً قتل کیا ہوا شخص فریاد کرے گا اور کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے: تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا پروردگار میں نے اس کو اس لیے قتل کیا تھا تا کہ میرے نام کا شہرہ ہو۔ ایک روایت میں ہے پروردگار اس سے فرمائیں گے تو نے بہت برا کیا۔ پھر اس سے اس بات کے مظلوم مقتولین کا حساب لیا جائے گا۔ پھر آگے خدا کی مشیت ہوگی چاہے اس کو مبتلائے عذاب فرمائیں یا رحمت کا معاملہ فرمائیں۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قاتل جہنم کا مستحق ضرور ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ اسلاف سے بھی منقول ہے حتیٰ کہ بعض نے نقل کیا ہے کہ قاتل کے لیے توبہ بھی نہیں ہے۔ یہ اس وقت ہے جب قتل کا قصاص اور اس کا حق محض آدمیوں کو حاصل ہو۔ تب تو توبہ سے اس کا معاف ہونا واضح ہے لیکن اگر قتل کو اس حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے جس میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر سو پورے کئے پھر بنی اسرائیل کے ایک عالم سے سوال کیا کہ کیا میرے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے؟ عالم نے کہا تیری توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہو سکتی ہے؟ تو فلاں بستی میں جا! وہ نیکوں کی بستی ہے' وہاں تجھے معافی مل جائے گی۔ پس جب وہ وہاں کے لیے نکلا اور ابھی عین درمیان میں تھا کہ موت نے اسے آ لیا اور ملائکہ رحمت نے اسے ڈھانپ لیا۔ الخ۔

---

[1] مسلم الحدیث: ۶۵۲۳' ترمذی الحدیث: ۲۴۲۰۔ مسند احمد الحدیث ۱/ ۲۸۲۔

[2] بخاری الحدیث: ۶۵۳۳ مسلم الحدیث ۴۳۵۷۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے۔

''جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (اور شریعت کے حکم) سے بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا مگر جس نے توبہ کی''۔ (سورۃ الفرقان الآیات 67۔70)

مذکورہ حدیث اور آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے حق میں توبہ ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اعمش شہر بن عطیہ سے وہ شہر بن حوشب سے وہ حضرت ابوالدرداءؓ سے نقل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول آئے گا اور برسر راہ بیٹھ جائے گا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول کھڑا ہوگا اور اس کو گریبان سے پکڑ لے گا اور پروردگار کہے گا: یارب! اس سے سوال پوچھیں اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے فلاں شخص نے حکم دیا تھا۔ پس آمر اور قاتل کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حدیث صور میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حتیٰ کہ کسی کا کسی پر کوئی ظلم نہ رہے گا حتیٰ کہ دودھ میں پانی کی آمیزش کرنے والے کو مکلف کیا جائے گا کہ وہ دودھ کو پانی سے جدا کرے۔ نیز فرمان باری ہے:

''اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہوگی پھر ہر شخص اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی''۔ (سورۂ آل عمران الآیۃ: 161)

جس نے زمین کا ٹکڑا غصب کیا اسے سات زمینوں تک وہ ٹکڑا گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا:

صحیحین میں سعید بن زید وغیرہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی پر بالشت بھر زمین کے ٹکڑے کا ظلم کیا' اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک وہ ٹکڑا بنا کر اس کے گلے میں ڈالیں گے''۔ [1]

قیامت کے روز مصورین اور مجسمہ گروں کو عذاب:

صحیحین میں ہے کہ جس نے کوئی صورت بنائی قیامت کے روز اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ ہرگز روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔ [2] ایک روایت میں ہے کہ مصورین کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔ صحیح میں ہے کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تھا قیامت کے دن اسے مکلف کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دونوں میں گرہ ڈالے اور وہ نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح خیانت سے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لائے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو یا کوئی گائے لے کر آئے جو ڈکار رہی ہو یا بکری کو لائے اور وہ ممنا (کر فریاد کر) رہی ہو یا گھوڑے کا بار لے کر آئے جو ہنہنا رہا ہو پس وہ کہے یا رسول اللہ! میری مدد کو آئیے اور

---

[1] بخاری' الحدیث: ۲۴۵۳ والمسلم' الحدیث ۴۱۱۳۔

[2] بخاری' الحدیث: ۲۲۲۵ والحدیث ۵۹۶۳۔ مسلم' الحدیث: ۵۵۰۷ النسائی' ۵۳۷۳۔

مجھے کہنا پڑے:

''پس اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا' میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔''

یہ پوری روایت صحیحین میں موجود ہے۔ [1]

وہ پانچ باتیں جن کا جواب دیئے بغیر قیامت کے دن بندے کے قدم زمین سے ہل نہ سکیں گے:

حافظ ابویعلی نے اپنی سند کے ساتھ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے' آپ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابن آدم کے قدم ہل نہ سکیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دے دے کہ تو نے اپنی عمر کس چیز میں فنا کی؟ اپنا شباب کس مشغلہ میں گزارا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اس کو کہاں خرچ کیا اور اپنے علم پر کیا؟ [2] بیہقی (عبداللہ بن شریک' عن ہلال' عن عبداللہ بن علیم) کے طریق سے نقل کرتے ہیں: عبداللہ بن علیم فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب مذکورہ حدیث بیان فرماتے تو کہتے: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ تنہائی میں بات چیت فرمائیں گے۔ جس طرح تم میں سے ہر شخص چاند کے ساتھ تنہا ہوگا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''اے بندے! تجھے کس چیز نے میرے بارے میں دھوکہ میں ڈالا؟ تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا''۔ [3]

امام بیہقی اپنی کتاب میں مذکورہ روایت سے قبل یہ روایت ذکر فرماتے ہیں کہ عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص خدا کے روبرو اس طرح پیش ہوگا کہ پروردگار اور اس کے سامنے کوئی حجاب نہ ہوگا جو درمیان میں حائل ہو سکے۔ نہ کوئی ترجمان ہوگا جو درمیان میں ترجمانی کریں پس پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجے تھے؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پھر بندہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا اسے جہنم نظر آئے گی' بائیں طرف دیکھے گا وہاں بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس ہر شخص کو جہنم سے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہیے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے بدلہ ہو یا کسی نیک بات کے بدلہ''۔ [4]

امام بخاریؒ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے: مسند احمد میں ہے: صفوان بن محرز فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر کا ہاتھ تھامے جا رہا تھا ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا آپ نے حضور ﷺ سے یہ بات کیسے سماعت فرمائی ہے کہ قیامت کے روز (اللہ تعالیٰ بندے سے) سرگوشی فرمائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے اس قدر قریب کرلیں گے کہ اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور لوگوں سے اس کو چھپالیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے اور کہیں گے کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا' در اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ یقیناً ہلاک ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھ میں نے دنیا میں بھی تیری ستاری کی' پس آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی لیکن کفار اور چاپلوس منافقین کے متعلق گواہ یہ شہادت دیں گے: یہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ

[1] بخاری' الحدیث: ۷۰۲۴۔ [2] ترمذی' الحدیث: ۲۴۱۶۔

[3] مجمع الزوائد للہیثمی' الحدیث: ۱۰/ ۳۴۷۔ [4] بخاری' الحدیث ۱۴۱۳۔

باندھا' پس ظالمین پر اللہ کی لعنت ہو۔[1] صحیحین میں اس روایت کی تخریج کی گئی ہے۔ مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اونٹ پر سوار کیا' عورتوں سے تیری شادی کی اور عیش وعشرت کے تجھے مواقع میسر کیے پس تو نے ان چیزوں کا کیا شکر ادا کیا؟''[2] امام مسلمؒ نے سہل بن ابی صالح عن ابیہ کی حدیث سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ بندہ سے ملاقات فرمائے گا: اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش وعشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا کیوں نہیں اے پروردگار۔ پروردگار فرمائیں گے کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا بندہ کہے گا نہیں پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں بھی تجھے بھلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات فرمائیں گے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی۔ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ کیا تجھے عیش وعشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا۔ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے پس آج میں بھی تجھے بھلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندہ سے ملاقات فرمائیں گے اور اس سے بھی گزشتہ کی طرح سوال جواب فرمائیں گے' یہ بندہ کہے گا: پروردگار! (مجھے تیری ملاقات کا یقین تھا اس لیے) میں تجھ پر ایمان لایا' تیری کتاب پر اور اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ (تیرے آگے سر جھکایا اور) نماز پڑھی' (تیرے لیے) بھوکا پیاسا رہا' (تیری راہ میں) مال صدقہ کیا۔ الغرض جو اس سے بن سکی وہ اپنی تعریف کرے گا۔ پروردگار فرمائے گا ٹھہر؟ ہم تجھ پر گواہ کو بلاتے ہیں۔ بندہ دل میں خیال کرے گا! یہ مجھ پر کون گواہ ہوسکتا ہے؟ پھر اس کے منہ پر مہر سکوت لگا دی جائے گی اور اس کی ران' گوشت اور ہڈیوں کا حکم دیا جائے گا' پس اس کی ران' گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے کئے دھرے کی گواہی دیں گی۔ تب انکشاف حال کے بعد یہ عذر خواہی کرے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ پروردگار اس پر ناراض ہوں گے۔ اس کے بعد منادی نداء دے گا کہ ہر امت اس معبود کے پیچھے چلی آئے' جس کی وہ عبادت کیا کرتی تھی۔[3] مذکور حدیث تفصیل کے ساتھ آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے ایک ہی سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: پتا ہے مجھے کیوں ہنسی آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جو بات کرے گا اس سے مجھے ہنسی آ گئی۔ بندہ کہے گا: اے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے بچایا نہیں (اور منع نہیں کیا)؟ پروردگار فرمائیں گے: کیوں نہیں۔ بندہ کہے گا: پس آج میں اپنے متعلق اپنی جان کے سوا کسی کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: آج تجھ پر تیری ذات کی ہی گواہی کافی ہوجائے گی۔ (اس کے علاوہ) ہم کراماً کاتبین کی گواہی بھی پیش کریں گے۔

---

[1] بخاری' الحدیث ۴۶۸۵۔ مسلم' الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ' الحدیث: ۱۸۳۔ [2] مسند احمد الحدیث: ۲/۴۹۲۔

[3] مسلم الحدیث: ۷۳۶۴۔ ابوداؤد' الحدیث: ۴۷۳۰۔ ترمذی' الحدیث: ۲۴۲۸۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت فرما دیں گے اور اس کے اعضاء کو حکم دیں گے: بولو! پس اس کے اعضاء اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور اس کے اعضاء کے درمیان بات چیت ہوگی۔ وہ اپنے اعضاء پر برہم ہو کر کہے گا: تم پر پھٹکار پڑے میں تمہارے لیے تو کوشش کر رہا تھا۔ (مسلم، الحدیث: ۷۳۶۵)

ابویعلیٰ مسند حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن کافر شخص کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا دیکھ! یہ تیرے پڑوسی گواہی دیتے ہیں' وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا' اچھا یہ تیرے اہل وعیال اور خاندان والے تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا: تم قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھالیں گے۔ (وہ تب بھی نہ مانے گا تو) اللہ تعالیٰ ان کو خاموش کر دیں گے اور اس کی زبان (اور دیگر اعضاء وجوارح) اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا"۔ [1]

مسند احمد اور بیہقی میں حکیم بن معاویہ بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن تم لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوگے اور تمہارے مونہوں پر کپڑا بندھا ہوگا۔ پہلی جو چیز جو ابن آدم کی جانب سے بولے گی وہ اس کی ران اور اس کی ہتھیلی ہوگی"۔ [2] ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت میں پہلا تنازعہ ایک مرد اور اس کی عورت کا پیش ہوگا عورت کی زبان بند ہوگی بلکہ اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس پر گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنے شوہر سے متعلق برائی کرتی رہی۔ اسی طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ پھر اسی کے موافق آدمی اور اس کے ماتحتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر اہل اسراف کو بلایا جائے گا' ان سے پیسہ پائی کچھ وصول نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی نیکیاں اس کے مظلوم کو دی جائیں گی اور اس مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گے۔ پھر سرکشوں کو لوہے کے لباس میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو جہنم کے حوالہ کر دیا جائے۔ پتہ نہیں پھر وہ جہنم واصل ہو جائیں گے یا وہ معاملہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور تم میں کوئی نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے"۔ (سورۂ مریم الآیتان 71-72) [3]

بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"اور اس روز وہ (زمین) اپنے حالات بیان کر دے گی کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)"۔ (سورۂ الزلزال الآیتان: 4-5)

فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی اخبار کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کی اخبار یہ ہیں کہ وہ شہادت دے گی ہر بندہ اور بندی کے متعلق کہ وہ اس کی پیٹھ پر کیا اعمال کرتے رہے ہیں۔ زمین کہے گی اس نے فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا یہ کام کیا۔ یہ اس کی اخبار ہیں۔ [4] ترمذی اور نسائی نے اس کو روایت کیا ہے۔ امام بیہقی' حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں فرزدق کے چچا

---

[1] مجمع الزوائد للہیثمی' الحدیث: ۱۰/۳۵۔ الدر المنثور للسیوطیؒ الحدیث: ۵/۳۵۔ کنز العمال للہندیؒ الحدیث: ۳۸۹۷۹۔ [2] مسند احمد' الحدیث: ۵/۳۔ الہندی فی کنز' الحدیث: ۳۸۹۹۷۔ [3] مجمع الزوائد الحدیث: ۱۰/۳۴۹۔ الدر المنثور ۵/۳۲۸۔ کنز العمال' الحدیث: ۳۸۹۹۸۔ الطبرانی فی الکبیر' الحدیث: ۴/۱۷۷۔
[4] ترمذی الحدیث: ۳۳۵۳' مسند احمد الحدیث: ۲/۳۷۴۔

حصفہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے
[illegible]
حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: واللہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہ سنے گا۔ ہمیں ابوبکر بن ابی الدنیا میں
نے حضرت شفیؒ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ مدینہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص کے پاس لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا کون ہے؟
لوگوں نے کہا: حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ میں آپ کے قریب گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ لوگوں سے حدیث بیان فرما رہے تھے۔
میں نے آپ سے عرض کیا: آپ کو حق کا واسطہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو سمجھی ہو اور
اس کو اچھی طرح جان لیا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جھرجھری آ گئی پھر آپ طویل دیر تک ٹھہرے رہے پھر آپ کو ہوش آیا اور فرمایا:
میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔
اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جھرجھری آ گئی۔ اسی حالت میں کچھ دیر گزر گئی۔ پھر آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا
سناتا ہوں۔ پھر فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے ہم دونوں کے سوا اس وقت
کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ پہلے سے سخت جھرجھری آ گئی اور آپ پر چہرے کے بل آن گرے۔
کافی دیر چہرے کے بل پڑے رہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تب آپؓ نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزول اجلال فرمائیں گے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ ہر امت گھٹنوں
کے بل جھکی ہو گی۔ پہلے پہل صاحب قرآن کو بلایا جائے گا اور اس شخص کو جو راہ خدا میں قتل ہوا اور مالدار کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری کو
فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار؟
پروردگار فرمائیں گے پھر تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا پروردگار! میں رات اور دن تلاوت کے لیے کھڑا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو اس لیے یہ کرتا تھا تاکہ لوگ کہیں تو قاری
ہے پس وہ تو کہا جا چکا۔ پھر صاحب مال کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں نے تجھے مال کی وسعت نہیں دی تھی حتیٰ کہ میں
نے تجھے کسی کا محتاج نہیں بننے دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے پھر تو نے میرے دیئے ہوئے میں کیا
کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں مال کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا تھا صدقہ خیرات کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ ملائکہ بھی
کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو اس لیے یہ کرتا تھا تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے پس وہ کہا جا چکا۔ پھر اس شخص کو
بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا تو کس لیے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم ملا میں نے قتال کیا حتیٰ کہ میں
خود قتل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں بلکہ تو نے اس لیے قتال کیا تھا تاکہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہادر ہے۔ پس وہ تو کہا جا چکا۔ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول اکرم ﷺ نے میرے گھٹنوں پہ ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! قیامت کے روز اللہ کی مخلوق
میں یہ پہلے تین اشخاص ہوں گے جن پر جہنم بھڑکے گی۔

ابوعثمان الولید کہتے ہیں مجھے عقبہ نے خبر دی کہ حضرت سیف کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آنا جانا تھا وہ ایک مرتبہ حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی (مذکورہ) حدیث سنائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ان تین قسم کے لوگوں کا جب یہ حال ہوگا تو باقی انسانیت کا کیا حال ہوگا تو باقی انسانیت کا کیا حال ہوگا۔ یہ فرما کر آپ زاروقطار رونے لگے حتیٰ کہ ہمیں ڈر محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے لیکن پھر آپ کو افاقہ ہو گیا۔ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا بے شک اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچ ہے: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں' ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔ (سورۂ ھود' آیتان: 15-16)

قیامت کے روز (اعمال میں) پہلے نماز کی پرسش ہوگی

سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی سے پہلے نماز کا حساب کتاب کیا جائے گا سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دیکھو! میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں ہیں؟ اگر اس کے پاس نفلیں ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دی جائے۔ پھر دوسرے فرائض (مثل روزہ' زکوٰۃ وغیرہ) میں بھی یوں ہی کیا جائے گا''۔[1] ترمذی ونسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے فرمایا کہ قیامت کے روز غلام بندہ سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ جب اس کی نماز میں کوتاہی نکلے گی تو اس سے پوچھا جائے گا: نماز میں یہ کمی کیوں ہے؟ وہ عرض کرے گا: یارب! تو نے مجھ پر ایک مالک کو مسلط کر دیا تھا جو مجھے نماز سے مشغول رکھتا تھا پروردگار فرمائے گا میں نے دیکھا تھا تو اس کے مال میں سے اپنے لیے چوری کرتا تھا؟ تو تو اس کے یا اپنے کاموں میں سے اپنی جان کے لیے (نماز پڑھنے کی) چوری کیوں نہیں کرتا تھا؟ پس اللہ تعالیٰ اس پر یہ حجت قائم فرمادیں گے۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حسن حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عورت سے پہلے پہل اس کی نماز کا سوال ہوگا پھر اس کے شوہر کا کہ اس کے ساتھ اس کا سلوک کیسا رہا؟[3] یہ حدیث مرسل جید ہے۔ مسند احمد میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مدینہ میں تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ نماز آئے گی اور کہے گی: پروردگار! میں نماز ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں صدقہ ہوں' پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں روزہ ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ اسی طرح تمام اعمال آئیں گے اور رب تعالیٰ ان کو فرمائیں گے تم خیر پر ہو۔ پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا یارب تو سلام

[1] ترمذی' الحدیث:۴۱۳۔ النسائی' الحدیث:۴۶۴۔ مسند احمد' الحدیث:۶۵/۴ والحدیث:۳۷۷/۵۔ [2] مسند احمد' الحدیث:۳۲۸/۲۔ مجمع الزوائد' الحدیث:۲۹۲/۱۔ الدرالمنثور' الحدیث:۳۰۰/۱۱۔ [3] کنزالعمال' الحدیث:۴۵۰۹۴۔

ہے اور میں اسلام ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو خیر پر ہے آج کے دن میں تیری وجہ سے پکڑوں گا اور تیری وجہ سے عطا و بخشش کروں گا۔ فرمان الٰہی ہے: ''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا''۔ (سورۃ آل عمران الآیۃ: ۸۵) ❶

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن ظالم حکام کو لایا جائے گا' مجھ سے پہلے گزر گئے ہوں گے یا میرے بعد آنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: تم میری زمین کے خزانچی تھے' میرے بندوں کے نگہبان تھے۔ (تمام عمدہ و) مرغوب اشیاء تمہارے پاس تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے وفات پانے والے حکام سے فرمائیں گے: تو نے جو کیا اس پر تجھے کس چیز نے برآ نگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا تیری رحمت نے۔ پروردگار فرمائیں گے کیا میرے بندوں پر تو مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جو میرے بعد گزرا فرمائیں گے: جو تو نے کیا اس پر تجھے کس بات نے برآ نگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیرے لیے غصہ کیا تھا۔ پروردگار فرمائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ غضب ناک ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے۔ ان کو لے جاؤ اور جہنم کا ایک حصہ ان سے بھر دو''۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب میں حبشہ کی ہجرت سے لوٹا تو ایک جوان عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل حبشہ کی ایک بڑھیا کا ہمارے پاس سے گزر ہوا' اس کے سر پہ پانی کا ایک گھڑا تھا جب وہ انہی کے ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس جوان نے اس بڑھیا کے شانوں پر اپنا ہاتھ مارا جس سے بڑھیا لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گری اور اس کا گھڑا بھی ٹوٹ گیا۔ بڑھیا اٹھی اور اس نوجوان کو دیکھ کر بولی: اے بدمعاش کل کے دن تجھے سب پتہ چل جائے گا' جب اللہ تعالیٰ کرسی رکھیں گے اور اولین وآخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے کئے دھرے کی گواہی دیں گے۔ تب تیرے کو میرا اور اپنا معاملہ خوب اچھی طرح خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑھیا نے سچ کہا کیسے اللہ اس قوم کو پاک کریں گے جن کے ضعیفوں کا ان کے طاقتوروں سے بدلہ نہیں لیا جاتا''۔ ❷

عبداللہ بن انیس کی حدیث میں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی دیں گے: میں انصاف کرنے والا بادشاہ ہوں۔ کسی جنتی کو جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔ کسی جہنمی کو جہنم میں جانے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کوئی جنتی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا خواہ وہ ایک تھپڑ کیوں نہ ہو۔ مسند احمد میں اس کو روایت کیا گیا ہے اور امام بخاریؒ نے اس پر تعلیق قائم کی ہے۔ امام مالکؒ سعید بن ابو سعید المقبری عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا کسی بھائی پر ذرہ بھی ظلم ہو وہ اس کو معاف کرالے' اس لیے کہ وہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ وہاں ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اگر اس کے پاس نیکیاں ہوئیں تو ٹھیک ورنہ اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی''۔ ❸

---

❶ مسند احمد' الحدیث: ۲/۳۶۲۔ مجمع الزوائد' الحدیث: ۱۰/۳۴۲۔ الدر المنثور' الحدیث: ۲/۴۸۔

❷ ابن ماجہ' الحدیث: ۴۰۱۰۔ ❸ بخاری' الحدیث ۶۵۳۴ مسند احمد' الحدیث: ۲/۴۳۵ والحدیث: ۲/۵۰۶۔

بخاری ومسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے (علاء بن ابیہ کی حدیث) روایت کی ہے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جس کے پاس درہم نہ ہوں۔ فرمایا: نہیں بلکہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا مگر اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ پس یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا۔ پھر اگر حق داروں کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ بالآخر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا''۔ ❷ ابن ابی الدنیا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس حالت میں نہ مرو کہ تم پر کسی کا قرض ہو، کیونکہ وہاں درہم ودینار نہ ہوں گے، وہاں تو نیکیوں سے ایک دوسرے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا''۔ ❸ ابن عمرؓ سے مزید دوسرے دو طریق سے یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔

قیامت کے دن ظالموں سے قصاص لیا جائے گا:

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندہ اپنی نیکیوں پر خوش خوش آئے گا۔ ایک دوسرا آدمی آئے گا اور کہے گا: یارب! اس نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے۔ پس اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ اسی طرح ہوتا رہے گا حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اب جو حق دار آئیں گے، ان کی برائیاں لے کر اس کے سر لاد دی جائیں گی۔ اسی طرح مسلسل ہوگا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

خدا کے ساتھ شرک معاف نہیں اور بندوں پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں تین عدالتیں ہیں ایک عدالت تو ایسی ہے جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ دوسری عدالت ایسی ہے جس میں کچھ معاف نہ ہوگا، تیسری عدالت ایسی ہے جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں۔ یہ عدالت جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں وہ شرک سے متعلق ہے۔ ❹ فرمان الٰہی ہے:

''جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کر دے گا''۔ (سورۃ المائدۃ الآیۃ: 72)

وہ عدالت جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں، وہ بندہ کا اپنی جان پر ظلم ہے اور خدا کے حق میں ظلم ہے۔ مثلاً روز چھوڑ دیا۔ نماز چھوڑ دی۔ پس اللہ تعالیٰ اس عدالت میں بخشش فرمائیں گے۔ اگر چاہیں گے تو درگزر فرمائیں گے اور وہ عدالت جس میں اللہ تعالیٰ چھوڑیں گے، وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔ وہاں ہر حال میں بدلہ دلایا جائے گا۔

امام بیہقی نے سنداً زیاد النمیری کے طریق سے حضرت انسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ ظلم تین ہیں: ایک ظلم جس کو خدا معاف

---

❶ بخاری، الحدیث ۶۵۳۴ مسند احمد، الحدیث: ۲/۴۳۵ والحدیث: ۲/۵۰۶۔ ❷ مسلم الحدیث: ۶۵۲۲، ترمذی الحدیث: ۲۴۱۸۔

❸ مجمع الزوائد الحدیث: ۲/۲۱۷۔ کنز العمال الحدیث: ۱۵۴۹۲۔ حلیۃ الاولیاء الحدیث: ۳/۰۲۔ ❹ مسند احمد۔ الحدیث: ۶/۲۴۰۔

نہیں فرمائے گا اور اس کی بخشش نہ ہوگی۔ وہ خدا کے ساتھ شرک ہے۔ ایک وہ ظلم ہے جو بندوں کا اپنے آپ پر ہے اور خدا کے حق میں ہے۔ اس کو خدا معاف فرمائیں گے۔ ایک وہ ظلم ہے جس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا' وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔[1] امام بیہقی نے ایک اور طریق یزید الرقاشی عن انس سے اس کو نقل کیا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں دونوں طریق ضعیف ہیں۔

خدا کی راہ میں جہاد سوائے امانت کے ہر چیز کو بخش دیتا ہے

ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہر گناہ کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے۔ فرمایا: صاحب امانت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر' وہ کہے گا یا رب! میں تو اس دنیا سے آ گیا ہوں (اب کیسے ممکن ہے؟) حکم ہوگا اس کو ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ پس اس کی طرف لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی میں جا کر گرے گا۔ وہاں دیکھے گا کہ وہ امانت موجود ہے۔ وہ اس کو اٹھائے گا اور کندھے پر رکھ کر اوپر چڑھے گا جب جہنم سے نکلنے کے قریب ہوگا تو پھر نیچے گہرائی میں جا گرے گا۔ پس یونہی رہتے زمانے تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔[2]

پھر فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں بھی ہے اور امانت بات چیت میں بھی ہے لیکن سب سے بڑھ کر امانت وہ چیز ہے جو کوئی دوسرے کے پاس بطور امانت رکھوائے۔ زازان اس حدیث کے راوی کہتے ہیں میں حضرت براءؓ سے ملا اور کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ یوں یوں حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت براءؓ نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں۔ اس روایت کی تائید مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں خدا کی راہ میں لڑائی پر صبر کرتے ہوئے خدا سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور پشت دیئے بغیر آگے بڑھتے ہوئے قتل ہو جاؤں تو کیا خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو بخش دے گا؟ فرمایا: ہاں سوائے قرض کے۔[3]

ابن ابی الدنیا میں ہے عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''(اے پیغمبر!) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑے کا فیصلہ کر دیا جائے گا)(سورۃ الزمر' آیتان: 30-31)

تو حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دنیا میں جو گناہ ہو گئے وہ ہم پر دوبارہ پیش کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں تم پر دوبارہ پیش کیے جائیں گے حتیٰ کہ تم ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دو۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یہ تو بڑا سخت معاملہ۔[4] ابن ابی الدنیا میں زازانؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: لوگ حساب کتاب کے لیے گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ باپ بیٹے سے' بیٹا باپ سے' بہن بھائی سے' خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے دنیا کی نسبت زیادہ سخت ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت

---

❶ مجمع الزوائد' الحدیث: ۱۰/ ۳۴۸۔ کنز العمال' الحدیث: ۱۰۳۲۶' ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء الحدیث: ۳۰۹۔ المطالب العالیہ لابن حجر ۴۶۵۳۔

❷ مسلم' الحدیث: ۴۸۶۱۔ ❸ مسلم' الحدیث: ۴۸۶۱۔ ❹ المستدرک للحاکم الحدیث: ۲/ ۳۴۵۔ الدر المنثور' الحدیث: ۵/ ۳۲۷' اتحاف السادۃ المتقین' الحدیث ۱۰/ ۴۷۷۔ شرح السنۃ للبغوی' الحدیث: ۶/ ۷۵۔

تلاوت فرمائی:

تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔ (سورۃ المؤمنون الآیۃ 101)

ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام اور اس کے مالک کو لایا جائے گا' شوہر اور اس کی بیوی کو لایا جائے گا۔ غلام اور اس کے مالک کا' بیوی اور اس کے شوہر کا تصفیہ کرایا جائے گا۔ (ہر بات فیصلہ میں آئے گی) حتیٰ کہ کہا جائے گا فلانی کو تو نے پیغام دیا اور میں نے اس کے ساتھ تیری شادی کر دی لیکن تو نے (اس کے خیال میں) سب کو چھوڑ دیا۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو بلائیں گے اور اس پر اپنے احسانات کو یاد دلائیں گے اور ان کا شمار کرائیں گے فرمائیں گے: تو نے مجھے فلاں دن یاد کیا اور دعا کی اور کہا یا اللہ میری فلانی سے شادی کر دے اور وہ ہم نے کر دی۔ اس طرح بہت سی باتیں شمار کرائی جائیں گی۔ (مقصود حدیث یہ ہے کہ کوئی بات نہ چھوٹے گی بلکہ ہر بات کا ذکر ہوگا۔م) ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کو عار اور شرمندگی اس طرح گھیر لے گی کہ وہ کہے گا اے اللہ! تیرے مجھے جہنم میں پھینکنے سے زیادہ لوگوں کی رسوائی سے مجھے خوف ہے حالانکہ اللہ کی قسم! وہ جانتا ہے ہوگا کہ جہنم کا عذاب کس قدر سخت ہے۔ [1]

قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی:

فرمان الٰہی ہے:

''پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی''۔ (سورۃ التکاثر الآیۃ: 8)

صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ابوالہیثم کے باغ میں بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا پھر فرمایا: ''یہ وہ نعمتیں جن کا تم سے سوال کیا جائے گا۔ (یعنی پوچھا جائے گا کہ کیا اس نعمت کا شکر ادا کیا اور اس کے مقابلہ میں عمل کیا؟) اسی طرح حدیث میں ہے: اپنے کھانے میں ذکر اللہ اور درود کا سالن استعمال کرو اور کھانے کے بعد سو مت جاؤ' اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ [2]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت ثابت سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد دمشق میں داخل ہوا اور دعا کرنے لگا: اے اللہ! میری وحشت کو دور فرما' میری تنہائی پہ رحم فرما اور مجھے کوئی اچھا ہم نشین عطا فرما۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے اس کی دعا سنی اور فرمایا: اگر تو طلب میں سچا ہے تو میں تیری نسبت سعادت مند ہوں (اور تیری ہم نشینی اختیار کرتا ہوں) میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے کچھ تو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں یعنی وہ ظالم جس کو اس کے مقام پر پکڑ لیا جائے گا اور وہ حزن وغم (میں مبتلا رہنے والا) ہے اور کچھ لوگ میانہ رو ہیں یعنی ان سے آسان حساب کتاب لیا جائے گا اور کچھ نیکیوں میں سابق ہیں یعنی جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں

[1] المستدرک' الحدیث: ۴/ ۵۷۷۔ جمع الجوامع للسیوطی' الحدیث: ۵۶۸۸۔

[2] النسائی' الحدیث: ۳۶۴۱۔ مسند احمد' الحدیث: ۳/ ۳۳۸ والحدیث: ۳/ ۳۵۱۔ مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/ ۳۱۷۔

داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا بندہ کی جانب سے مصالحت کروانا

ابویعلی سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہنسنے لگے حتیٰ کہ آپ کے اوپری دانت نظر آنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا: میری امت کے دو فرد اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے روبرو جھگڑیں گے۔ ایک کہے گا: یارب! میرے بھائی نے مجھ پر ظلم کیا تھا اس کا بدلہ دلائیے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو فرمائیں گے: اپنے بھائی کا بدلہ دو۔ وہ کہے گا: میرے پاس نیکیوں میں سے کوئی نیکی نہیں بچی۔ وہ عرض کرے گا یارب! پھر وہ میرے گناہ اٹھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ فرمانا تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ پھر فرمایا: وہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا لوگ اس دن بڑے محتاج ہوں گے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھالے۔ پس پھر اللہ تعالیٰ اس طلب گار کو فرمائیں گے اپنی نگاہ اٹھا اور جنت کی طرف دیکھ! وہ دیکھے گا اور کہے گا یارب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ کس نبی کے ہیں؟ کس صدیق کے ہیں؟ کس شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو بھی ان کی قیمت ادا کر دے وہ بندہ کہے گا یارب! اس کی کس میں ہمت ہوسکتی ہے؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی اس کا مالک ہوسکتا ہے! بندہ کہے گا وہ کیسے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کو معاف کردے۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اس بالکل معاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جا اور اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی لے جا اور جنت میں داخل کرلے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومنین کے درمیان مصالحت کرائیں گے''۔ [1] یہ روایت سنداً وسیاقاً غریب ہے۔ اگرچہ اچھے کلام پر مشتمل ہے۔ امام بیہقی نے عبداللہ بن ابی بکر کی حدیث سے اس کو نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوگوں کا مال اس نیت سے لیا کہ لوٹا دے گا تو اللہ اسے ادا کرے گا اور جس نے اس نیت سے لیا کہ کھا جائے گا تو اللہ بھی اسے ضائع کردے گا''۔

ابوداؤد الطیالسی' ابن ماجہ اور بیہقی میں ہے عباس بن مرداس اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی رات اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور خوب مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب مرحمت فرمایا کہ میں نے دعا قبول کرلی' مگر جس نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے دعا کی یا اللہ تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کو ظالم کی طرف سے خیر عطا کرکے خوش کردے اور ظالم کو بخش دے لیکن اس رات کوئی جواب نہ آیا جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی تو اللہ نے قبول فرمالی کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا تب رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ بعض اصحابؓ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں جس میں آپ کے مسکرانے کی عادت نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں' اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری امت کی بخشش کی دعا قبول کرلی ہے تو وہ ہلاکت ہلاکت پکارنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ [2]

---

[1] المستدرک' الحدیث ۴/ ۵۷۶۔ الترغیب والترھیب للمنذریؒ الحدیث ۳/ ۳۰۹۔ اتحاف السادۃ المتقین' الحدیث ۶/ ۲۶۷۔

[2] مسند احمد الحدیث: ۴/ ۱۵۔ الدر المنثور' الحدیث: ۱/ ۲۳۰' التمھید لابن عبدالبر' الحدیث: ۱/ ۱۲۳۔

امام بیہقی فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ مغفرت عذاب پانے کے بعد ہو یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہو (مترجم) عرض کرتا ہے جب حدیث میں عام ذکر ہے تو خدا کی رحمت کو خاص کیوں کیا جائے اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ سب کو بخش دے لیکن بندوں کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے رحیم کی نافرمانی کریں۔ ابوداؤد والطیالسی سند أعبد الرحمان بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مقروض کو بلائیں گے اور فرمائیں گے: اے ابن آدم! تو نے بندوں کے حقوق کس چیز میں ضائع کئے اور ان کے اموال کس چیز میں خرچ کئے؟ وہ عرض کرے گا یا رب! میں نے ان کو ضائع نہیں کیا بلکہ صحیح کاموں میں خرچ کیا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ سے زیادہ میں صحیح فیصلہ کرنے والا ہوں۔ پس یکا یک اس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے وزنی ہو جائیں گی اور اس کو جنت میں جانے کا حکم مل جائے گا''۔ ❶

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کے متعلق فرمائیں گے پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر ظاہر کرو اور بڑے بڑے گناہ چھوڑ دو۔ پھر اس کو کہا جائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ وہ بڑے گناہوں کے ڈر سے اقرار کرے گا اور کہے گا نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم تیرے ہر گناہ کو نیکی سے بدلتے ہیں۔ وہ بندہ کہے گا یا رب! میں نے کچھ بڑے گناہ بھی کئے تھے جو یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھ مبارک ظاہر ہوگئی۔ ❷

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب فرمائیں گے اور اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے حتیٰ کہ جب اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے دنیا میں بھی تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں۔ پھر اس کی بڑی بڑی نیکیاں اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائیں گے۔ ❸

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے قریب فرمائیں گے اور اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور تمام خلائق سے اس کو چھپالیں گے۔ اسی پردہ میں اس کو اس کے اعمال کی کتاب دیں گے اور فرمائیں گے لے ابن آدم! پڑھ اپنی کتاب پس جب وہ کسی نیکی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا دل خوش ہوگا۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے: اے بندے کیا تو اس کو جانتا ہے وہ کہے گا: جی! جی! پروردگار میں اس کو جانتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے ہم اس نیکی کو قبول کرتے ہیں۔ بندہ شکریہ میں سجدہ میں گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اٹھ سر اٹھا اور اپنی کتاب آگے پڑھ! پھر وہ کسی برائی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا اور دل رنجیدہ ہو جائے گا' جسم کانپ اٹھے گا۔ اس وقت اس کو اپنے رب سے اس قدر شرم آئے گی کہ اس کیفیت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے! اس کو جانتا ہے؟ بندہ کہے گا: جی پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے اس کو بخش دیا ہے۔ پس اسی طرح اس کی نیکی قبول ہوتی رہے گی اور سجدہ کرتا رہے گا اور بدی معاف ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا۔ مخلوق صرف اس کے سجدوں

---

❶ البدایہ والنہایہ ۹/ ۲۵۔ ❷ السنن الکبری للبیہقی' الحدیث: ۱۰/ ۱۹۰ الاسماء والصفات' لہ الحدیث: ۵۴۔

❸ بخاری' الحدیث ۴۶۸۵' مسلم الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳۔

کو دیکھے گی حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے: واہ! اس بندے کی کیا خوبی ہے کہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی لیکن ان کو بندے اور خدا کے درمیان راز کا کچھ علم نہ ہوگا۔ [1] ابن ابی الدنیا میں عثمان بن عاتکہ سے مروی ہے کہ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا اس کے اوپر تو نیکیاں لکھی ہوں گی لیکن اس کے اندر برائیاں ہوں گی۔ اسے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اندر سے پڑھے گا تو مایوس ہو جائے گا لیکن جب آخر میں پہنچے گا تو اس میں پڑھے گا کہ یہ تیری بداعمالیاں ہیں میں نے دنیا میں بھی ان پر پردہ رکھا اور آج بھی میں تیری بخشش کرتا ہوں۔ اس پر موجود لوگ رشک کرنے لگیں گے یا فرمایا کہ اہل محشر اس کے ظاہری اعمال نامے کو پڑھیں گے اور کہیں گے فلاں تو نیک بخت ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کو بدل دیا جائے اور اس کے اندر برائیاں نیکیوں سے بدل دی جائیں گی۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا وہ دیکھے گا کہ نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ جب آخر میں پہنچے گا تو پڑھے گا کہ یہ تیری نیکیاں ہیں جنہیں میں قبول کرتا ہو۔ تب وہ اہل محشر کو کہے گا:

''لیجیے میرا نامہ (اعمال) پڑھیے۔ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا''۔ (سورۃ الحاقۃ الآیتان: 19۔20)

فرمایا: جس کو اس کا نامہ اعمال پشت کے پیچھے سے ملے گا وہ اس کو بائیں ہاتھ سے تھامے گا۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا اس کے اندر نیکیاں ہوں گی اور اوپر برائیاں۔ اہل محشر پڑھیں گے تو کہیں گے یہ تو ہلاک ہو گیا۔ جب وہ آخری نیکی پہ پہنچے گا تو کہا جائے گا یہ تیری نیکیاں ہیں جن کو ہم مردود کرتے ہیں۔ پھر اس کو پلٹنے کا حکم ملے گا (کہ دوبارہ پڑھو) پھر وہ دوبارہ پڑھے گا تو وہ نیکیاں برائیوں سے تبدیل ہو چکی ہوں گی، حتیٰ کہ آخر تک یہی کچھ ہوگا پھر وہ اہل محشر کو کہے گا:

''اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابدالآباد کے لیے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا''۔ (سورۃ الحاقۃ الآیات: 25۔28)

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو یوں لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو اس کا رب کہے گا کہاں ہے وہ مال جو میں نے تجھے بخشا تھا؟ جس کا میں نے تجھے مالک بنایا تھا؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟ وہ کہے گا یا ربی! میں نے اسے جمع کیا اور اس کو ثمر آور بنایا اور اس میں پہلے سے بڑھوتری کی۔ پروردگار فرمائیں گے: اس میں سے آگے کیا بھیجا تھا؟ وہ دیکھے گا تو کچھ نہ پائے گا جو اس نے آگے بھیجا ہو۔ پس اس کے بعد وہ پروردگار سے بات نہ کر سکے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے مثل نقل فرماتے ہیں جس میں یہ اضافہ بھی ہے: بندہ رب سے درخواست کرے گا یارب! مجھے واپس لوٹا دے میں وہ سارا مال لے آؤں۔ اگر اس کو لوٹایا بھی جائے تب بھی وہ کچھ آگے نہ بھیج سکے گا پس اس کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے''۔ (سورۃ الانعام الآیۃ: 94)

---

[1] بخاری الحدیث ۴۶۸۵، مسلم الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳۔

صحیح مسلم میں حضور ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال! حالانکہ اس کا مال بس وہی ہے جو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا پہن لیا اور پرانا کر دیا صدقہ کر دیا اور آگے بھیج دیا۔ اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور لوگوں کے لیے ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال برباد کر دیا۔ کیا اسے یہ گمان ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں''۔ (سورۃ البلد'الآیتان 6۔7)

ابن ابی الدنیا میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے چار باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے۔ عمر کس چیز میں فنا کی؟ جسم کن کاموں میں بوسیدہ کیا؟ علم پر کیا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ ابن ابی الدنیا میں حضرت مکحولؒ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے مقروض! اے ابوالدرداء!! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھ سے کہا جائے گا تو علم جانتا ہے یا جاہل ہے؟ اگر تو کہے گا جانتا ہوں تو کہا جائے گا کہ جس علم کو جانتا ہے اس پر کیا عمل کیا؟ اور اگر تو کہے گا کہ میں جاہل ہوں تو کہا جائے گا کہ تیرے جاہل رہنے کا کیا عذر ہے؟ علم کیوں نہیں حاصل کیا؟

فصل

امام بخاریؒ نے باب ''یدعی الناس بآبائھم'' کے ساتھ قائم فرمایا اور اس کے ذیل میں عبداللہ بن عمر کی حدیث ذکر فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''قیامت کے دن ہر دھوکہ کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا اسکی سرین کے پاس بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا غدر اور دھوکہ ہے''۔[1] ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھا کرو''۔[2] امام البزار فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زمین اپنے خزانوں کو نکال باہر پھینکے گی چور گزرے گا اور کہے گا: (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ قاتل آئے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میں نے خون بہایا۔ رشتہ ناطہ توڑنے والا آئے گا اور کہے (افسوس!) اس مال کی وجہ سے میں نے رشتہ داری توڑی۔ پھر وہ اس مال کو پکاریں گے اور کچھ اس میں سے نہ اٹھائیں گے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (سورۂ آل عمران'الآیتان:106۔107)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

---

[1] بخاری'الحدیث:۳۱۸۶'والحدیث:۳۱۸۷۔ مسلم'الحدیث:۴۵۱۲۔ ابن ماجہ'الحدیث:۲۸۷۲۔ مسند احمد'الحدیث:۵/۴۱۱'والحدیث:۱/۴۱۷'والحدیث:۲/۱۶۔

[2] ابوداؤد'الحدیث:۴۹۴۸۔ مسند احمد'الحدیث:۵/۱۹۴۔ الدارمی'الحدیث:۲/۲۹۴۔

''اور اس روز بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے اور بہت سے چہرے اس دن اداس ہوں گے خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے''۔ (سورۃ القیامۃ الآیات 22۔25)

اور فرمان الٰہی ہے:

''اور کتنے چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔ خنداں و شاداں (یہ نیکوکار ہیں) اور کتنے چہرے ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ یہ کفار بدکردار ہیں''۔ (سورۂ عبس' الآیات: 38۔41)

اور فرمان الٰہی ہے:

''اور جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی اور ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہوں نے برے کام کیے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان کے چہروں پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والے نہ ہوگا۔ ان کے چہروں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے''۔ (سورۂ یونس' الآیتان: 26۔27)

حافظ ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذیلی آیت کے متعلق حدیث نقل فرماتے ہیں: فرمان الٰہی ہے:

''جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو (راہ حق سے بھٹکا ہوا) وہ آخرت میں اندھا ہوگا اور (نجات کے) راستے سے بہت دور''۔ (سورۃ الاسراء' الآیۃ: 71۔72)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''(مومنوں میں سے) ایک کو بلایا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کے جسم کو بڑا کر دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ سفید کر دیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں کا چمکتا ہوا ایک تاج رکھا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے گا۔ وہ دور سے اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اس کو ہمارے پاس لا اور اس میں ہم کو برکت عطا فرما۔ پس وہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تمہیں بشارت ہو! تم میں سے ہر شخص کے لیے ایسا ہی ہے لیکن کافر' اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اللہ اس کا جسم بڑھا دیں گے۔ اس کے ساتھی اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے اللہ کی پناہ ہو اس سے' اس کے شر سے۔ اے اللہ اس کو ہمارے پاس نہ آنے دیجیے گا لیکن وہ ان کے پاس آئے گا اور وہ کہیں گے: اے اللہ اس کو رسوا کر۔ وہ کہے گا تم پر بھی اللہ کی پھٹکار برسے۔ تم میں سے بھی ہر شخص کے لیے ایسا ہی ہے''۔

حافظ ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث صرف اسی سند کے ساتھ ملی ہے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بندے کے متعلق حکم فرمائیں گے: ''اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو''۔ (سورۃ الحاقۃ' الآیۃ: 30) تو اس حکم کو سن کر ستر ہزار فرشتے لپکیں گے اور ایک زنجیر سے اس کو باندھیں گے اور وہ زنجیر اس کے منہ سے ڈال کر دبر سے نکالیں گے اور یوں اس میں پرولیں گے جیسے دھاگے میں موتی پرویا جاتا ہے۔ پھر اس کو جہنم میں ایک غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ ہڈیوں کا پنجر بن چکا ہوگا۔ پھر دوبارہ جہنم میں غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ

صحیح سالم ہو چکا ہوگا۔ بعض علماء فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں گے: اسے پکڑو! تو قبیلہ ربیعہ ومضر کی تعداد سے زیادہ فرشتے اس کی طرف لپکیں گے۔ (عرب میں یہ دو قبیلے بہت زیادہ تعداد والے گزرے ہیں اس لیے ان کے ساتھ تمثیل پیش کی گئی) معتمر بن سلیمان اپنے والد سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ ہر شی اس کو برا بھلا کہے گی وہ کہے گا تم مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہیں گی: تجھ پر ارحم الراحمین کو رحم نہیں تو ہم کیسے رحم کریں۔

فصل

حضرت امام ابن ماجہ اپنی سنن' کتاب الرقائق میں سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ تمام مخلوق میں نازل کیا ہے جس کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے رحم ومحبت کا معاملہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ چوپائے بھی اسی کی بدولت اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے رحمت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائیں گے''۔ ❶

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے فرمایا ہمیں قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت پیدا فرمائی' اس میں ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے۔ صرف ایک حصہ اپنی تمام مخلوق میں پھیلا دیا۔ اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کس قدر رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو۔ اگر مؤمن کو پتہ چل جائے کہ خدا کے پاس کس قدر عذاب ہے تو وہ جہنم سے اپنے آپ کو مامون نہ سمجھے''۔ اس طریق سے امام بخاری منفرد ہیں۔ ❷ ابن ماجہ میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا فرمائے' سو حصے رحمت کے بھی پیدا فرمائیے۔ جن میں سے صرف ایک حصہ زمین میں اتارا۔ اسی کے طفیل ماں اپنے بچے پر نچھاور ہوتی ہے۔ جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے قیامت کے لیے اٹھا رکھیں ہیں (پس جب قیامت ہوگی) ان کو پورا فرمادیں گے۔

امام ابن ماجہ اس روایت میں منفرد ہیں۔ اس کے باوجود یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان وزمین پیدا فرمائے اس دن یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ ایک روایت میں ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ (رحمت) اللہ کے پاس عرش پر رکھی ہے''۔ ❸

فرمان الٰہی ہے:

''خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کیا ہے''۔ (سورۃ الانعام' آلایۃ: 54)

دوسری جگہ فرمایا:

---

❶ مسلم' الحدیث: ۶۵۹۰۸۔ ابن ماجہ' الحدیث: ۴۲۹۳۔ مسند احمد' الحدیث: ۲/۵۲۶۔

❷ بخاری' الحدیث: ۵۴۶۹۔ الدر المنثور' الحدیث ۴/۱۰۲۔ ❸ ابن ماجہ' الحدیث ۴۲۹۴۔

''اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں''۔ (سورۃ الاعراف' الآیۃ:156)

اس کے بعد ابن ماجہ ابن ملیکہ کی حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ پھر خود ہی فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا وہ یہ ہے) کہ جب وہ ایسا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے''۔ ❶

یہ حدیث اسود بن ہلال اور انس بن مالک عن معاذ کے طریق سے بخاری میں موجود ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے''۔ (سورۃ المدثر' الآیۃ:56)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے' پس میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ پس جو میرے ساتھ کسی کو خدا بنانے سے ڈرا تو مجھے بھی لائق ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں''۔ پھر ابن ماجہؒ نے سنداً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک قوم کے پاس آپ کا گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا یہ قوم والے کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور کو بھڑکا رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جب تنور کی لپٹ اوپر اٹھتی تو وہ بچہ کو بچانے لگتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے' وہ کہنے لگی کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عورت بولی آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحمت کرنے والے نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عورت نے پھر سوال کیا: کیا اللہ تعالیٰ ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر اخروٹ اور مٹھائی کا تھال لایا گیا وہ تقسیم کیا گیا۔ پھر آپ اور وہ لوگ (بطور محبت والفت) کے ایک دوسرے سے اچکنے لگے۔ ❷

یہ پوری حدیث نہایت غریب ہے۔

حوض کوثر سے کچھ لوگوں کا دفع کیا جانا:

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے۔ ان کو حوض کوثر کے پاس آنے سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ تو میرے اصحاب ہیں! پروردگار فرمائیں گے تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا (نئے نئے فتنے کھڑے کئے)۔ وہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے''۔ ❸ ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں گویا میں تم کو حوض کوثر سے آتا دیکھ رہا ہوں۔ آدمی آدمی سے مل رہا ہے' پوچھتا ہے کیا تو نے آب کوثر پیا؟ وہ کہتا ہے ہاں۔ کوئی دوسرا ملتا ہے پوچھتا ہے کیا تو نے آب کوثر پیا؟ وہ

❶ بخاری الحدیث:۲۳۷۳۔ مسلم الحدیث:۱۴۴۔ ابن ماجہ الحدیث:۴۲۹۶۔ مسند احمد الحدیث:۵/۲۳۴۔

❷ ابن ماجہ الحدیث:۴۲۹۷۔ ❸ بخاری الحدیث:۶۵۸۵۔ کنز العمال الحدیث:۳۹۱۲۴۔

کہتا ہے: نہیں، ہائے پیاس!

اسماء بنت ابی بکر الصدیق کی روایت:

امام بخاری فرماتے ہیں: عن سعید بن ابی مریم، عن نافع، عن ابن عمر عن ابن ابی ملیکہ عن اسماء بنت ابی بکر الصدیق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض پر ہوں گا حتیٰ کہ تم میں سے جو آئے گا اس کو دیکھوں گا۔ کچھ لوگوں کو مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھے کہا جائے گا۔ کیا آپ کو معلوم ہے انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیا؟ (ابن ابی ملیکہ (اس مقام پر) دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں) اس نے کہا: ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے سر مبارک جھکا لیا اور رونے لگے۔ پھر سر اقدس اٹھایا اور اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ عذاب صرف مردود سرکش کو ہی فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ہٹ دھرمی کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور سیاق غریب ہے۔ فرمان عزوجل ہے:

''اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بد بخت ہے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (سورۃ اللیل، الآیتان: 15۔16)

اور فرمایا:

''تو اس (ناعاقبت نااندیش) نے نہ تو (کلام خدا کی) تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا''۔

(سورۃ القیامۃ: الآیتان: 31۔32)

نومولود کو دودھ پلانے والی ماں سے زیادہ اللہ پاک اپنے بندے پر رحم فرماتے ہیں

بخاری میں حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ ایک قیدی عورت کی چھاتی سے دودھ ٹپک رہا ہے اور وہ دوڑے جا رہی ہے۔ جب بھی کسی قیدی بچے کو پاتی ہے، اس کو دودھ پلانا شروع ہو جاتی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، یہ ہرگز اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے''۔ ❷

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں یوں تاکیداً فرمان ہے: اللہ کی قسم! اللہ پاک اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ شفقت کرنیوالا ہے جتنی یہ اپنے بچے سے شفقت رکھتی ہے''۔ ابن ماجہ سنداً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''شقی (بد بخت) کے سوا جہنم میں کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! شقی کون ہے؟ فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اور اس کی معصیت سے احتراز نہیں کیا''۔ ❸ اس روایت کی اسناد میں ضعف ہے۔ صحیح مسلم میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیا جائے گا اور کہا

❶ بخاری، الحدیث: ۶۵۹۳۔ مسلم الحدیث: ۵۹۲۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۶/۱۲۱۔ ❷ بخاری، الحدیث: ۵۹۹۹۔ مسلم الحدیث: ۶۹۱۲۔

❸ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۳۴۹۔

جائے گا یہ جہنم سے تیری آزادی ہے“۔ (1) ایک روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان وفات نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل فرما دیتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابو بردہ کو اللہ کی تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا کیا واقعی ان سے والد نے حضور ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو انہوں نے قسم اٹھائی۔ (2) مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان قیامت کے دن پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ گناہ ان سے معاف فرما کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے“۔ (3) ابن ماجہ میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خلائق کو جمع فرمائیں گے تو امت محمدیہ کو بارگاہ خداوندی میں سر بسجود ہونے کی اجازت مرحمت کی جائے گی۔ وہ حضور الٰہی میں ایک طویل سجدہ بجالائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے سر اٹھاؤ‘ ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لیے جہنم سے خلاصی کا فدیہ بنا دیا“۔ (4)

الطبرانی الکبیر میں حضرت ابو حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!!! دین میں کمزور اور اپنے آپ میں گم احمق بھی جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جس کو اس کے گناہوں کی وجہ سے آگ نے جلا ڈالا ہو گا وہ بھی جنت میں ضرور داخل ہو گا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت فرمائیں گے کہ شیطان کو بھی امید ہو جائے گی کہ رحمت کو اس بھی شامل ہو گی“۔ (5)

امت محمدیہ میں سے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے والوں کا بیان

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں: میرے سامنے تمام امتوں کو پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ ہر نبی کے ساتھ اس کی امت جا رہی ہے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ ہے۔ کسی نبی کے ساتھ کل دس افراد ہیں۔ کسی نبی کے ساتھ صرف پانچ افراد ہیں اور کوئی نبی تنہا جا رہا ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ انسانوں کا ایک جم غفیر ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے: یہ تیری امت ہے۔ ان میں سے ستر ہزار جو آگے آگے ہیں‘ ان پر حساب ہے اور نہ عذاب۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا گیا: یہ لوگ نہ داغتے تھے نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے تھے۔ نہ بدفالی لیتے تھے۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! دعا فرما دیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور ﷺ نے دعا فرما دی: یا اللہ! اس کو ان میں شامل کر دیں پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ! میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ اس میں سبقت لے جا چکے“۔ (6)

ستر ہزار سے متعلق ایک اور حدیث:

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے سوال کیا

(1) مسلم‘ الحدیث: ۶۹۴۲۔ (2) مسلم‘ الحدیث: ۶۹۴۳۔ مسند احمد‘ الحدیث: ۴/۳۹۱۔ (3) مسلم‘ الحدیث: ۶۹۴۵۔ (4) ابن ماجہ‘ الحدیث: ۴۲۹۱‘ مجمع الزوائد‘ الحدیث: ۱۰/۷۰۔ (5) معجم الکبیر للطبرانی‘ الحدیث: ۳۰۲۱۔ کنز العمال‘ الحدیث: ۱۰۳۵۹۔

(6) بخاری‘ الحدیث: ۵۷۵۲۔ مسند احمد‘ الحدیث: ۱/۴۰۱۔ والحدیث ۴۰۲۔

تھا' پس اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار اشخاص کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا' جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ میں نے اس میں زیادتی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار کا مزید اضافہ فرمادیا۔ میں نے پھر عرض کیا اے رب! اگر میری امت کے مہاجرین اس قدر نہ ہوئے تو؟ فرمایا: تب میں یہ تعداد تیری امت کے اعرابی (دیہاتی) لوگوں کے ساتھ پوری کردوں گا''۔ ❶

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں' لیکن قیامت کے روز اولین میں سے ہوں گے۔ میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہوگا' جن سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ پھر ان کے بعد جو آئیں گے ان کے چہرے آسمان کے تاروں سے زیادہ روشن ہوں گے۔ اسی طرح ان کے بعد درجہ بدرجہ۔ ❷

بخاری میں سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار یا (فرمایا) سات لاکھ افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں اول وآخر سب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے''۔ ❸ مسند احمد میں حضرت ابوبکر الصدیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والے دیئے گئے ہیں۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ ان کے دل (باہم یوں شیروشکر ہوں گے گویا وہ) ایک دل ہیں۔ پس میں نے اپنے رب سے مزید مانگا تو پروردگار نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطاء کردیئے''۔ ❹

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت باتیں کیں۔ پھر صبح کو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''آج کی رات مجھے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ دکھائے گئے۔ ہر نبی گزر رہا تھا کسی کے ساتھ تین افراد تھے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک (عصابہ) کی جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک نفر تھا۔ کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میرے پاس سے گزر ہوا ان کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ آپ کے بھائی موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے پوچھا میری امت کہاں ہے؟ مجھے کہا گیا اپنی داہنی طرف دیکھئے! دیکھا تو پہاڑ اور زمین لوگوں سے اٹے پڑے تھے۔ مجھے پھر کہا گیا اب اپنی بائیں طرف نظر ڈالئے۔ دیکھا تو سارا افق لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کیا یارب! میں راضی ہوں' یارب! میں راضی ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مخاطب ہو کر فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر ہوسکے تو تم ستر ہزار میں شامل ہوجاؤ۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو داہنی طرف والوں میں شامل

---

❶ مسند احمد' الحدیث: ۲/۳۵۹۔ مجمع الزوائد للہیثمی' الحدیث: ۱۰/۴۰۴۔ ❷ مسند احمد' الحدیث: ۲/۵۰۴۔ ❸ بخاری' الحدیث: ۶۵۵۴۔ مسلم' الحدیث: ۵۲۵۔ مسند احمد' الحدیث: ۵۲۵۔ مسند احمد' الحدیث: ۵/۲۸۱۔ مجمع الزوائد' الحدیث: ۱۰/۴۰۷۔ ❹ مسند احمد' الحدیث: ۱/۶۔ مجمع الزوائد' الحدیث: ۱۰/۴۱۰۔

ہو جاؤ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بائیں طرف والوں میں شامل ہو جاؤ کیونکہ میں نے وہاں لوگوں کو بہت پریشان اور آہ وبکا میں دیکھا ہے۔اس کے بعد حضرت عکاشہ کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم آپس میں بحث کرنے لگے کہ وہ ستر ہزار افراد کون ہو سکتے ہیں؟ کسی نے کہا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو داغتے ہیں نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ نہ بدفالی لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے ہیں۔[1]

کتب احادیث میں یہ روایت بہت سے اصحاب اور طریق سے الفاظ کے معمولی ردوبدل کے ساتھ منقول ہے۔ جن کو طوالت کے ڈر سے ترک کیا جاتا ہے۔ صرف ایک روایت اس ذیل میں مزید ذکر کی جاتی ہے جو احادیث بالا سے بالکل مختلف الفاظ میں منقول ہے۔ طبرانی میں حضرت ابو مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو جنت کی طرف تاریک رات کی طرح عظیم جماعت بنا کر بھیجے گا۔ جس نے زمین کو گھیر رکھا ہوگا۔ ملائکہ کہیں گے دوسرے انبیاء کے اصحاب سے کہیں زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔[2]

میدان حساب سے لوگوں کے منتشر ہونے کی کیفیت ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں:

فرمان خداوندی ہے:

''اور ان کو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کر دی جائے گی اور وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے''۔ (سورۂ مریم الآیۃ: 39)

''اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے تو جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے''۔ (سورۃ الروم الآیات: 14۔16)

فرمان خداوندی ہے:

''تو دین (کے راستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف آ کر رہے گا اور رک نہیں سکے گا اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے''۔ (سورۃ الروم الآیۃ: 43)

فرمان خداوندی ہے:

''اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس بدلہ

---

[1] بخاری، الحدیث: ۱۰/۳۴۔ مسلم الحدیث: ۵۲۶۔ ترمذی الحدیث: ۲۴۴۶۔ مسند احمد ۱/ ۴۰۷۔ [2] المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۳/ ۳۲۷۔ جمع الجوامع، الحدیث: ۴۲۵۱۔ کنز العمال للہندیؒ، الحدیث: ۳۴۵۰۷۔

جائے گا۔ یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دے گی جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار انھیں اپنی رحمت (کے باغ) میں داخل کرے گا۔ یہی صریح کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا کہ) بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے اور کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے؟ ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس خدا ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے بڑائی ہے اور وہ غالب (اور) دانا ہے۔ (سورۃ الجاثیہ الآیات: 27-37)

فرمان خداوندی ہے:

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر (اور) گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا' اس کو پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں! لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ تم ہمیشہ اس میں رہو گے' یہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے کہ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے وعدے کو ہمارے ساتھ سچا کر دیا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم بہشت میں جس جگہ چاہیں رہیں' تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے؟ تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے''۔ (سورۃ الزمر' الآیات: 69-75)

فرمان خداوندی ہے:

''جس روز وہ آ جائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ

نیک بخت۔ تو جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا اور جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (داخل کر دیئے جائیں گے اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی''۔

فرمان خداوندی ہے:

''جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے''۔ (سورۂ تغابن 9'10)

فرمان خداوندی ہے:

''جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے تو لوگ کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو''۔ (سورۂ مریم 85 تا 87)

فرمان خداوندی ہے:

جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (سورۂ آل عمران آیت: 106۔107)

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں اگر سب کو یہاں جمع کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔ پس اب ہم اس موضوع کی مناسبت سے احادیث ذکر کرتے ہیں۔ وہ احادیث اس موضوع کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔ ابن ابی الدنیا میں قاسم بن ابی الولید سے اس آیت: ''تو جب بڑی آفت آئے گی'' (النازعات 34) سے متعلق تفسیر منقول ہے وہ فرماتے ہیں یعنی جب بڑی آفت آئے گی تو اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ [1]

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص:

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا ہوتا ہے؟

[1] تفسیر طبری' سورۂ نازعات الآیۃ: ۳۴۔

صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا جب چاند کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں چاند کو دیکھنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا'' جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آئے۔ بس یہ امت اور اس کے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں' ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے' جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے اس پل سے گزروں گا۔ اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی: اے اللہ! سلامتی فرما' اے اللہ! سلامتی فرما اور دوزخ میں مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی یا رسول اللہؐ! فرمایا: بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہوں گے۔ بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔ پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تر و تازہ آگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا: پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے تو کسی اور چیز کا سوال کرنے لگے؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی.....سوال نہ کروں گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا لیکن پھر وہ سوال کرے گا یا رب! مجھے جنت کے دروازے اور قریب کر دے' بس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے نہیں کیا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد و پیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو جنت کے دروازہ کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا: یا رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کروں گا۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغا باز ہے۔ بندہ کہے گا یا رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما! پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ پاک ہنسیں گے۔

جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا' اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ پھر اپنی

خواہشات بتائے گا حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔ (1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری شخص ہوگا (جس کو یہ اعزاز ہوگا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور یہ اس اور اس جتنا اور عطا کیا جاتا ہے کے الفاظ ہیں۔

امام بخاری نے دونوں صحابہؓ سے دونوں الفاظ نقل کئے ہیں لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس گنا زیادہ الفاظ یاد کئے ہیں۔ اس صورت میں اس کو قبول کیا جائے گا کیوں کہ یہ مقبول اور ثقہ شخص کی زیادتی ہے (جو تمام محدثین کے ہاں قبول ہے)

بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جب مطلع صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہؐ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح بغیر کسی مزاحمت کے تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ پھر ایک منادی نداء دے گا ہر قوم جس چیز کی پرستش کرتی تھی، وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ جائیں گے۔ مورتیوں کے پجاری اپنی مورتیوں کے ساتھ جائیں گے۔ ہر معبود کے عابدین اپنے معبودوں کے ساتھ جائیں گے حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گزار اہل کتاب بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق وگنہگار۔ پھر جہنم کو لایا جائے گا۔ وہ سراب کی طرح سامنے آئے گی (پیاسے کو وہ پانی کی طرح معلوم ہوگی) یہود سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا لو (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔

اسی طرح نصاریٰ سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح ابن مریم کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا لو (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔ حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گزار بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق وگنہگار۔ ان سے کہا جائے گا سارے لوگ چلے گئے ہیں تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہم اپنے خدا سے جدا ہو گئے ہیں جب کہ آج ہمیں اس کی سب سے زیادہ اور اشد ضرورت ہے۔ ہم نے کسی منادی کی نداء سنی تھی کہ ہر قوم

---

(1) بخاری، الحدیث: ۷۴۳۹۔ مسلم، الحدیث: ۴۵۳۔ ابوداؤد، الحدیث: ۴۷۳۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/ ۲۵۷، ۲۹۳۔

اپنے معبود کے ساتھ چلی جائے۔ پس ہم اپنے رب تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جبار عزوجل ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آجائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ پہلی سے مختلف اور ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں لیکن پروردگار سے (اس وقت) صرف انبیاء ہی کلام کر سکیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا کیا اس کے اور تمہارے درمیان کوئی علامت طے ہے جس کو تم پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں وہ علامت ''ساق'' ہے۔ تو پروردگار ''ساق'' سے پردہ اٹھائیں گے۔ جیسے فرمان باری ہے: جس دن (ساق) پنڈلی سے کپڑا اٹھادیا جائے گا۔ ساق کو دیکھ کر ہر مؤمن سجدہ ریز ہوجائے گا لیکن جو اللہ کے ریا اور شہرت کا سجدہ کرتا تھا وہ پیچھے رہ جائے گا وہ سجدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی کمر تختہ ہوجائے گی۔ پھر پل لایا جائے گا اور اس کو جہنم پر قائم کردیا جائے گا۔

پس کوئی تو سلامتی کے ساتھ نجات پاجائے گا' کوئی زخمی حالت میں گزر جائے گا اور کوئی جہنم میں اوندھے منہ جاگرے گا۔ حتیٰ کہ آخری شخص گھسٹتا ہوا گزرے گا۔ حق کا ساتھ دینے میں تم بھی اس سے زیادہ سخت نہیں ہو۔ اس دن تم کو مؤمن کے متعلق علم ہوجائے گا۔ مؤمن لوگ جبار بادشاہ سے سفارش کریں گے' جب کہ وہ جہنم سے نجات پاچکے ہوں گے کہ یا اللہ ہمارے کچھ بھائی تھے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے' ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دیگر اعمال میں شریک رہتے تھے' (انہیں بھی جہنم سے خلاصی مرحمت فرما)۔ پروردگار فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ۔ پس وہ اپنے مؤمن بھائیوں کو نکالیں گے۔ اللہ پاک ان پر جہنم کی آگ حرام فرمادیں گے حتیٰ کہ یہ سفارشی بعض تو جہنم میں قدموں تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے اور بعض نصف پنڈلی تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ لوٹ جائیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: دوبارہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے ذرہ برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لاؤ۔ پس وہ جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ لوٹیں گے تو حق تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو۔ پس وہ جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کو میری بات پر یقین نہیں تو یہ آیت تلاوت کرلو:

> ''خدا کسی کی (ایک مثقال ذرہ برابر) ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دوچند کردے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا''۔ ❶

پس انبیاء' ملائکہ اور مؤمنین خدا کے حضور سفارش کریں گے۔ (جب ہر سفارشی اپنے بندوں کو جہنم سے چھڑالے گا) تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری شفاعت باقی رہ گئی ہے' پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹی بھریں گے اور جواب تک جہنم میں محبوس رہ گئے تھے ان کو باہر نکال دیں گے ان کو جنت کے دروازے کے قریب نہر میں ڈالا جائے گا جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ خلاصی پانے والے لوگ نہر کے بیچ یوں تروتازہ ہوجائیں گے گویا بارش کے موسم میں تروتازہ گھاس اگ آئی ہے جیسے کہ تم صخرہ اور درخت کی جانب دیکھتے ہوگے پس جو

---

❶ سورۃ النساء' آیت ۴۰۔

آفتاب کی زد میں ہوتی ہے وہ زرد ہو جاتی ہے اور جو سائے میں ہوتی ہے وہ سفید ہو جاتی ہے۔ پس وہ خلاصی پانے والے اس نہر سے چمکتے موتیوں کی طرح نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں (بطور علامت) انگوٹھی (یعنی کوئی نشانی) حمائل فرمادیں گے۔ اس کو دیکھ کر اہل جنت کہیں گے: یہ رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو، جنت میں داخل فرمایا ہے۔ پھر ان رحمٰن کے آزاد کردہ جنتیوں کو کہا جائے گا کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ اور اس کے مثل مزید عطا کیا جاتا ہے۔ [1]

مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ''ورود'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ایسی ایسی حالت میں جمع ہوں گے۔ پھر اقوام کو ان کے معبودوں کے ساتھ بلایا جائے گا اول فلاول۔ پھر ہمارا رب الارباب جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا تم کس کے منتظر ہو؟ وہ (مؤمنین) کہیں گے: ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں پروردگار تبسم فرماتے ہوئے ان کے سامنے جلوہ افروز ہوں گے۔ پس مؤمنین اپنے رب کے ساتھ چلیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کو مؤمن ہو یا کافر ایک نور دیا جائے گا' جس کی روشنی میں وہ چلا آئے گا۔ جہنم کے پل پر آنکڑے ہوں گے جسے اللہ چاہے ان لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہوں گے۔ پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مؤمنین نجات پا جائیں گے۔ پہلی جماعت جو نجات پائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی اور ان کا حساب کتاب نہ ہوگا۔ ان کے بعد آنے والے ایسے ہوں گے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے۔ پھر شفاعت کا باب کھلے گا۔ شفاعت ہوگی اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو۔ ان کو جنت کے صحن میں لاکر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اہل جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ وہ یوں تر و تازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں دانہ اگتا ہے۔ ان کا خوف زائل ہو جائے گا۔ پھر (جنت میں) ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو دنیا اور اس کے مثل مزید دس گنا عطا کر دیا جائے گا۔ [2]

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مؤمنین کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان کے لیے جنت آراستہ کر دی جائے گی۔ مؤمنین اپنے باوا آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے جدِ امجد! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھول دیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا ہی نے تو نکلوایا تھا؟ میں اس کا اہل نہیں ہوں تم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں میں تو ویسے ہی خلیل تھا۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں۔ آخر کار سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت ملے گی۔ اس کے بعد امانت اور صلہ رحمی چھوڑی جائیں گی۔ وہ دونوں پل صراط پر دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔

پس تم میں سے کوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ برق کس طرح

---

[1] بخاری الحدیث: ۷۴۳۹۔ مسلم الحدیث: ۴۵۳۔ ابوداؤد ۴۷۳۰۔ مسند احمد الحدیث ۲: (۲۵۷ و ۲۹۳)۔ [2] مسلم الحدیث: ۴۶۸۔

گزرتی ہے۔ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ آن واحد میں آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اور کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا۔ پھر بارش کی طرح اور سواریوں کی طرح ان کے اعمال ان کو لے جائیں گے۔ تمہارا نبی پل صراط پر کھڑا ہوگا اور رب سلم رب سلم پکارتا ہوگا۔ حتیٰ کہ اعمال (کمزور ہونے کی وجہ سے عبور کرنے سے) عاجز آ جائیں گے۔ ایک شخص آئے گا اور چلنے کی سکت نہ ہونے کی وجہ سے گر پڑے گا۔ پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے معلق ہوں گے۔ جس کے متعلق ان کو حکم ہوگا اس کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پا جائے گا اور کوئی منہ کے بل جہنم میں جا گرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی؛ جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے؛ جہنم کی گہرائی ستر سال ہے۔ [1]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام امتوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائیں گے۔ جب مخلوق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائیں گے تو ہر قوم کے لیے اس کے معبود کو ایک مجسم شکل دے دی جائے گی۔ ہر معبود کے پیچھے اس کے پجاری آئیں گے حتیٰ کہ وہ معبود ان کو جہنم میں لے جائیں گے پھر ہمارا پروردگار جلوہ افروز ہوگا اور ہم سب کو ایک بلند جگہ پر منتظر ہوں گے۔ رب تعالیٰ پوچھیں گے تم کون ہو؟ ہم عرض کریں گے: ہم مسلمان ہیں۔ پروردگار پوچھیں گے تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہم کہیں گے ہم اپنے رب کے انتظار میں ہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تم اس کو پہچان لو گے اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! پروردگار فرمائیں گے: جب تم نے اس کو پہلے سے دیکھ نہیں رکھا تھا تو پھر کیسے پہچانو گے؟ وہ کہیں گے: اس کی کوئی مثل نہیں ہے (لہٰذا ہمارا دل گواہی دے گا کہ وہ وہی ہے) تب رب الارباب تبسم فرماتے ہوئے جلوہ افروز ہوں گے اور فرمائیں گے اے مسلمانو! تم کو بشارت ہو! کیونکہ میں نے تم میں سے ہر ایک کی جگہ ایک ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں ڈال دیا ہے۔ [2]

پل صراط کا ذکر:

لوگوں کے میدان محشر سے منتشر ہونے کے بعد پل صراط کا مرحلہ ہوگا۔ جہاں ظلمت کی حکمرانی ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جس دن زمین بدل دی جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا: لوگ پل صراط کے پاس ظلمت میں ہوں گے۔ [3] اس مقام پر منافقین مؤمنین سے جدا ہو جائیں گے اور ان سے پیچھے رہ جائیں گے۔ جب کہ مؤمنین آگے نکل جائیں گے۔ مؤمنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی جو منافقین کو مؤمنین تک پہنچنے نہ دے گی۔ جیسے فرمان باری اسمہ ہے:

> ''جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لیے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں' تم ان میں ہمیشہ رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر شفقت کرو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں! تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش

[1] مسلم الحدیث: ۴۸۱۔ [2] مسند احمد الحدیث ۴/ ۳۹۱۔ [3] مسلم الحدیث: ۷۴۱۔ الطبرانی فی الکبیر ۲/ ۸۸۔

کر دو پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کر دی جائے گی' جس میں ایک دروازہ ہوگا' جو اس (دیوار) کی اندرونی جانب ہے' اس میں تو رحمت ہے اور جو بیرونی جانب ہے' اس طرف عذاب (واذیت ہے) تو منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ تھے لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لاطائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آ پہنچا اور خدا کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دھوکا دیتا رہا تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے''۔ (الحدیث: 12 تا 15)

نیز فرمان باری ہے:

''اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔ (سورۃ التحریم آیت 8)

بیہقی میں حضرت مسروق حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو جمع فرمائیں گے۔ ایک منادی ندا دے گا: اے انسانو! کیا تم اپنے پروردگار کی جانب سے' جس نے تم کو پیدا کیا' رزق دیا اور تمہاری شکلیں بنائیں' اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اب ہر شخص اسی کو اپنا والی بنائے جس کو وہ دنیا میں اپنا والی و معبود سمجھتا تھا۔ پھر عزیر علیہ السلام کو پوجنے والوں کے لیے عزیر علیہ السلام کا شیطان کا مجسم ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ درخت' لکڑی اور پتھر وغیرہ اشیاء (جن کی پرستش کی جاتی تھی) مجسم شکل ہو جائیں گی۔ صرف اہل اسلام باقی رہ جائیں گے۔ انہیں کہا جائے گا: جس طرح سب لوگ چلے گئے تم کیوں نہیں گئے؟ وہ کہیں گے: ہمارا پروردگار ہے' جس کو ہم نے ابھی تک نہیں دیکھا؟ پوچھا جائے گا کیا تم اپنے رب کو پہچان لو گے اگر اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے اس کے اور ہمارے درمیان ایک علامت طے ہے' اگر ہم اس کو دیکھ لیں گے پہچان لیں گے۔ پوچھا جائے گا: وہ کیا ہے؟ اہل اسلام کہیں گے ''ساق کی تجلی'' فرمایا: اس وقت ساق کی تجلی ہوگی۔ پس جو اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سجدہ ریز ہو جائے گا جب کہ بعض لوگوں کی پشتیں گائے کے سینگوں کی طرح سخت ہو جائیں گی۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے مگر کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم فرمائیں گے۔ پھر ان کو ان کے اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا۔ کسی کو اس کا نور کھجور کے عظیم الشان درخت کی طرح داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ کسی کو اس سے کم نور اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ سب سے آخری شخص کو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور دیا جائے گا۔ وہ کبھی روشن ہوگا کبھی بجھے گا (پس یونہی ٹمٹماتا رہے گا) جب روشن ہوگا' وہ قدم بڑھائے گا۔ جب بجھے گا قدم روک لے گا۔ پھر لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ پل صراط تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگی جس پر پھسلان گرائے دے رہی ہوگی۔ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اپنے نور کے ساتھ چلتے جاؤ۔ کوئی ستارے کے ٹوٹنے کی مانند گزرے گا' کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا' کوئی پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے گا اور کوئی اونٹ کی سواری کی طرح ڈولتا ہوا گزرے گا۔ یوں لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے جس کا نور انگوٹھے کے پور کے برابر ہوگا وہ ایک ہاتھ گرے گا اور ایک

ہاتھ چلے گا۔ ایک پاؤں گرے گا اور ایک پاؤں چلے گا۔ اس کے اطراف کو آگ جھلسا رہی ہوگی۔ آخر لوگ عبور کر جائیں گے اور پل صراط سے گزر جائیں گے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تجھے دیکھنے کے بعد تجھ سے نجات دی۔ یہ اللہ نے وہ عطا کیا ہے جو اس نے دوسروں (گرنے والوں) کو مرحمت نہ فرمائی۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں حضرت عبداللہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچتے تو ہنس پڑتے۔ آپ کو ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن کیا بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کی اور جب بھی آپ اس مقام پر پہنچے آپ ہنسنے لگے؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ جب بھی اس مقام پر پہنچتے، ہنس دیتے حتیٰ کہ آپ کے حلق کا کوا اور آخری داڑھ مبارک نظر آنے لگتی۔

اس کے بعد حدیث کا باقی حصہ بیان فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب العالمین! کیا آپ مجھ سے مزاح فرماتے ہیں جب کہ آپ رب العالمین ہیں؟ پروردگار فرمائیں گے نہیں بلکہ میں اس پر قادر ہوں۔ یہ فرما کر حضرت عبداللہ بن مسعود ہنس پڑے۔[1] بیہقی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ ملائکہ مؤمنین اور مؤمنات کا بچاؤ کر رہے ہوں گے۔ جبرئیل علیہ السلام میری حفاظت کر رہے ہوں گے اور میری زبان پر یہ دعا جاری ہوگی: اے رب! سلامتی فرما، سلامتی فرما۔ اس دن پھسلنے والے مرد و عورت بہت زیادہ ہوں گے۔[2] امام ثوری، حصین، مجاہد کے توسط سے حضرت جنادہ بن ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: اللہ کے ہاں تم اپنے ناموں، علامتوں، جگہوں، رازوں اور اپنی مجالس کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا اے فلاں یہ تیرا نور ہے۔ اے فلاں تیرا کوئی نور نہیں ہے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا''۔ (سورۃ التحریم آیت 8)

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں: قیامت میں ہر شخص کو نور دیا جائے گا لیکن جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے (جہاں تاریکی کا راج ہوگا) تو منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ مؤمنین یہ معاملہ دیکھ کر سراسیمہ ہو جائیں گے کہ کہیں ان کا نور بھی نہ بجھا دیا جائے جیسے منافقین کا نور بجھا دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ دعا کریں گے: اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لیے پورا فرما! اسحاق بن بشیر سنداً حضرت عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو ان کے نام سے بلائیں گے اور بندوں سے اس پر پردہ رکھیں گے۔ پل صراط پر ہر مؤمن اور منافق کو اس کا نور عطا فرمائیں گے، لیکن جب سب پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کے نور کو سلب فرمالیں گے۔

''منافق مرد اور عورتیں مومنین سے کہیں گے: ہماری طرف نظر (شفقت) کیجیے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی

---

[1] المستدرک للحاکم، الحدیث: ۲/ ۳۷۷۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۶۹۔ [2] المطالب العالیۃ لابن حجرؒ، الحدیث: ۴۶۱۷۔ کشف الخفاء للعجلونی ۲/ ۳۱۔ الترغیب والترھیب للمنذریؒ الحدیث: ۴/ ۴۲۸۔ اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث ۱/ ۴۸۴، والحدیث ۲/ ۲۲۰۔

حاصل کریں''۔ (الحدید آیۃ 13)

[illegible]

''جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)''۔ (سورۃ النور آیۃ 40)

اس وقت ... ❶ ابن ابی حاتم ... فرماتے ہیں حضرت ... سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جس کو قیامت کے دن سجدہ ریز ہونے کی اجازت ملے گی اور پھر مجھے ہی سب سے پہلے سر اٹھانے کا حکم ملے گا۔ میں اپنے آگے' پیچھے' دائیں اور بائیں دیکھوں گا تو تمام اقوام میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساری امتوں کے درمیان اور حضرت نوح علیہ السلام سے اب تک آنے والوں کے درمیان آپ اپنی قوم کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وضوء کی وجہ سے میری امت کے چہرے روشن ہوں گے اور یہ خصوصیت کسی اور قوم کو میسر نہیں ہوگی' جس کی وجہ سے میں اپنی قوم کو پہچان لوں گا۔ اسی طرح ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں ہوں گے۔ نیز ان کی پیشانیوں اور ادر چہروں اور ان کے نور کی وجہ سے ان کو پہچانوں گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ ❷

ابن ابی حاتم سنداً حضرت سلیم بن عامرؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: دمشق میں ہم ایک جنازے میں نکلے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی بھی تھے۔ جب جنازے پر نماز ادا کر لی گئی اور لوگ اس کی تدفین میں مشغول ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے لوگو! تم ایک ایسے گھر میں صبح وشام بسر کر رہے ہو جہاں تم نیکی بھی کما سکتے ہو اور برائی بھی۔ عنقریب تم اس گھر کی طرف جانے والے ہو' یہ تنہائی کا گھر ہے' ظلمت کا گھر ہے' کیڑوں کا گھر ہے' تنگی ومصیبت کا گھر ہے۔ لیکن جس کے لیے خدا چاہتا ہے اس کو کشادہ وفراخ فرما دیتا ہے۔ پھر تم یہاں سے قیامت قائم ہونے کی جگہ منتقل ہو گے۔ وہاں ایک موقع پر تم پر غشی چھا جائے گی۔ پھر اٹھو گے تو کسی کا منہ سفید اور کسی کا سیاہ ہوگا۔ پھر ایک اور موقع پر منتقل ہو گے وہاں تمہیں شدید قسم کی تاریکی ڈھانپ لے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ مؤمن کو نور عطا کیا جائے گا اور کافر ومنافق کو اندھیرے میں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں کچھ عطا نہ ہوگا۔ ان کی مثال قرآن میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

''جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)''۔ (سورۃ النور 40)

کافر اور منافق مؤمن کے نور سے مستفید نہ ہو سکیں گے جیسے اندھا بینا کے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن منافق مؤمنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجیے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو (الحدید آیۃ 13) یہ اللہ کی طرف سے ان سے دھوکہ کیا جائے گا جیسا کہ وہ اللہ سے دھوکہ کیا کرتے تھے۔ فرمان الٰہی ہے:

''خدا کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے''۔ (النسائی آیۃ 142)

''لہٰذا واپس جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا لیکن وہاں کچھ بھی نہ ہوگا لہٰذا پھر مایوسی کے ساتھ مؤمنین کی طرف لوٹیں

---

❶ مجمع الزوائد الحدیث: ۱۰/ ۳۵۹۔ ❷ مسند احمد الحدیث: ۵/ ۱۹۹۔ مجمع الزوائد الحدیث: ۱/ ۲۲۵۔

گے۔ (یعنی پھر) ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کی اندرونی جانب میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اس طرف عذاب (و اذیت ہے)۔ (الحدید 13)

فرماتے ہیں یہ دیوار جنت اور جہنم کے درمیان واقع ہوگی جیسے فرمان الٰہی ہے:

اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہے۔ (اعراف 46)

یہ بات زیادہ صحیح ہے۔اس کے برعکس جو عبداللہ بن عمرو اور کعب احبار فرماتے ہیں کہ (قرآن میں مذکورہ دیوار) وہ بیت المقدس کی دیوار ہے' یہ ضعیف ہے اور اسرائیلی کتابوں سے منقول ہے لیکن ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد اس دیوار سے محض تشبیہ ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن ابی الدنیا میں احمد سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت سلمان کو لکھا کہ اے بھائی! دنیا سے اتنا جمع نہ کر جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ: قیامت کے دن صاحب دنیا کو لایا جائے گا جس نے اس دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے آگے آگے چل رہا ہوگا۔ جب بھی پل صراط پر اس کو رو کاٹ پیش آئے گی اس کا مال اس سے کہے گا چل چل تو نے میرے متعلق اللہ کا حق ادا کیا ہے۔ پھر اس دنیادار کو لایا جائیگا جس نے مال میں اللہ کی اطاعت نہ کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے شانوں پر دھرا ہوگا۔ جب بھی پل صراط پر اسے کوئی رکاٹ پیش آئے گی اس کا مال اسے کہے گا خبردار! تو نے اللہ کا حق ادا نہیں کیا ہے' ذرا سنبھل کر۔ اسی طرح اس کے ساتھ ہوتا رہے گا حتیٰ کہ وہ خود اپنی ہلاکت اور تباہی کو پکارے گا۔ ❶

حضرت عبید بن عمیر فرمایا کرتے تھے: وہ ایک پل ہے' اس کی بالائی سطح انتہائی پھسلن والی ہے۔ ملائکہ اس کے اطراف و جوانب میں: رب سلم! رب سلم! کہہ رہے ہوں گے۔ وہ پل صراط جہنم کے اوپر تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ اب پر بڑے بڑے کانٹے لوگوں کو اچک رہے ہوں گے۔ اللہ کی قسم! ایک کانٹے کے ساتھ ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگ اچک لئے جائیں گے۔ یہ (دونوں قبیلے لاکھوں کی تعداد میں تھے) سعید بن ہلالؒ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ قیامت کے دن جہنم پر پل صراط بعض لوگوں کے لیے بال سے زیادہ باریک ثابت ہوگا جب کہ بعض لوگوں کے لیے کشادہ زمین کی طرح ہوگا۔ (رواہ ابن ابی الدنیا) ❷ ابوواعظ زاہد فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ پل صراط تین ہزار سال کا راستہ ہے۔ ایک ہزار سال چڑھائی ہے۔ ایک ہزار سال برابر سطح ہے اور ایک ہزار سال اترائی ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعدؒ نے فرمایا: پل صراط تین پل ہیں۔ ایک پر امانت' دوسرے پر صلہ رحمی اور تیسرے پر خود اللہ تعالیٰ ہوں گے۔ یہی مرصاد ہے' جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ جو شخص پہلی دو جگہ سے بچ گیا تیسرے سے تو نجات بہت مشکل ہے۔ بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔ (سورۃ الفجر آیت 14)

حضرت عبیداللہ بن الفراءؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن پل صراط کو امانت اور صلہ رحمی کے درمیان پھیلا دیا جائے گا۔ ایک منادی نداء دے گا: اے لوگو! جس نے امانت ادا کی اور صلہ رحمی کی وہ بغیر کسی خوف کے امن وسکون کے ساتھ پار ہو جائے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

---

❶ مصنف عبدالرزاق' الحدیث: ۲۰۰۲۹۔ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی' الحدیث: ۱۴۶/۸۔ حلیۃ الاولیاء' الحدیث: ۲۱۴/۱۔

❷ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی' الحدیث: ۴۸۴/۱۰۔

ابن ابی الدنیا میں عبدالرحمن سے مروی ہے کہ کندہ کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل تھا۔ [illegible] ﷺ [illegible] شخص [illegible] خاموش [illegible]۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا کندہ سے۔ پھر پوچھا کس لشکر سے ہو؟ میں نے عرض کیا اہل مصر سے۔ پوچھا کیا ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی کہ آپ پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس وقت میں آپ ﷺ بھی کسی کی شفاعت کرنے کے مالک نہیں ہوں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا جب کہ میں اور آپ ایک ہی بستر پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (بعض مواقع میں میں بھی شفاعت نہیں کرسکوں گا ایک تو) جس وقت پل صراط رکھا جائے میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں گا...... جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔

اسی طرح جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے (جب بھی مجھے کسی چیز کا اختیار نہ ہوگا) جب تک میں دیکھ نہ لوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پل صراط پر جب وہ تیز اور گرم کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! تیز اور گرم کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا پل صراط کو اس قدر تیز کیا جائے گا کہ وہ تلوار کی دھار کی طرح باریک رہ جائے گا اور اس قدر گرم کیا جائے گا کہ انگارے کی طرح دہکے گا لیکن مؤمن اس پر سے امن کے ساتھ گزر جائے گا اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا منافق درمیان میں پہنچے گا تو لٹک جائے گا اور اس کو قدموں میں تپش محسوس ہوگی۔ وہ اپنے قدموں تک لے جائے گا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا اس شخص کو دیکھا ہے جس کو قدموں میں کانٹا چبھ جائے تو وہ فوراً پاؤں کی طرف لپکتا ہے۔ اسی طرح وہ منافق اپنا ہاتھ اور سر قدموں کی طرف لے جائے گا۔ اسی اثناء میں زبانیہ (جہنم کے فرشتوں کی ایک جماعت) اس کو پیشانی (کے بالوں) اور قدموں سے کھینچ لے گی اور جہنم میں پھینک دے گی۔ وہ جہنم میں پچاس سال تک گرتا ہی رہے گا۔ میں نے پوچھا کہ اس آدمی کا جثہ کتنا ہوگا فرمایا: دس گابھن اونٹنیوں کی طرح عظیم۔ پس اس دن مجرم اپنی نشانیوں سے پہچان لئے جائیں گے لہٰذا ان کو پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

فصل

فرمان الٰہی ہے:

''تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے''۔ (مریم آیۃ 68 تا 72)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کریم کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ وہ بنی آدم کو جمع فرمائیں گے پھر شیطان کے بچاریوں کو جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیں گے جیسے فرمایا:

''اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی''۔ (الجاثیۃ آیۃ 28)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنمی کھڑے ہوئے جہنم کی ہولناکی اور اس کے ریہ مناظر دیکھ رہے ہوں گے اور انہیں اس میں داخلہ کا یقین ہوگا۔ جیسے فرمان باری ہے:

''اور مجرم لوگ جہنم کو دیکھیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی سبیل نہ پائیں گے''۔

''جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضبناک تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (ان سے کہا جائے گا) آج ایک ہی موت کو نہ پکارو! بہت سی موتوں کو پکارو۔ پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے یہ ان (کے عملوں کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا' وہاں جو چاہیں گے ان کے لیے (میسر) ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے''۔ (الفرقان آیۃ 12 تا 16)

نیز فرمان الٰہی ہے:

''تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو ایسا دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا) پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی؟''۔ (التکاثر آیۃ 6 تا 8)

جہنم پر سے ہر شخص کو گزرنا ہوگا:

پھر اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ ہر شخص اس جہنم کو ضرور دیکھے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم ہے اور مقرر ہے''۔ (مریم آیۃ 71)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ قسم خدا کی واجب ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے تین بچے وفات پا گئے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور وہ صرف قسم پوری کرنے کے لیے جہنم پر سے گزرے گا۔[1] مسند احمد میں معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کی (عدم موجودگی میں ان کے گھروں اور اموال کی) اللہ کی رضاء کے لیے نگہبانی کی اور سلطان کی اجرت وغیرہ کو پیش نظر نہ رکھا تو جہنم کی آگ کو نہ دیکھے گا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔[2] فرمان الٰہی ہے:

''اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا''۔ (مریم آیۃ 72)

---

[1] بخاری' الحدیث: ۶۶۵۶۔ مسلم' الحدیث: ۶۶۳۹۔ ترمذی' الحدیث: ۱۰۶۰۔ النسائی' الحدیث ۱۸۷۴۔

[2] مسند احمد' الحدیث: ۳/ ۴۳۷۔ مجمع الزوائد للہیثمی' الحدیث: ۵/ ۲۸۷۔

ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہوگا یہ ترجمہ ہے" وان منکم الا واردھا" کا مفسرین واردھا کی تفسیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ ورود سے یہ مراد ہے۔ مختلف فرماتے ہیں۔ [illegible] (ابن جریر) میں اس کی تفسیر المرور علی الصراط [illegible] ہیں پل صراط پر سے گزرنا۔ آگے فرمان الٰہی کا ترجمہ ہے:

"پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (مریم، آیۃ ۷۲)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: حمیٰ یعنی بخار ہر مؤمن کا حصہ ہے۔ یعنی ہر مؤمن کو جہنم سے گزرتے وقت گرم بخار کی کیفیت ضرور لاحق ہوگی۔ ورود کا یہ مطلب ہے۔ مفسر ابن جریر فرماتے ہیں اس کے مثل ہم سے بیان کیا گیا ہے لہٰذا وہ سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کسی کی عیادت کو نکلے، جس کو بخار تھا۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ (بخار) میری آگ ہے، جس کو میں اپنے مؤمن بندے پر بھی مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت میں جہنم کی طرف سے اس کا بدل وحصہ ہو جائے۔[1] اس روایت کی اسناد حسن صحیح ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے "وان منکم الا واردھا" کی تفسیر میں منقول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر تمام لوگ وارد ہوں گے۔ پھر (تمام لوگ اپنے) اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے اتریں گے۔[2]

امام ترمذیؒ نے سدیؒ سے مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح اس کو نقل کیا ہے۔ امام ترمذی کے علاوہ بہت سے شیوخ نے سدی کے توسط سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: تمام لوگ پل صراط پر آئیں گے یعنی جہنم کے اردگرد کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق صراط سے اتریں گے کچھ لوگ بجلی کی طرح گزر جائیں گے اور کچھ لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اسے عبور کریں گے۔ کچھ لوگ تیز رفتار اونٹ کی طرح اور کچھ آدمی کے دوڑنے کی رفتار کے مطابق پل صراط کو عبور کریں گے حتیٰ کہ سب سے آخر میں جو شخص گزرے گا اس کے ساتھ صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور ہوگا۔ وہ پل صراط پر ڈگمگائے گا۔ جب کہ پل صراط پر پھسلن بھی بے انتہاء ہوگی۔ مزید برآں اس پر کانٹے قتاد (کے درخت) کی طرح ہوں گے۔ پل صراط پر دونوں اطراف میں ملائکہ ہوں گے ان کے ساتھ جہنم کے آنکڑے ہوں گے۔ جن کے ساتھ وہ لوگوں کو کھینچ رہے ہوں گے۔[3]

سفیان ثوریؒ نے سلمہ بن کہیل عن ابی الزبیر کے طریق کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ پل صراط کا حکم فرمائیں گے اور اس کو جہنم پر بچھا دیا جائے گا۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق (رفتار کے ساتھ) اس پر سے گزریں گے۔ ان میں پہلا شخص بجلی کی کوند کی طرح گزر جائے گا۔ پھر ہوا کی طرح۔ پھر تیز رفتار جانور کی رفتار کی طرح حتیٰ کہ کوئی شخص دوڑتا ہوا گزرے گا۔ کوئی شخص پیدل چلتا ہوا پھر سب سے آخر والا اپنے پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا گزرے گا۔ وہ کہے گا اے رب! مجھے تو نے اس قدر سست رفتار کیوں کر دیا؟ پروردگار فرمائیں گے تجھے سست رفتار میں نے نہیں، بلکہ تیرے اعمال نے کیا ہے۔[4]

---

[1] بیہقی فی السنن الکبریٰ، الحدیث: ۳/۳۸۲۔ مسند احمد ابن ابی شیبۃ، الحدیث: ۳/۲۲۹۔ السادۃ المتقین، الحدیث: ۹/۵۲۹۔ [2] ترمذی، الحدیث: ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث: ۱/۴۳۵۔ الدارمی، الحدیث: ۲/۳۲۹۔ [3] ترمذی، الحدیث: ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث: ۱/۴۳۵۔ الدارمی، الحدیث: ۲/۳۲۹۔

[4] تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الحدیث: ۴/۳۸۰، الضعیفۃ اللالبانی، الحدیث ۲۶۵۔

حافظ ابونصر الوائلی کی کتاب ''الابانۃ'' میں سنداً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو [illegible] پیٹھ پیچھے [illegible] اور جنت میں داخل ہو جائے تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان نہ کرے۔ یہ غریب الاسناد ہے۔ اس کا متن حسن ہے۔ امام قرطبی نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ خالد بن معدان سے منقول ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے کیا ہمارے رب نے ہم سے جہنم پر سے گزرنے کا وعدہ نہیں کیا؟ کہا جائے گا: تم اس پر گزرے تھے لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔ [1] بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ورود سے مراد دخول ہے۔ اس کے قائل ابن عباس، عبداللہ بن رواحہ اور ابومیسرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ مسند احمد میں ابوسمیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ورود کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔

بعض نے کہا مؤمن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ بعض کہنے لگے کہ ہر شخص اس میں داخل ہوگا لیکن پھر اللہ تعالیٰ مؤمنین کو نجات عطا فرما دیں گے۔ آخر ہم اپنے اختلاف کو لے کر حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: سب لوگ پل صراط میں داخل ہوں گے۔ [2] حضرت سلمان فرماتے ہیں سب اس میں داخل ہوں گے اور پھر اپنے کانوں کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو۔ نیکوکار ہو یا گناہ گار ہر شخص اس میں داخل ہوگا لیکن مؤمن کے لیے وہ امن و سلامتی بن جائے گا جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوگئی تھی حتیٰ کہ لوگوں کی اس پر چلنے سے چیخ و پکار بلند ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا یہ فرمان تلاوت فرمایا:

''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے''۔ (سورۂ مریم آیت 71)

محدثین نے اس کو کتابوں میں تخریج نہیں فرمایا لیکن یہ روایت حسن کے درجہ پر ہے۔ ابوبکر بن سلیمان نجار سنداً فرماتے ہیں کہ یعلی بن منبہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ: قیامت کے روز جہنم مؤمن کو کہے گی: اے مؤمن! جلدی پار ہو جا تیرا نور میری آگ کو ماند کر رہا ہے۔ [3] یہ حدیث نہایت غریب ہے۔ ابن مبارک سفیان سے وہ کسی اور راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں: کہ (مومن) لوگ کہیں گے کہ کیا پروردگار نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ہر شخص جہنم پر سے گزرے گا؟ کہا جائے گا تم اس پر سے گزر آئے ہو لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔ [4] ایک روایت میں خالد بن معدان سے منقول ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کہیں گے کیا ہمارے رب نے نہیں کہا تھا کہ ہم جہنم پر سے گزریں گے؟ کہا جائے گا: تم اس پر سے گزرے تھے لیکن وہ خاکستر ہو چکی تھی۔

ابن جریر میں غنیم بن قیس سے مروی ہے: لوگوں میں جہنم کا تذکرہ ہوا تو فرمانے لگے: آگ لوگوں کو چھوئے گی اور ان کے گرد ہالہ کی صورت میں پھرے گی حتیٰ کہ لوگوں کے پاؤں جھلسیں گے، نیک ہوں یا بد۔ لیکن پھر ایک منادی ندا دے گا: (اے آگ) اپنے اصحاب

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۳۲۸۔ [2] مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۳۲۹۔ [3] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، الحدیث: ۹/ ۳۲۹۔ تاریخ بغداد، الحدیث ۵/ ۱۹۴۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۰۲۹۔ [4] مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/ ۳۶۰۔ الزہد فی الزیادات لابن المبارک، الحدیث: ۴۰۷۔ [5] مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/ ۳۶۰۔

کو روک لے لیکن میرے اصحاب کو چھوڑ دے۔ پس جہنم اپنے دوست کو اچک لے گی اور مؤمنین کو ہاتھوں سے باہر نکال دے گی۔ [1]

حضرت کعب احبار سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ مسند احمد میں زید بن حارثہ کی بیوی ام مبشرہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اسی آیت کا اگلا حصہ تلاوت فرمایا:

''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے''۔ (مریم آیت:71'72) [2]

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے (پل صراط پر گزرنے کی) اجازت ہوگی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر موسیٰ پھر ابراہیم حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ جب تمام مؤمنین پل صراط سے خلاصی پا جائیں گے تو (جنت کے داروغے) خزنۃ ان سے ملیں گے وہ ان کو جنت میں لے جائیں گے۔ صحیح میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو اہل صلاۃ میں سے ہوں گے ان کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا جو اہل الزکوۃ ہوں گے ان کو باب الزکوۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہوں گے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم وہ شخص ہو گے یا ابا بکر! [3]

جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی اپنے گھروں کی طرف راہنمائی کی جائے گی۔ وہ دنیا کے گھروں سے زیادہ اپنے گھروں میں واقف اور مانوس ہو جائیں گے۔ امام طبرانی سنداً حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بغیر اجازت نامہ کے کوئی داخل نہیں ہوگا: (اجازت نامہ یوں ہوگا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اللہ کا پروانہ ہے فلاں شخص کے لیے۔ اس کو عالی شان جنت میں داخل کر دو جس کے خوشے قریب ہیں۔ [4] امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پل صراط پر مؤمن کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہیں: رب سلم! رب سلم! [5] امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور صحیح مسلم میں ہے: تمہارا نبی کہہ رہا ہوگا: رب سلم! رب سلم! [6] نیز یہ بھی آیا ہے کہ تمام انبیاء اور ملائکہ یہی الفاظ کہہ رہے ہوں گے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤمن پل صراط سے نجات پا جائیں گے تو جنت وجہنم کے درمیان ایک پل پر روک لئے جائیں گے پھر ان کے درمیان دنیا میں ہونے والے مظالم کا قصاص لیا جائے

---

[1] تفسیر الطبری' س: مریم' الآیۃ ۷۱ والحدیث: ۱۱۲/۹۔ [2] مسند احمد' الحدیث: ۶/ ۳۶۲۔ والحدیث: ۲/ ۲۸۵۔ [3] بخاری' الحدیث: ۱۸۹۷۔ مسلم' الحدیث: ۲۳۶۹۔ ترمذی' الحدیث: ۳۶۷۴۔ مسند احمد' الحدیث ۲/ ۲۶۸ والحدیث: ۲/ ۳۶۶۔ [4] الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد' الحدیث: ۵/ ۵' الحدیث: ۷/ ۹۵۔ العلل المتناہیۃ لابن الجوزی' الحدیث: ۲/ ۴۴۶۔ [5] ترمذی' الحدیث: ۲۴۳۲۔ [6] مسلم' الحدیث: ۴۸۱۔

گا حتیٰ کہ جب وہ صاف ستھرے ہو جائیں گے تب ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی اور ان میں سے ہر ایک کے لیے جنت میں (جنتی محلات کے علاوہ) دنیاوی گھر بھی ہوگا۔[1] امام قرطبی التذکرہ میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دوسرا پل مؤمنین کے لیے خاص ہوگا اور اس سے کوئی گر کر جہنم میں بھی نہ جائے گا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ پل جہنم عبور کرنے کے بعد ہوگا اور کسی گڑھے پر قائم ہوگا جس کو ہم نہیں جانتے وہ صرف خدائے بزرگ کے علم میں ہے۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: جہنم کو میرے عفو و درگزر کے ساتھ عبور کرو اور جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور اپنے فضائل اعمال کے ساتھ وہاں درجات تقسیم کرلو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ امام قرطبی نے التذکرۃ میں بعض واعظین کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں: اے میرے بھائی کچھ خیال کر کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو پل صراط عبور کرے گا اور تو جہنم کی طرف دیکھے گا کہ اس کے نیچے سیاہ لپیٹیں اٹھ رہی ہوں گی۔ اس کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ اس کے انگارے اڑ رہے ہوں گے تو اس پر چلتے ہوئے کبھی سیدھا ہوگا تو کبھی ڈگمگائے گا۔ نعر

''اپنے نفس کو نیکی کمانے میں مشغول کرلے کیونکہ جب بندگان خدائے بزرگ کے روبرو پیش ہوں گے اس وقت تیرا کیا حیلہ کام آئے گا۔ لوگ اپنی قبروں سے ننگے بدن گناہوں کے پہاڑ لئے اٹھیں گے۔ ان کے لیے پل صراط نصب کردی جائے گی تاکہ اس کو (اپنے اعمال کے مطابق) عبور کریں' افسوس! کہ بہت سے لوگ مونہوں کے بل اوندھے گر جائیں گے لیکن کچھ نیک بخت نعمتوں کے محلات کو سدھاریں گے' جنتی دوشیزائیں اپنے حسن و جمال کے ساتھ اس کا استقبال کریں گی۔ نگہبان پروردگار ان کو فرمائیں گے اے میرے دوست! میں نے تیرے سب گناہ معاف کردیے۔ اب تو کچھ پرواہ نہ کر''۔

فصل:

فرمان الٰہی ہے:

''جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے بطور مہمان جمع کریں گے اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے' (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو''۔ (مریم الآیۃ 85 تا 87)

حدیث میں وارد ہے کہ جنت سے عمدہ سواریاں لائی جائیں گی جن پر وہ سوار ہوں گے۔[2] ایک اور حدیث میں ہے جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے اسی وقت ان کے لیے سواریاں حاضر کردی جائیں گی۔ لیکن اس حدیث میں نظر ہے کیونکہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے۔ سب لوگ (میدان محشر کی طرف) پیادہ پا جمع کیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اذان دے رہے ہوں گے۔ جب وہ ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ'' کہیں گے تو اولین و آخرین آپ کی تصدیق کریں گے۔[3]

لہٰذا اگر قبر کے بعد یہ سواری صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہو تو پہلی حدیث کا مطلب ہوگا کہ پل صراط عبور کرنے کے بعد

---

[1] بخاری الحدیث: ۲۴۴۰۔ مسند احمد الحدیث: ۳/۹۴۔ [2] بیہقی الحدیث: ۶۶۹۔ [3] ایضاً۔

ان کے لیے سواریاں لائی جائیں گی۔ یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔ حدیث صور میں آتا ہے کہ جب مؤمنین پل صراط عبور کر لیں گے ان کے لیے حوضوں کا انتظام کیا جائے گا۔ پھر جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام سے (جنت کا دروازہ کھلوانے کی) سفارش کریں گے۔ پھر نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام سے بالترتیب سفارش کریں گے اور سب سے آخر میں سرکار دو جہاں فخر کون و مکان حضور ﷺ کے پاس آ حاضر ہوں گے۔ پس آنحضرت ﷺ سب کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا۔ جنت کا داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ داروغہ کہے گا آپ ہی کے لیے مجھے حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ [1] صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میرے متبعین سب انبیاء سے زیادہ ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مؤمنین کھڑے ہوں گے اور ان کے لیے جنت آراستہ وپیراستہ کردی جائے گی۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے والد بزرگوار! ہمارے لیے شفاعت فرمایئے وہ فرمائیں گے تمہارے باپ کی خطا ہی نے تو تمہیں جنت سے نکالا تھا لہٰذا میں اس کا اہل نہیں۔ [2]

یہ روایت اس بات کی قوی شاہد ہے کہ مؤمنین انبیاء کے پاس دو مرتبہ شفاعت کے لیے حاضر ہوں گے۔ دوسری مرتبہ آنا جنت میں داخلہ کی شفاعت کے لیے ہوگا۔ پہلی مرتبہ حساب کتاب کے لیے جانے کی شفاعت کے لیے ہوگا اور دونوں مرتبہ حضرت محمد ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔ عبداللہ بن امام احمدؒ سے فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپؓ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے''۔ (مریم آیۃ 85 تا 86)

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! (مؤمنین) لوگ پیادہ پانہیں جمع ہوں گے اور نہ ہی یہ وفد (متقین) پیادہ پا جمع کیا جائے گا بلکہ ایک ایسی اونٹنی ہوگی کہ مخلوق نے اس کے مثل کوئی نہ دیکھی ہوگی۔ اس پر سونے کے پالان پڑے ہوں گے جن پر وہ سوار ہوں گے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہوں جائیں گے۔ [3] ابن ابی حاتم اور مفسر ابن جریرؒ نے اس کو عبدالرحمٰن بن اسحاق کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد یہ اضافہ بھی فرمایا ہے: اس پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور زبرجد کے پتھر اس پر جڑے ہوں گے۔ ابن ابی حاتم اپنے والد ابوحاتم کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابو معاذ بصری فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ یوم نحشر الی الرحمن وفداً ﴾.

---

[1] مسلم الحدیث: ۴۸۵۔ [2] مسلم الحدیث: ۴۸۱۔ [3] مسند احمد الحدیث: ۱/ ۱۵۵۔

"جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے"۔ (مریم الآیۃ 85)

اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ (متقین کا) وفد سوار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کا استقبال ہوگا اور ان کے لیے سفید رنگ کی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن کے پر بھی ہوں گے ان پر سونے کے کجاوے بندھے ہوں گے۔ ان لوگوں کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمکتے ہوں گے۔ وہ اونٹنی ہر قدم حد نگاہ تک رکھے گی۔ پھر وہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے۔ اس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹتے ہوں گے۔ وہ لوگ ایک چشمے سے پانی پئیں گے۔ اس سے ان کے شکموں کی تمام نجاسات زائل ہو جائیں گی۔ پھر دوسرے سے وہ غسل کریں گے جس کی وجہ سے ان کی جلدیں گندی ہونے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائیں گی۔ نعمتوں کی تروتازگی ان کے بشرے سے ظاہر ہوگی۔ وہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے۔ وہاں (جنت کے دروازے پر) سونے کے کواڑوں پر سرخ یاقوت کے حلقے (کنڈے) پڑے ہوں گے۔ وہ کنڈے سے کواڑوں کو دستک دیں گے تو ایک انتہائی سریلی اور بلند آواز پیدا ہوگی۔ وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے شوہر آ گئے ہیں۔ وہ جنت کے داروغہ کو بھیجیں گی وہ آ کر دروازہ کھولے گا۔ جنتی شخص داروغہ (کی شان وشوکت سے مرعوب ہو کر اسے خدا سمجھ بیٹھے گا اور اس) کے آگے سجدہ ریز ہو جائے گا۔ داروغہ کہے گا: اپنا سر اٹھا میں تو تیرا نگہبان ہوں تیری خدمت مجھے سونپی گئی ہے۔ پھر وہ جنتی اس کے پیچھے چلا آئے گا۔ جنتی حور اس کے دیدار کے اشتیاق میں ہلکی ہو رہی ہوگی۔ وہ موتی اور یاقوت کے خیمہ سے نکل آئے گی اور اس کے گلے لگ جائے گی پھر کہے گی تو میرا محبوب ہے اور میں تیری محبوبہ ہوں۔ میں ہمیشہ رہوں گی۔ مجھے کبھی فنا نہیں۔ میں ہمیشہ تروتازہ رہوں گی' میرا حسن کبھی ماند نہیں پڑے گا۔ میں تجھ سے ہمیشہ راضی رہوں گی' کبھی ناراض نہیں ہوں گی میں ہمیشہ تیرے پاس رہوں گی تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔

پھر وہ اپنے محل میں داخل ہوگا جس کی بنیاد سے چھت تک سو گز اونچائی ہوگی۔ لولو کی چٹان پر اس کی بنیاد قائم ہوگی۔ اس کے ستون سرخ' سبز اور زرد رنگ کے ہوں گے۔ کوئی ستون دوسرے سے مشابہت نہ رکھتا ہوگا۔ ایک کمرے میں ستر تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے اور ہر بستر پر ستر حوریں ہوں گی۔ ہر حور کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے۔ اس کے باوجود ان ستر جوڑوں کے پار اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ تمہاری ان راتوں کے حساب سے ایک رات میں ایک حور سے جماع پورا ہوگا۔ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ کچھ نہریں صاف پانی کی ہوں گی' کچھ نہریں دودھ کی جس کا مزہ کبھی نہ خراب ہو' وہ دودھ کسی جانور کے تھنوں سے نہ دوہا گیا ہوگا۔ کچھ نہریں شراب کی ہوں گی جو پینے والوں کے لیے خوب سرور انگیز ہوں گی۔ جس کو لوگوں نے اپنے پاؤں سے نہ نچوڑا ہوگا اور کچھ نہریں شہد کی ہوں گی۔ وہ شہد کی مکھی سے نہ نکلا ہوگا۔ ہر طرف پھل دار درختوں کی فروانی ہوگی۔ چاہے کھڑا ہو کر کھائے یا تکیہ لگا کر کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آیت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

> "ان سے (ثمر دار شاخیں اور) ان کے لیے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے ہوں گے"۔ (سورۃ الانسان آیت: 14)

بندے کو کھانے کی اشتہاء ہوگی تو اس کے پاس ایک سفید پرندہ آ جائے گا یا فرمایا:

''سبز پرندہ آئے گا۔ پرندہ اپنے پر اٹھائے گا تو جنتی اس کے پہلو سے رنگا رنگ مزیدار گوشت کھائے گا۔ پھر اڑ جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور سلام کرے گا اور کہے گا۔ یہ جنت جس کے تم مالک کر دیئے گئے تمہارے اعمال کا صلہ ہے''۔ (سورۃ الزخرف آیت 72)

اگر جنتی حور کے بالوں میں سے ایک بال زمین پر گر جائے تو سورج کی روشنی کے باوجود اندھیرا چھا جائے۔ (مسند احمد الحدیث:۱/۵۵) اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونا قرین صحت ہے۔ ابوالقاسم البغوی کی سند سے عاصمؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہنم کا ذکر کیا اور بہت وضاحت کے ساتھ کیا جسے میں یاد نہ رکھ سکا پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے):

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے''۔ (سورۃ الزمر آیت 73) [1]

پھر فرمایا: جب جنتی لوگ جنت کے قریب پہنچیں گے تو اس کے پاس ایک درخت پائیں گے اس کے نیچے سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے۔ جنتی ایک چشمے کی طرف یوں بڑھیں گے گویا ان کو اس کا حکم ملا ہے۔ اس سے پانی پییں گے' جس کی وجہ سے ان پیٹوں کی ساری گندگی' تکلیف اور مصیبت نکل جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے جس سے ان کے جسم پر نعمتوں والی تروتازگی ابھر آئے گی۔ اس کے بعد نہ ان کے بال خراب ہوں گے اور نہ کبھی ان کے سر پراگندہ ہوں گے ان کے سر گویا ان پر تیل لگا دیا گیا ہے۔ پھر وہ جنت میں پہنچیں گے تو جنت کا داروغہ ان سے کہے گا تم پر سلامتی ہو' تم خوش وخرم رہو اور جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ پھر خوبصورت بچے انہیں گھیر لیں گے جیسے دنیا میں بچے اپنے عزیزوں کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ بچے ان کو کہیں گے: بشارت ہو اللہ نے تمہارے لیے یہ یہ تیار کر رکھا ہے۔ پھر ان بچوں میں سے ایک بچہ اس جنتی کی حوروں میں سے ایک حور عین کے پاس آئے گا اور اس جنتی کا دنیاوی نام لے کر کہے گا فلاں شخص آیا ہے۔ حور عین کہے گی: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے ہی آ رہا ہے تو وہ خوشی سے پھولی نہ سمائے گی اور دروازے کی چوکھٹ پر جا کھڑی ہوگی۔ جنتی جب اپنے محل میں پہنچے گا تو اس کی نظر محل کی بنیاد پر پڑے گی' وہاں لولو موتی کی چٹان نظر آئے گی۔ اس کے اوپر سرخ پتھر اس پر سبز' سبز پر زرد غرض ہر رنگ کا پتھر ہوگا۔ اس طرح قیمتی موتی کے پتھروں کے ساتھ چنائی ہوگی۔ پھر نظر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھے گا' وہاں بجلی کی چمک ہوگی۔ اگر اللہ نے نہ لکھ رکھا ہوتا تو اس کی بنائی ہی چلی جاتی۔ پھر نظریں پھرائے گا تو اس کی بیویاں' مزین برتن' قطار در قطار گاؤ تکیے اور اعلیٰ مسندیں بچھی ہوئی پائے گا۔ پھر وہ ٹیک لگا لے گا اور کہے گا: خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔

''بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو''۔ (اعراف:43)

پھر ایک منادی ندا دے گا: تم ہمیشہ زندہ رہو گے' کبھی نہ مرو گے۔ یہیں مقیم رہو گے' یہاں سے کبھی کوچ نہ کرو گے۔ ہمیشہ تندرست

---

[1] المستدرک للحاکم' الحدیث ۳/۵۳۵۔

اور صحت مند رہو گے' کبھی مرض نہ آئے گا۔ یہ ساری تروتازگی جنت میں دخول سے قبل دونہروں سے حاصل ہوگی اور یہ خیال کہ مؤمنین کو قبروں سے نکلتے وقت ہی یہ حالت میسر ہو جائے گی' بعید بات ہے کیونکہ اکثر احادیث اس کے معارض ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک سلیمان بن مغیرہ کے توسط سے حضرت حمید بن ہلالؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ آدمی جب جنت میں داخل ہو جائے گا' اسے اہل جنت کی صورت مل جائے گی' ان کا لباس زیب تن ہو جائے گا' ان کی زینتوں سے مزین ہو جائے گا اور اس کو اس کی بیویاں اور اس کے نوکر خادم دکھا دیے جائیں گے تو اس کو اس قدر خوشی اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو وہ شدت خوشی سے مرجاتا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تجھے اپنی اس خوشی کا اندازہ ہے؟ پس یہ خوشی اور مسرت کی کیفیت تجھے ہمیشہ حاصل رہے گی۔ ❶

ابن المبارکؒ دوسری روایت کے ساتھ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو موتیوں کے مثل ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے۔ ابن المبارکؒ سنداً حضرت عبدالرحمٰن المعافریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جنتی شخص کے لیے خادموں کی دورویہ صفیں استقبال کے لیے کھڑی ہو جائیں گی جن کا آخری سرا اسے نظر نہیں آئے گا۔ جنتی جب گزرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔ ❷ ابونعیم مسلمہ سے اور وہ حضرت ضحاک بن مزاحم سے نقل فرماتے ہیں کہ مؤمن شخص جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کے آگے ایک فرشتہ ہوگا' وہ جنتی کو جنت کی گلیوں میں پھرائے گا۔ فرشتہ کہے گا کیا نظر آرہا ہے؟ وہ کہے گا: سونے چاندی کے یہ محلات دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ کہے گا: یہ تیرے لئے ہیں۔ جب جنت والیوں کو اس کا پتہ چلے گا وہ ہر ہر دروازے سے اس کا استقبال کرنے آئیں گی۔ کہیں گی: ہم تیرے لیے ہیں' ہم تیرے لیے ہیں۔ فرشتہ پھر کہے گا کیا نظر آرہا ہے؟ وہ کہے گا: خیمے ہیں بہت سے۔ جن میں بہت سے مونس دل بہلانے والے نظر آرہے ہیں۔ فرشتہ کہے گا: یہ سب تیرے لیے ہیں۔ جب اندر والوں کو جنتی کی آمد کا علم ہوگا تو وہ یہ کہتے ہوئے استقبال کو نکلیں گے: ہم تیرے لیے ہیں' ہم تیرے لیے ہیں۔ ❸

احمد بن ابی الحواری' ابوسلیمان الدارانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

''اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے (سورۃ الانسان آیت: 20)

کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ فرشتہ اللہ عزوجل کے دوست کے پاس تحفہ لے کر حاضر ہوگا۔ اس کے پاس اجازت کے بغیر نہیں آئے گا۔ پھر جنتی کے دربان سے کہے گا: اللہ کے دوست کے پاس جانے کے لیے مجھے اجازت لے دو۔ وہ دربان اگلے دربان کو بتائے گا۔ وہ اپنے اگلے کو بتائے گا۔ جنتی اس گھر سے سلامتی کے گھر (جائے گا) جنت میں ایک دروازہ ایسا ہوگا جس سے وہ بغیر اجازت ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کر سکے گا۔ پروردگار کا قاصد اس کے پاس نہیں آئے گا۔ ابن ابی الدنیا میں بشر بن سعافؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ فرمانے لگے: اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ہاں اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ باعزت ذات حضرت ابوالقاسم ﷺ کی ہے۔ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔ جب قیامت کا دن ہوگا' اللہ تعالیٰ مخلوق کو امت امت کر کے ان کے نبیوں کے ساتھ بلائیں گے۔ پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی نداء دے گا: احمد اور اس کی امت کہاں

---

❶ الزہد لابن المبارک الحدیث ۴۲۹' ص: ۲۱۲۹۔ ❷ الزہد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۷' ص: ۳۱۲۸۔ ❸ الزہد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۱۵' ص: ۱۲۶۔

ہے؟ آپ ﷺ کھڑے ہوں گے۔ آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی' خواہ نیکوکار ہوں یا فاسق وفاجر۔ وہ پل پر چلنا شروع کریں گے۔ اللہ پاک اپنے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا فرما دیں گے۔ وہ پل صراط پر دائیں اور بائیں سے گریں گے۔ نبی ﷺ اپنے نیک امتیوں کے ساتھ نجات پا جائیں گے۔ سامنے ملائکہ ان کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے۔ دائیں بائیں ان کے جنتی محلات آراستہ ہوں گے۔ وہ گزرتے ہوئے اللہ رب العزت تک پہنچ جائیں گے۔ پھر آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب کرسی رکھی جائے گی۔ پھر ایک منادی پکارے گا کہ عیسیٰ اور ان کی امت کہاں ہے اور وہی کچھ ذکر کیا جو اوپر بیان ہوا پھر کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے دوسری طرف کرسی ڈالی جائے گی۔ انبیاء اور دیگر امتیں آپ کے بعد آئیں گی حتیٰ کہ سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن سلام پر موقوف ہے۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن پل صراط رکھا جائے گا۔ اس کی دھار استرے کے مانند تیز ہوگی۔ ملائکہ کہیں گے: یارب! اس پر کون چل سکے گا؟ فرمایا مخلوق میں جس کو میں چاہوں گا وہ اس پر چل سکے گا۔ تب فرشتے کہیں گے: اے رب یقیناً ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے۔ [1]

فصل

اہل جنت کی بعض صفات اور بعض نعمتوں کا ذکر:

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گی۔ وہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ کریں گے اور نہ ان کو پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے' چاندی کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں (ضرور) ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت سے پار نظر آئے گا۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ کوئی بغض وعناد نہ ہوگا۔ ان سب کے دل ایک دل کی مانند ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ کا ذکر کریں گے۔ [2]

بخاریؒ اور مسلمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ابو یعلی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گی۔ ان کے بعد آنے والے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار ستارے۔ وہ پیشاب پاخانہ نہ کریں گے نہ تھوک اور رینٹ (ناک) کریں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ان کی بیویاں حور عین ہوں گی۔ ان کے اخلاق ایک شخص (محمد ﷺ) کے اخلاق ہوں گے۔ سب اپنے باپ کی صورت پر ہوں گے۔ ان کے قد ساٹھ ذراع ہوں گے۔ [3] امام مسلم نے ابو خثیمہ سے اس کو روایت کیا ہے اور جریر کی حدیث سے دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

---

❶ الترغیب والترھیب للمنذریؒ۔ ❷ مسلم' الحدیث: ۷۰۸۰۔ ترمذی' الحدیث: ۲۵۳۷ مسند احمد' الحدیث: ۲/۲۵۳' والحدیث: ۲/۳۱۶۔

❸ بخاری' الحدیث: ۳۳۲۷ مسلم' الحدیث: ۷۰۷۸' والحدیث: ۷۰۷۹۔ ابن ماجہ' الحدیث: ۴۳۳۳۔

اہل جنت کی عمر کے بارے میں احادیث:

مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت جنت میں جسم کے زائد بالوں سے صاف، نوجوان، سفید رنگت، بال والے اور سرمہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مطابق تینتیس سال کی عمر میں ہوں گے۔ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے ہوں گے۔ [1] طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے، نوجوان ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور عمر تینتیس برس کی ہوگی۔ امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت جنت میں حضرت آدم کی لمبائی کے مطابق داخل ہوں گے۔ فرشتے کے ہاتھ کے مطابق ساٹھ ہاتھ ان کا قد ہوگا۔ یوسف علیہ السلام کا حسن ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی تینتیس سال عمر ہوگی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان ہوگی (یعنی بول چال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سا اخلاق ہوگا) بالوں سے صاف جسم ہوگا، جوان مرد ہوں گے۔ سرمگیں آنکھیں ہوگی۔ [3]

ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر اٹھائے جائیں گے۔ تینتیس سال ان کی عمر ہوگی۔ جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے، نوجوان ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں رہیں گی۔ پھر ان کو ایک درخت کے پاس لے جایا جائے گا اس سے لباس پہنیں گے۔ ان کا لباس کبھی خراب نہیں ہوگا اور ان کا شباب کبھی زوال پذیر نہ ہوگا۔ ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے جو شخص وفات پائے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا جنت میں اس کو تینتیس سال کی عمر میں لوٹا دیا جائے گا۔ اس سے زیادہ ان کی عمر کبھی نہیں بڑھے گی۔ اسی طرح اہل جہنم۔ [4]

جہنم کی صفات:

فرمان الٰہی ہے:

''لیکن اگر (ایسا) نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت:24)

فرمان الٰہی ہے:

''ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت 161)

---

[1] ترمذی، الحدیث:۲۵۴۵۔ مسند احمد، الحدیث:۲/ ۲۹۵۔ والحدیث:۵/ ۲۴۳۔ [2] ترمذی، الحدیث:۲۵۴۵۔ مسند احمد، الحدیث:۲/ ۲۹۵۔ والحدیث:۵/ ۲۴۳۔

[3] کنز العمال، الحدیث:۳۹۳۸۳۔ [4] ترمذی، الحدیث:۲۵۶۲۔ الزہد لابن المبارک، الحدیث:۲/ ۱۲۸۔ شرح السنۃ للبغویؒ الحدیث:۴/ ۱۹۔ کنز العمال، الحدیث:۳۹۳۴۴۔

فرمان الٰہی ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا یہ آتش (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں''۔ (سورۃ البقرۃ آیت 185)

فرمان الٰہی ہے:

''جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا''۔

(سورۃ آل عمران آیت: 91)

فرمان الٰہی ہے:

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھال گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے''۔ (سورۃ النساء آیت 56)

فرمان الٰہی ہے:

''جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ ہی رستہ دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے''۔ (سورۃ النساء آیات: 168'169)

فرمان الٰہی ہے:

''جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال ومتاع ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تاکہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا۔ (ہرچند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے''۔ (سورۃ المائدہ آیات: 36'37)

فرمان الٰہی ہے:

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں''۔ (سورۃ الاعراف آیت: 40'41)

فرمان الٰہی ہے:

''اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے

کاش یہ (اس بات کو سمجھتے۔ یہ (دنیا میں) تھوڑا سا سانس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے ہیں بہت سا رونا ہوگا''۔ (سورۃ التوبۃ آیات 81 82)

فرمان الٰہی ہے:

''اس وقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے''۔ (سورہ یونس آیت 70)

فرمان الٰہی ہے:

''اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے''۔ (سورۂ ھود آیات: 106' 107)

فرمان الٰہی ہے:

''اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم نار کو اور بھڑکا دیں گے''۔ (سورۃ الاسراء آیت: 97)

فرمان الٰہی ہے:

''یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے میں) جھگڑتے ہیں' جو کافر ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب وہ چاہیں گے اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو''۔ (سورۃ الحج آیات: 19 تا 22)

فرمان الٰہی ہے:

''تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں؟ تم ان کو (سنتے تھے اور) جھٹلاتے تھے۔ اے پروردگار! ہم پر کم بختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے۔ اے پروردگار! ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے۔ (خدا) فرمائے گا کہ اسی ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے پروردگار! ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے''۔ (سورۃ المؤمنون آیات 102 تا 109)

فرمان الٰہی ہے:

''بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے' جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ

کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔(سورۃ الفرقان آیات ۱۳ تا ۱۴)

فرمان الٰہی ہے:

''تو وہ اور گمراہ (یعنی بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جہنم ہوں گے) وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہم ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا۔تو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے اور نہ گرم جوش دوست۔کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہوتا تو ہم مومنوں میں ہو جائیں۔بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے''۔(سورۃ الشعرا آیات:94 تا 104)

فرمان الٰہی ہے:

''یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی بہت نقصان اٹھانے والے ہیں''۔(سورۃ النمل آیت:5)

فرمان الٰہی ہے:

''ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے''۔(سورۃ لقمان آیت:24)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے (رہنے کے) لیے دوزخ ہے جب چاہیں گے اس میں سے نکل جائیں گے تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اس کے مزے چکھو اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا میں بھی چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں''۔

(سورۃ السجدہ آیتان:20'21)

فرمان الٰہی ہے:

''بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہنا مانا تو انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا۔اے ہمارے پروردگار! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر''۔(سورۃ الاحزاب آیات 64 تا 68)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال

ے (اب) ہم نیک عمل کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔ (سورۂ فاطر آیت: 37)

فرمان الٰہی ہے:

''یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ (پیچھے) لوٹ سکیں''۔ (سورۂ یٰسین آیات: 63 تا 67)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جو لوگ ظلم کرتے تھے ان کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو۔ (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں''۔ (سورۃ الصافات آیات: 22 تا 26)

فرمان الٰہی ہے:

''یہ (نعمتیں تو فرمانبرداروں کے لیے ہیں) اور سرکشوں کے لیے برا ٹھکانہ ہے۔ (یعنی) دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اس کے مزے چکھیں اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے) یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہوگی ان کو خوشی نہ ہو یہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی تو یہ (وبال) ہمارے سامنے لائے ہو سو (یہ) برا ٹھکانہ ہے۔ وہ کہیں گے اے پروردگار! جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے جو کہ بروں میں شمار کرتے تھے؟ کیا ہم نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں ان (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟ بے شک یہ اہل دوزخ کا جھگڑا برحق ہے''۔ (سورۂ ص آیات: 55 تا 64)

فرمان الٰہی ہے:

''اور کافروں کو گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے''۔ (سورۃ الزمر آیتان: 71'72)

فرمان الٰہی ہے:

''جن لوگوں نے کفر کیا ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور مانتے تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو وہ کہیں گے: اے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا اور دو دفعہ جان بخشی۔ ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ اس لیے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے تو حکم خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر (اور سب سے) بڑا ہے''۔ (سورۂ غافر آیات: 10 تا 12)

فرمان الٰہی ہے:

''غرض خدا نے (موسیٰ کو) ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آ گھیرا (یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح وشام اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟ بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں ہیں خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بےکار ہوگی۔ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی قیامت کو بھی) جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان کے لیے لعنت اور برا گھر ہے''۔ (سورۂ غافر آیات: 45 تا 52)

فرمان الٰہی ہے:

''جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اس کو جھٹلایا وہ عنقریب معلوم کر لیں گے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔ گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے۔ (یعنی) غیر خدا' کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اس طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اس کے خلاف) خوش ہوا کرتے تھے اور اس کی (سزا ہے) کہ اترایا کرتے تھے۔ (اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا کیا برا ٹھکانہ ہے؟''۔ (سورۂ غافر آیات: 70 تا 76)

فرمان الٰہی ہے:

''اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے (شیطانوں کو) ان کا ہم نشیں مقرر کر دیا تھا تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے اعمال ان کو عمدہ کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو ان سے پہلے گزر چکیں ان پر بھی خدا (کے عذاب) کا وعدہ پورا ہو گیا بے شک یہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب رہو۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے۔ یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ ان کے لیے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے اور کافر کہیں گے کہ اے پروردگار! جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تا کہ وہ نہایت ذلیل ہوں''۔ (سورۂ فصلت آیات: 23 تا 29)

فرمان الٰہی ہے:

''(اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے اور پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے' وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے۔ ہم تمہارے پاس حق لے کر پہنچے تھے لیکن تم میں سے اکثر اس سے ناخوش ہوتے رہے''۔ (سورۃ الزخرف آیات 74 تا 78)

فرمان الٰہی ہے:

''بلاشبہ تھوہر کا درخت' گنہگاروں کا کھانا ہے جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (اب) مزہ چکھو' وہ بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔ یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے''۔ (سورۃ الدخان آیات: 43 تا 50)

فرمان الٰہی ہے:

''جنت جس کا پرہیزگار سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں وہ پانی بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں گے جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) ان کی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا''۔ (سورۂ محمد آیت: 15)

فرمان الٰہی ہے:

''جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا۔ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) ان ہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے''۔ (سورۃ الطور آیات 13 تا 16)

فرمان الٰہی ہے:

''ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت ہے اور بہت تلخ ہے۔ بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے''۔ (سورۃ القمر آیات: 46 تا 50)

فرمان الٰہی ہے:

''گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (سورۃ الرحمٰن آیات: 41 تا 45)

فرمان الٰہی ہے:

''اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔ (یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا ہے نہ خوشنما۔ یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا؟ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ (سورۃ الواقعۃ آیات: 41 تا 48)

فرمان الٰہی ہے:

''تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے''۔ (سورۃ الحدید آیت: 15)

فرمان الٰہی ہے:

''مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں''۔ (سورۃ التحریم آیت: 6)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا اور چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی جب اس میں ان کی

کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں کے لیے (رحمت خدا سے) دوری ہے''۔ (سورۃ الملک آیات: 6 تا 11)

فرمان الٰہی ہے:

''(دیکھو) عذاب یوں ہوتا ہے۔ اور آخرت اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے''۔ (سورۃ القلم آیت 33)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش موت (ابدالآباد کے لیے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری سلطنت خاک میں مل گئی۔ (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔ یہ نہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان لاتا تھا اور نہ فقیر کے کھانے کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوست دار نہیں اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لیے) کھانا ہے' جس کو گنہگار کے سوا کوئی نہیں کھائے گا''۔ (سورۃ الحاقہ آیات: 25 تا 37)

فرمان الٰہی ہے:

''(اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلہ میں سب کچھ دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب (کچھ) دے دے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے' کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔ ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا اور منہ پھیر لیا اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا''۔

(سورۃ المعارج آیات: 11 تا 18)

فرمان الٰہی ہے:

''ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ (وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی اور بدن کو جھلس کر سیاہ کر دے گی۔ اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس لیے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہل کتاب اور مومن شک نہ لائیں اور اس لیے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق) کا مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا کیا مقصد ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم

کے لیے نصیحت ہے''۔ (سورۃ المدثر آیات: 26 تا 31)

فرمان الٰہی ہے:

''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں''۔ (سورۃ المدثر آیات: 38 تا 49)

فرمان الٰہی ہے:

''ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے''۔ (سورۃ الدھر آیت: 4)

فرمان الٰہی ہے:

''جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب اس کی طرف چلو یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں' نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ اس سے آگ کی (اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل' گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے''۔ (سورۃ المرسلات آیات: 29 تا 34)

فرمان الٰہی ہے:

''بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ (یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے۔ اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔ یہ لوگ حساب (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو (اب) مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے۔ (یعنی) باغ اور انگور اور ہم عمر نوجوان عورتیں''۔ (سورۃ النباء آیات 21 تا 33)

فرمان الٰہی ہے:

''سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے''۔ (سورۃ المطففین آیات 7 تا 10)

فرمان الٰہی ہے:

''سو میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے متنبہ کر دیا۔ اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا''۔ (سورۃ اللیل آیات 14 تا 16)

فرمان الٰہی ہے:

''جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا''۔ (سورۂ طٰہٰ آیت 74)

فرمان الٰہی ہے:

''اس دن بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے۔ سخت محنت کرنے والے' تھکے ماندے۔ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لیے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے''۔ (سورۃ الغاشیہ آیات 2 تا 7)

فرمان الٰہی ہے:

''تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ آ موجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ کہے گا کاش! میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا''۔ (سورۃ الفجر آیات: 21 تا 26)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بدبخت ہیں۔ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے''۔ (سورۃ البلد آیتان: 19 تا 20)

فرمان الٰہی ہے:

''ہر طعن آمیز اشارے کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں میں جا لپٹے گی (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں''۔ (سورۃ الہمزہ)

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں خالد بن ابی عمران سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ اپنے اہل کو کھائے گی۔ جب ان کے دلوں تک پہنچے گی تو رک جائے گی اور پھر دوبارہ شروع ہوگی اور دل تک جا پہنچے گی۔ پس اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا۔[1] یہ مطلب ہے فرمان باری کا: وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں میں جا لپٹے گی۔ جہنم کی صفات سے متعلق بطور نمونہ یہ آیات ذکر کر دی گئی ہیں۔ طوالت کے خوف سے مزید آیات کا ذکر نہیں کرتے ورنہ اس موضوع پر بہت زیادہ آیات ہیں۔ ابن المبارک سے منقول ہے وہ روایت کرتے ہیں جب جہنم پیدا کی گئی' ملائکہ گھبرا اٹھے۔ ان کے دل لرز گئے لیکن جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو فرشتوں کو سکون ہوگیا اور متوقع خطرہ ٹل گیا''۔[2]

---

[1] الزہد لابن المبارک' الحدیث: ۲/ ۸۷ تفسیر القرطبی' الحدیث ۲۰/ ۱۸۵۔

[2] الزہد لابن المبارک' الحدیث: ۲/ ۸۷، ۸۸۔

ایک انصاری کا واقعہ جسے جہنم کے خوف نے ہلاک کر ڈالا

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں محمد بن مطرف نے ایک ثقہ شخص سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص کے دل میں جہنم کا خوف جاگزیں ہو گیا۔ جہنم کا ذکر چھڑتا تو آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی حتیٰ کہ اس خوف نے اس کو گھر میں محبوس کر دیا۔ اس کا یہ حال حضور ﷺ سے بیان کیا گیا۔ آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے وہ نوجوان آپ کے ساتھ لپٹ گیا اور جاں بحق ہو کر نیچے گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے کفن دفن کا انتظام کرو' جہنم کے خوف نے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔[1] امام قرطبی فرماتے ہیں روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چار ہزار عورتوں کے پاس سے گزر ہوا' ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ (مفلوک الحالی سے) ان کے جسموں پہ اون اور بالوں کی چادریں پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! کس چیز نے تمہارا رنگ اڑا رکھا ہے؟ عورتوں نے جواب دیا: اے ابن مریم! جہنم کے ذکر نے ہماری رنگت اڑا رکھی ہے۔ یقیناً جو شخص جہنم میں داخل ہوا اسے نہ تو وہاں ٹھنڈک میسر ہوگی اور نہ پینے کو کچھ ملے گا۔ خرائطیؒ نے اس کو کتاب القبور میں ذکر کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا جہنم سے خوف:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی:

﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ .

''اوران سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے''۔ (سورۃ الحجر آیت: 43)

یہ آیت سنی تو اس قدر خوف طاری ہوا کہ تین دن تک ہوش وحواس اڑے رہے اور بھاگتے رہے۔ پھر ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے اس آیت نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلَالٍ وَّعُيُوْنٍ ﴾ .

''بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے''۔ (سورۃ المرسلات آیت: 41)

امام ثعالبیؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے:

---

[1] المستدرک للحاکم' سورۃ التحریم' الحدیث: ۴۹۴/۲۔ المنذری فی الترغیب والترھیب الحدیث: ۲۶۲/۴۔ کنز العمال' الحدیث: ۵۹۰۰۔ المغنی عن حمل الاسفار' الحدیث: ۱۸۲/۴۔

جہنم کا ذکر اور شدتِ تپش:

فرمانِ الٰہی ہے:

''اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔ (سورۃ التوبہ آیت ۸۱)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟'' (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔ (سورۃ القارعۃ: آیات ۸تا۱۱)

فرمان الٰہی ہے:

''ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔'' (سورۃ الغاشیہ آیات ۵تا۷)

''وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔'' (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۴)

یعنی آگ اس قدر گرم ہوگی کہ اپنی انتہائی حد کو چھولے گی۔

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی:

امام مالکؒ مؤطا میں ابی الزناد عن الاعرج کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے فرمایا:

بنی آدم کی آگ، جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تب تو وہ بہت زیادہ تیز ہوگی؟ فرمایا:

جہنم کی آگ کو اس آگ پر انہتر گناہ برتری دی ہے۔ [1]

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ دیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو دنیا میں (شدت کی وجہ سے) سودمند نہ رہتی۔ [2]

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۲/۴۶۷۔ مؤطا امام مالکؒ، الحدیث ۱۹۲۴۔

[2] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۱۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۴۴۔ الدارمی الحدیث: ۲/۲۴۰۔

[3] الاوسط للطبرانی الحدیث ۴۸۹

یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

مسند البزار میں عمرو بن میمون حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا خواب اچھی بشارت ہے۔ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ بندہ جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک بات چیت نہ کرے۔

طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ کی مثال جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کیسی ہے؟ جہنم کی آگ کا دھواں بھی اس آگ کے دھویں سے ستر گناہ تیز ہے۔

جہنم کی آگ تین ہزار سال جلائی گئی حتیٰ کہ سیاہ تاریک ہو گئی:

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کی آگ ایک ہزار تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ اب انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔ [1]

جہنم کی آگ کی تپش کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس کے شعلے بھڑکنا بند ہوں گے:

بیہقی میں حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کی آگ کی تپش کبھی ختم نہیں ہوگی نہ اس کے انگارے ٹھنڈے ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور (قیامت کے روز فرشتے) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو''۔ [2] (سورۂ آل عمران آیت: 181)

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

''مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں''۔ (سورۃ التحریم آیت: 6)

پھر فرمایا: جہنم کی آگ ایک ہزار سال تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک مزید جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ ہے اور اس کے شعلوں سے روشنی نہیں ہوتی''۔ [3] ابن مردویہ

---

[1] ترمذی الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ الحدیث: ۴۳۲۰۔ [2] بیہقی کتاب: البعث والنشور۔

[3] ترمذی الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ الحدیث: ۴۳۲۰۔

اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت حاضر ہوئے جس میں آنے کا عام طور سے ان کا دستور نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! کیا بات ہے میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تیری رنگت اڑی ہوئی ہے؟ فرمایا میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دھونکنی کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! مجھے جہنم کی صفات بتاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم سے متعلق حکم دیا تو اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں اور اس کے انگارے بھی نہیں بجھتے۔

نیز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جہنم کی وہ زنجیر جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صفت بیان فرمائی ہے اگر اس کے حلقوں میں سے ایک حلقہ بھی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو ان سب کو پگھلا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! بس کافی ہے کہیں میرے دل کے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام بھی رو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! آپ رو رہے ہیں جب کہ اللہ کے ہاں آپ کا جو مقام ہے وہ بس آپ ہی کا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے رونے سے کیا مانع ہے جب مجھے علم نہیں ہے کہیں اللہ کے علم میں میرا یہ حال نہ ہو۔ ابلیس بھی تو ملائکہ کے ساتھ تھا۔ ہاروت ماروت بھی تو ملائکہ میں شامل تھے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں روتے رہے............... حتیٰ کہ ندا دی گئی: اے محمد! اے جبرئیل! اللہ تم دونوں کو پروانہ امن دیتا ہے کہ وہ تم پر غضب نہ فرمائے گا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اٹھ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں سے نکل آئے۔ چلتے چلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بعض صحابہ کے پاس سے گزر ہوا جو ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہنسی مذاق کر رہے ہو جب کہ جہنم تمہارے پیچھے ہے۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور اللہ کو روتے اور پکارتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے محمد! میں نے تجھے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو بشارت لو سیدھی راہ پر رہو اور قریب قریب رہو۔ [1]

اہل جہنم میں سے سب سے کم عذاب ابو طالب کو ہوگا:

بخاری میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا جناب ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید قیامت کے روز میری شفاعت ان کے لیے سودمند ثابت ہو جائے اور ان کو صرف (جہنم کے) ایک گڑھے میں رکھا جائے جو ان کے ٹخنے تک پہنچتا ہو اس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ [2] مسلم میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو جہنم کی آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان جوتوں کی شدت سے اس شخص کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ [3]

---

[1] الترغیب والترہیب للمنذری الحدیث: ۴/ ۴۵۷ الدر المنثور للسیوطی الحدیث: ۱/ ۱۰۲ کنز العمال الحدیث: ۳۹۷۸۴۔

[2] بخاری الحدیث ۳۸۸۳ مسلم الحدیث: ۵۰۹۔ [3] مسلم الحدیث: ۵۱۳۔

بخاری میں حضرت نعمانؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا وہ شخص ہوگا جس کے قدموں تلے آگ کے انگارے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔[1]
ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا دماغ یوں کھولے گا جیسے ہنڈیا میں پانی ابلتا ہے۔

جہنم کی ہولناکی

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم وہ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم رونا زیادہ کر دو اور ہنسنا کم کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟[2] فرمایا: میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے"۔ مسند احمد میں حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے جہنم کی تخلیق کی گئی ہے وہ ہنسے نہیں ہیں۔[3]

جہنم کی اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت:

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدت حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ مجھے سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو سخت سردی تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا ٹھنڈا سانس ہے اور جو سخت گرمی محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا گرم سانس ہے۔[4] بخاری و مسلم نے امام زہری کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی لپٹ سے ہے:

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدت حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ پس اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی گئی۔ ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں۔ چنانچہ سخت گرمی جہنم کی لپٹ سے ہوتی ہے۔[5]

---

1. بخاری الحدیث: ٦٥٦١۔
2. مسند احمد الحدیث: ۳/ ۲۱۷۔
3. مسند احمد الحدیث: ۳/ ۲۲۴۔
5. مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد الحدیث: ۲/ ۲۳۸ والحدیث: ۲۷۷۔
6. مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد الحدیث: ۲/ ۲۳۸ والحدیث: ۲۷۷۔

فرمان الٰہی ہے:

''جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کی طرف چلو۔ (یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ۔ اس سے آگ کی (اتنی بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل، گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے''۔ (سورۃ المرسلات آیت 29 تا 34)

طبرانی میں حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے وہ فرمان الٰہی: ''اس آگ کی (بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ چنگاریاں درخت اور پہاڑ کی طرح نہ ہوں گی بلکہ بڑے شہروں اور قلعوں کی مانند ہوں گی۔[1] طبرانی میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (جہنم کا) ایک شعلہ اگر مشرق میں ہو تو اس کی تپش مغرب میں محسوس ہوگی۔[2]

جنت وجہنم کو ملاحظہ کرنے والوں کی حالت:

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں میں پلنے والے شخص کو لایا جائے گا۔ اس کو جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا کبھی تیرے پاس سے کسی نعمت کا گزر بھی ہوا ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ مصائب اٹھانے والے شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جنت کا ایک چکر لگوایا جائے گا پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھ پہ کبھی کوئی سختی آئی ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ مجھے کبھی کوئی مصیبت چھو کر بھی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی ہے۔[3]

اگر کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو اور وہ اپنی جان کے عوض اس کو فدیہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا:

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر کو لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کیا خیال ہے اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اس کو اپنی جان کے بدلہ دے دے گا؟ وہ کہے گا ہاں! کہا جائے گا تو نے اس سے اچھا موقع گنوا دیا ہے۔ یہی مطلب ہے فرمان باری کا:

''جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا''۔ (سورۃ آل عمران آیت: 91) واللہ اعلم۔[4]

---

[1] الترغیب والترھیب المنذری الحدیث: ۴/ ۴۶۵۔

[2] الترغیب والترھیب للمنذری الحدیث: ۴/ ۴۶۲۔ اتحاف السادۃ المتقین الحدیث: ۱۰/ ۵۱۹۔ کنز العمال الحدیث: ۳۹۴۸۷ والحدیث: ۳۹۵۰۱۔

[3] مسند احمد الحدیث: ۳/ ۲۰۲۔

[4] مسند احمد الحدیث: ۳/ ۲۱۸۔

دوسرا طریق:

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سے ایک شخص کو کہا جائے گا اگر تیرے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں کیا تو اپنی جان کے بدلہ ان کا فدیہ دے دے گا؟ وہ کہے گا بالکل! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے اس سے آسان چیز تجھ سے طلب کی تھی، میں نے تجھ سے آدم کی پشت میں ہی عہد لیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا لیکن تو نہ مانا اور میرے ساتھ شریک ٹھہرانے پر مصر رہا۔ ❶

قیامت کے روز مؤمن کی تمنا کہ دنیا کو لوٹے اور راہ خدا میں جہاد کرے اور شہید ہو:

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا اے ابن آدم! اپنا گھر تجھے کیسا لگا؟ وہ کہے گا اے رب وہ تو بڑا بہترین ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب مزید سوال کر اور اپنی خواہش کا اظہار کر! بندہ کہے گا: میں کوئی اور سوال یا خواہش کا اظہار نہیں کرتا الا یہ کہ مجھے دنیا میں واپس کر دیا جائے اور میں راہ خدا میں دس بار شہید ہوں۔ شہادت کی فضیلت کی وجہ سے اس کو یہ تمنا ہوگی۔ پھر اہل جہنم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! تجھے اپنا گھر کیسا لگا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لیے زمین بھر سونا دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں پروردگار! بالکل۔ پروردگار فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے، میں نے تجھ سے اس کہیں زیادہ معمولی اور آسان چیز کا سوال کیا تھا لیکن تو نے پورا نہیں کیا۔ پھر اس کو جہنم کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ ❷

مسند البزار میں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کے مثل کوئی (خوفناک) شی نہیں لیکن اس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے۔ جنت کے مثل کوئی شی نہیں لیکن اس کا طلب گار سویا ہوا ہے''۔ ❸ ابویعلی وغیرہ محدثین نے محمد بن شبیب، جعفر بن ابی وحشیۃ، سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اگر کسی مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد ہوں اور ان میں ایک شخص اہل جہنم سے چھوڑ دیا جائے اور وہ ان میں بیٹھ کر سانس لے تو اس کا سانس سب کو پہنچ جائے گا اور وہ مسجد اور اس میں حاضرین تمام افراد کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔ ❹

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

---

❶ مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۲۱۸۔

❷ مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۲۰۷ والحدیث: ۳/ ۲۰۸۔

❸ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۲۲۰۔ الترغیب والترھیب للمنذری، الحدیث: ۴/ ۴۵۳۔

❹ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۵۴۰۔ المطالب العالیۃ لابن حجر، الحدیث: ۴۶۶۷۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۴/ ۳۰۷۔ العلل المتناھیۃ، الحدیث: ۲/ ۴۵۵۔

جہنم کی صفات‘ وسعت اور اہل جہنم کی جسامت (اللہ محفوظ رکھے):

فرمان الٰہی ہے:

”کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے اور تم ان کا مددگار کسی کو نہ پاؤ گے“۔

(سورۃ النساء آیت:145)

فرمان الٰہی ہے:

”اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے‘ اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے“۔

(سورۃ القارعہ آیت:8 تا 11)

فرمان الٰہی ہے:

”ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں کے لیے) کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتے نہیں“۔ (سورۃ الاعراف:41‘42)

فرمان الٰہی ہے:

”جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے“۔

(سورۃ الطور آیات:13‘14)

فرمان الٰہی ہے:

”(حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو“۔ (سورۂ ق آیت:24)

فرمان الٰہی ہے:

”اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟“ (سورۂ ق آیت نمبر ۳۰)

بغیر سوچے سمجھے کہے جانے والی بری بات کا قائل جہنم میں مشرق ومغرب جتنی گہرائی میں پھینک دیا جائے گا:

صحیحین میں کئی طریق سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہا گا اور وہ ھل من مزید! ھل من مزید! اور لاؤ اور لاؤ‘ کہتی رہے گی حتیٰ کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا جس سے جہنم کے حصے ایک دوسرے میں گھسیں گے اور جہنم چیخ پڑے گی: بس! بس! بس! پروردگار تیری عزت کی قسم۔ [1] مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] البخاری الحدیث: ۱۲۶۱۔ مسلم الحدیث: ۷۰۶۱۔ الترمذی: ۳۲۷۲۔ مسند احمد: ۳/۱۳۴‘ ۳/۱۴۱۔

بندہ بلاسوچے سمجھے بات کہتا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں مشرق ومغرب جتنی دور پھینک دیا جاتا ہے۔[1] عبداللہ بن المبارک اپنی سند سے
[illegible]
وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کی سند میں ایک راوی
ضعیف ہے۔[2] مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے ہم نے ایک
چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ پتھر کی
آواز تھی جو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اب جا کر وہ گہرائی میں پہنچا ہے۔[3]

حافظ ابونعیم اصبہانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک آواز سنی جس سے آپ ﷺ گھبرا گئے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیسی آواز تھی؟ جبرئیل نے عرض کیا: یہ پتھر جہنم کے کنارے سے ستر سال پہلے گرایا گیا تھا۔ یہ ابھی جہنم کے گڑھے میں گرا ہے۔ اللہ نے چاہا کہ آپ کو اس کی آواز سنوادیں۔[4] صحیح مسلم میں عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جاتا ہے اور ستر سال تک گرتا رہتا ہے اور کنارے کو نہیں پاتا۔ بس اللہ ہی اس کو بھرے گا۔ عتبہ فرماتے ہیں کیا تم کو اس پر تعجب ہوتا ہے؟ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ ایک دن اس پر ایسا آئے گا کہ رش کی وجہ سے اس میں شور بپا ہوگا۔[5] اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہمیں اس میں جگہ مرحمت فرمائے۔

جہنم کی گہرائی:

ترمذی، نسائی، بیہقی اور حافظ ابونعیم الاصبہانی نے عبداللہ بن مبارک کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا جانتے ہو جہنم کی وسعت کس قدر ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان:

''اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے''۔ (سورۃ الزمر آیت: 67)

کے متعلق سوال کیا کہ لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جہنم کے پل پر۔[6] صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جہنم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔[7] علی بن موسیٰ الرضاؒ نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، آپؐ نے فرمایا: کیا اس آیت جس کا ترجمہ ہے:

---

[1] البخاری: ۶۴۷۷۔ المسلم: ۷۴۰۷۔ الترمذی: ۲۳۱۴۔ [2] مسند احمد: ۲/ ۴۲۲، ۴۰۲۔ [3] المسلم: ۷۰۹۶۔ مسند احمد ۲/ ۳۷۱۔

[4] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۹۔ [5] المسلم: ۷۳۶۱۔ الترمذی: ۳۵۸۵۔ ابن ماجہ ۴۲۵۶۔ [6] الترمذی: ۳۲۴۱۔ مسند احمد: ۱/ ۲۵۱۔ ۳۲۴۔

[7] المسلم: ۷۰۹۳۔ الترمذی: ۲۵۷۳۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۸۔

''تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر [illegible] آئیں گے اور دوزخ اس روز سامنے لائی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) متنبہ ہونے سے (اسے فائدہ) کہاں (مل سکے گا)''۔ (سورۃ الفجر آیت:21تا33)

[illegible] جب قیامت کا دن ہوگا جہنم کو لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اسے کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔ وہ ایک شعلہ پھینکے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ اس شعلے کو نہ روکیں تو وہ آسمان و زمین کو خاکستر کر دے۔[1] مسند احمد حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر (جہنم کا) اتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے جو کہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو وہ زمین تک اپنی تیزی کی وجہ سے رات سے پہلے پہنچ جائے لیکن اگر اس کو جہنم کی زنجیر کے بالائی سرے سے گرایا جائے اور مسلسل دن رات گرتا رہے تو جڑ تک چالیس سال میں پہنچے گا۔[2] امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت معقل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: گرمی جہنم (کا حصہ) ہے۔[3]

جہنمیوں کی لمبی چوڑی جسامت کا بیان (اللہ ہمیں پناہ میں رکھے):

فرمان الٰہی ہے: ''جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے' جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے''۔ (سورۃ النساء آیت:56)

مسند احمد میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں اہل جہنم کا جسم بڑھا دیا جائے گا حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہوگا۔ اس کی داڑھ احد پہاڑ کی مانند ہوگی۔[4]

مسند احمد میں ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمی کی داڑھ احد پہاڑ کی مانند ہوگی۔ کھال کی چوڑائی ستر ہاتھ ہوگی۔ اس کی ران ورقان (مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) کی مثل ہوگی اور اس کی مقعد (سرین بیٹھنے کا حصہ) یہاں سے مقام ربذہ تک ہوگا۔[5] امام بیہقی کے طریق میں یہ اضافہ ہے اور اس کا بازو (بڑی) دیگ کی مانند (فربہ) ہوگا۔[6] مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں دوسرے طرق سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔ اس کی جلد کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی۔[7]

ایک روایت میں ہے کہ جہنمی کے دوشانوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار شخص کے حساب سے پانچ ایام کی مسافت ہے۔[8] مسند احمد میں عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن متکبرین انسانوں کی صورت میں لیکن چیونٹیوں کی مانند کر کے حاضر کئے جائیں گے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز ان سے بلند نظر آئے گی۔ حتیٰ کہ جہنم کا قید خانہ جس کو بولس کہا

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۵۱۸۔ [2] الترمذی: ۲۵۸۸۔ مسند احمد: ۲/ ۱۹۷۔ [3] مسند احمد: ۴/ ۲۲۳۔ [4] مسند احمد: ۲/ ۲۶۔ الترغیب: ۴/ ۴۸۵۔ کنز العمال: ۳۹۵۳۸۔ [5] المسلم: ۷۱۱۴۔ الترمذی: ۲۵۷۸۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۸۔ [6] البیہقی: ۱/ ۲۸۶۔ [7] مسند احمد: ۲/ ۳۳۴۔ [8] البخاری: ۶۵۵۱۔ المسلم: ۷۱۱۵۔

جاتا ہے وہ ان کو گھیرے گا اور آگ ان پر چھا جائے گی اور وہ جہنمیوں کے لہو پیپ کا مغوبہ انتبال پئیں گے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ میدان حشر میں متکبروں کی تذلیل کے لیے ان کے اجسام چیونٹیوں کی مانند بنا دیئے جائیں گے لیکن جہنم میں تعذیب کے لیے ان کے ابدان پہاڑوں سے بھی لمبے چوڑے کر دیئے جائیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔

سمندر کے جہنم بن جانے کا ذکر:

مسند احمد میں یعلی بن امیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر (بھی) جہنم ہے''۔ [2] حضرت یعلی نے اس کے بعد فرمایا: کیا تم یہ فرمان الٰہی نہیں پڑھتے ہو:

''(دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی''۔ (سورۃ الکہف آیت: 29)

پھر اپنے متعلق فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں سمندر میں کبھی داخل نہ ہوں گا حتیٰ کہ اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں اور کبھی مجھے سمندر کا ایک قطرہ بھی نہ لگے حتیٰ کہ میں اللہ عزوجل سے ملاقات کر لوں۔ مسند ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر میں حاجی' معتمر' یا راہ خدا کے مجاہد کے سوا کوئی سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے جہنم ہے اور پھر جہنم کے نیچے سمندر ہے''۔ [3]

جہنم کے دروازوں اور اس کے داروغوں کا ذکر

فرمان الٰہی ہے:

''اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ' ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے''۔ (سورۃ الزمر آیت: 71'72)

فرمان الٰہی ہے:

''اس کے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے کے لیے ان میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں''۔ (سورۃ الحجر: 44)

پل صراط کی صفت اور اسے پار کرنے میں لوگوں کی رفتار کے مختلف ہونے کا بیان

السنن الکبریٰ للبیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پل صراط جہنم کی پشت پر لغزش اور پھسلن کی جگہ ہے۔ (اس کے عبور کے وقت) انبیاء اللھم سلم اللھم سلم کہہ رہے ہوں گے۔ (لوگوں کی حالت متفاوت ہو گی) کچھ لوگ

[1] مسند احمد: ۲/ ۱۷۸۔ [2] مسند احمد: ۴/ ۲۲۳۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۶۔ [3] ابوداؤد: ۲۴۸۹۔ مجمع الزوائد: ۵/ ۲۸۲۔

بجلی کی طرح گزر جائیں گے' کچھ پلک جھپکنے کی طرح' کچھ تیز رفتار گھوڑوں' خچروں اور اونٹوں کی طرح اپنے پیروں پر گزر جائیں گے۔ کوئی [illegible] [1]

بیہقی میں خلیل بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ تبارک الذی اور حم السجدۃ کی تلاوت نہ فرما لیتے۔ خلیل بن مرہ فرماتے ہیں حوامیم (یعنی وہ سورتیں جو حم سے شروع ہونے والی ہیں) سات ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں: جہنم' حطمہ' لظی' سعیر' سقر' ہاویہ اور جحیم۔ فرمایا اور حم قیامت کے دن آئے گی اور جہنم کے ان دروازوں پر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر وہ دعا کرے گی: اے اللہ! کوئی ایسا شخص ان دروازوں میں سے داخل نہ ہو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور میری تلاوت کرتا ہو۔[2] امام بیہقی فرماتے ہیں یہ روایت منقطع ہے اور خلیل بن مرہ میں بھی کلام ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں خلف بن ہشام نے ابوشہاب خیاط سے نقل کیا وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت فرماتے ہیں فرمایا: جہنم کے دروازے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ (پھر آگے راوی ابوشہاب نے انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) پہلے یہ بھرے گا پھر یہ بھرے گا پھر یہ۔ ابن جریج فرمان الٰہی (اس کے سات دروازے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں ان میں پہلا جہنم ہے پھر لظی' پھر حطمہ' پھر سعیر پھر جحیم اسی میں ابوجہل ہوگا اور پھر ہاویہ ہے۔[3]

ترمذی میں مالک بن مغول کے حوالے سے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔[4] اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کو ہم صرف مالک بن مغول کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ حروریہ (اوائل اسلام کے ایک فرقے) کے لیے ہوگا۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں جہنم کے ہر دو دروازوں کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ہے۔ ہر دروازہ (عذاب میں) اپنے سے اوپر والے سے ستر گنا زیادہ ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

''اے مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں''۔ (سورۃ التحریم آیت: 6)

یعنی جس چیز کا حکم ملتا ہے اسے عزم واستحکام اور بھرپور قوت وطاقت کے ساتھ فوراً پورا کرتے ہیں۔ نیز فرمان الٰہی ہے:

''اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں''۔ (سورۃ المدثر آیت: 30'31)

اور آگے فرمایا:

---

[1] البیہقی: ۵۰۵۔ کنز العمال: ۳۹۰۳۴۔ الدر المنثور: ۴/۱۰۰۔ [2] البیہقی: ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/ ۹۹۔ کنز العمال: ۲۶۲۱۔

[3] البیہقی: ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/ ۹۹۔ کنز العمال: ۲۶۲۱۔ [4] الترمذی: ۳۱۲۳۔ مسند احمد: ۲/ ۹۴۔

''اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کیا ہے''۔ (سورۃ المدثر آیت: 31)

[illegible]

ے جو جہنم کے داروغہ ہیں۔ پھر ایک کے ساتھ ماتحت مددگار فرشتے بہت ہیں [illegible] فرمان الٰہی ہے کہ پکڑو اور طوق پہنا [illegible]

[illegible] عذاب [illegible]

تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ (سورۃ الفجر آیتان: 25، 26)

حضرت حسن بصری حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوع روایت کرتے ہیں فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جہنم کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل جہنم کے فرشتے پیدا کئے گئے تھے اور مسلسل وہ بڑھتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ وہ وقت آ جائے جب وہ لوگوں کو سر اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر جہنم واصل کریں۔ ❶

جہنم کی دیوار اور آلات عذاب

﴿ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ﴾۔ (کہف 29)

سرادقھا کے قرآنی الفاظ سے مراد دیوار ہے جو جہنم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں جہنم کے آلات گرز، زنجیریں اور دیگر عذاب دینے کے ہتھیار ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

''ہم نے ظالموں کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس کی قناتیں اس کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرامگاہ بھی بری''۔ (سورۃ کہف: 29)

فرمان الٰہی ہے:

''(اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں''۔ (سورۃ الھمزہ: 8، 9)

''کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلو گیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے''۔ (سورۃ المزمل آیتان: 12، 13)

''جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے''۔ (سورۃ غافر آیتان: 71، 72)

''اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے''۔ (سورۃ القمر آیات: 48 تا 50)

''ان کے اوپر تو آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے (اس کے) فرش ہوں گے یہ وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے

❶ الدر المنثور ٦/ ١٤٥۔

بندوں کو ڈراتا ہے تو اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو"۔ (زمر: 16)

[illegible]

ہیں"۔ (سورۃ الاعراف آیت 41)

"یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے"۔ (سورۃ الحج آیات: 19 تا 21)

حافظ ابو یعلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے نقل کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کی حدود چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کا حصہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے۔[1] مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جہنم کے گرزوں میں سے کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور جن وانس مل کر اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا پائیں گے۔[2] ابن وہب فرماتے ہیں اگر جہنم کے گرز کی ایک ضرب کسی پہاڑ پر ماری جائے تو اس کو ریزہ ریزہ کر کے غبار بنا دے گی۔[3]

جہنم کے عذابوں کی چند انواع واقسام

حافظ ابوبکر بن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت یعلی بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے لیے ایک بادل پیدا فرمائیں گے۔ وہ ان پر چھا جائے گا۔ اس میں سے ایک آواز آئے گی: اے اہل جہنم! بولو تم کس چیز کے طلب گار ہو اور تمہارا کیا سوال ہے؟ جہنمیوں کو بادل دیکھ کر دنیا کے بادل اور وہ پانی جو ان پر برستا تھا یاد آ جائے گا تو وہ سوال کریں گے: اے رب ہمیں پینے کے لیے پانی چاہیے لہٰذا ان پر طوق برسیں گے جو ان کی گردنوں میں پڑے پہلے طوقوں میں اضافہ کر دیں گے' ان پر زنجیریں برسیں گی جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کا سبب بنیں گی اور آگ کے شعلے برسیں گے جو جہنم کی آگ کو دو چند کر دیں گے۔[4]

ابوبکر بن ابی الدنیا اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ جہنم میں سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ ایک شخص نے عرض کیا: منافقین کو۔ فرمایا: درست۔ دریافت کیا ان کو کیسے عذاب دیا جائے گا؟ فرمایا: ان کو لوہے کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں شطرنج کے مہرے سے بھی چھوٹے آگ کے تنور میں رکھ دیا جائے گا جس کو "جب الحزن" یعنی غم کا کنواں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری اقوام کو بھی ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے گا۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے فرمایا: اہل جہنم جو جہنم کے مستحق ہیں وہ نکلنے کا رستہ نہ پائیں گے۔ سو سکیں گے اور نہ مر سکیں گے۔ آگ پر چلیں گے آگ پر بیٹھیں گے' اور جہنمیوں کی پیپ پئیں گے اور جہنمیوں کا کھانا (زقوم) کھائیں گے۔ ان کا اوڑھنا آگ ہوگا اور کا بچھونا بھی آگ کا ہوگا۔ ان کی قمیص آگ اور تارکول کی ہوں گی۔ ان کے مونہوں پر آگ کی لپٹیں مسلط رہیں

---

[1] الترمذی: ۲۵۸۴۔ مسند احمد: ۳/ ۲۲۹۔ [2] مسند احمد: ۳/ ۲۹۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۸۔ [3] مسند احمد: ۳/ ۸۳۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۸۔

[4] الترغیب: ۴/ ۴۷۳۔ الدر المنثور: ۵/ ۳۵۷۔ الکامل فی الضعفاء لابن عدی: ۶/ ۲۳۰۔

گی۔ تمام جہنمی زنجیروں میں بندھے ہوں گے جن کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہوں گے جو ان کو آگے پیچھے کھینچتے پھریں گے۔ ان سے لہو پیپ جسم سے رستے میں تر ہوتے رہیں گے۔ یہی ان کے پینے کا سامان ہوگا۔

اس کے بعد حضرت وہب بن منبہ رونے لگے حتی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس روایت کے راویوں میں حضرت بکر بن خنیس سے روایت کرنے کے بعد اس قدر روئے کہ بات کرنے کی ہمت نہ رہی اور دوسرے راوی محمد بن جعفر بھی بہت زیادہ روئے۔ اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ یہ حضرت وہب بن منبہ کا کلام تھا جو پچھلی کتابوں میں ملتا ہے اور اہل کتاب سے منقول ہے۔ قرآن وحدیث سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور کفار گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے اور پکاریں گے اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے''۔ (سورۃ الزخرف آیات: 74 تا 77)

فرمان الٰہی ہے:

''اے کاش! کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی''۔ (سورۃ الانبیاء: 49'40)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو! ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔

(سورۃ فاطر آیت: 36'37)

فرمان الٰہی ہے:

''اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں! تو وہ کہیں گے تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بے کار ہوگی''۔ (سورۃ غافر آیتان: 49'50)

فرمان الٰہی ہے:

''اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا جو (قیامت کو) بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا''۔

(سورۃ الاعلیٰ آیات: 11 تا 13)

صحیح میں ہے کہ اہل جہنم اس میں جئیں گے نہ مریں گے اور آگے آنے والی حدیث میں ہے کہ اس دن جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا اے اہل جنت! دوام ہی دوام ہے۔ موت کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل گیا اے اہل جہنم ہمیشہ ہمیشہ یونہی رہو گے۔ موت کبھی نہ آئے گی۔ [1] ایسے شخص کو نیند بھی نہیں آ سکتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں ہو ہر ایک لحظہ اور ایک ساعت کے لیے کوئی چھٹکارا نصیب نہ ہو جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

''جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لیے) اور بھڑکا دیں گے''۔ (سورۃ الاسراء آیت 97)

اور فرمان الٰہی ہے:

''جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو''۔ (سورۃ الحج آیت 23)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جہنم کے متعلق فرمایا جہنم کا کھولتا ہوا پانی کسی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کی کھوپڑی سے نکل کر پیٹ میں پہنچے گا اور اس کی آنتیں وغیرہ نکالتا ہوا اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ [2]

ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم پر بھوک کا عذاب مسلط کیا جائے گا وہ ان کے پیٹوں کے اندر سب کچھ برابر کر دے گا۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے۔ ان کے لیے گلے میں اٹک جانے والا کھانا لایا جائیگا۔ پھر ان کو یاد آئے گا کہ دنیا میں حلق میں کھانا اٹکتا تھا تو پانی پیتے تھے تو وہ پانی مانگیں گے تو ان کے پاس جہنم کے کوزوں میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا۔ وہ پانی ان کے مونہوں کے قریب کیا جائے گا تو ان کے مونہوں کی کھال اتر جائے گی۔ پھر جب وہ پانی پیٹ میں اترے گا تو ان کے پیٹ کی آنتوں کو کاٹ کاٹ دے گا۔ وہ فریاد کریں گے تو ان کو کہا جائے گا: کیا تمہارے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ پھر کہا جائے گا کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بے کار ہوگی''۔ (غافر آیت:50)

''جہنمی کہیں گے ہمارے پاس مالک (داروغہ جہنم) کو بلا دو۔ پھر اس سے فریاد کریں گے: اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت ہی دے دے! وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے''۔ (سورۃ الزخرف:77)

''وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے''۔ (سورۃ المؤمنون:106)

''لیکن (خدا فرمائے گا کہ) اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو''۔ (سورۃ المؤمنون آیت:108)

امام ترمذی نے اس کو الدارمی سے روایت کیا ہے اور ان سے منقول ہے فرمایا کہ یہ روایت عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے جب کہ حضرت ابوالدرداء سے یہ منقول ہے۔

اہل جہنم کا کھانا

فرمان الٰہی ہے: (ضریع یعنی) خار دار جھاڑ کے سوا ان کے لیے کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ

[1] البخاری: ۴۷۳۰۔ الترمذی: کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اهل الجنة واهل النار۔ [2] الترمذی: ۲۵۸۲۔ مسند احمد: ۲/۳۷۴۔

کام آئے‘‘۔ (سورۃ الغاشیہ آیت: 06/07)

ضریع زہریلی بوٹی کو کہا جاتا ہے جس کو شبرق بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے فرمایا ضریع جہنم میں ایسی کوئی چیز ہے جو کانٹے کے مشابہ ہے، ایلوے سے زیادہ کڑوی، مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہے۔ جہنمی جب اس کو کھائے گا تو وہ اس کے حلق سے پیچھے نہیں اترے گی اور نہ ہی واپس اس کے منہ کی طرف آئے گی اس درمیان میں اٹکی رہے گی۔ نہ وہ فربہی دے گی اور نہ بھوک مٹائے گی۔ [1] یہ روایت نہایت غریب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

’’کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلو گیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے‘‘۔ (سورۃ المزمل آیات: 12`13)

فرمان الٰہی ہے:

’’اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو سرکش ضدی نامراد رہ گیا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کا گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آ رہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا‘‘۔ (سورۂ ابراہیم آیات: 15 تا 17)

فرمان الٰہی ہے:

’’پھر تم اسے جھٹلانے والے گمراہ ہو۔ تھوہر کے درخت کھاؤ گے اور اس سے پیٹ بھرو گے اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہوگی‘‘۔ (سورۃ الواقعہ آیات: 51 تا 56)

فرمان الٰہی ہے:

’’بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت! ہم نے اس کو ظالموں کے لیے عذاب بنا رکھا ہے۔ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل (سب سے نچلے حصہ) میں اگے گا۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹا دیا جائے گا‘‘۔ (سورۃ الصافات آیات: 62 تا 68)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: حضرت ابی امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

’’اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا‘‘۔ (سورۂ ابراہیم آیات: 16`17)

کے متعلق فرمایا: یہ اس کے قریب کر دیا جائے گا وہ اس سے کراہت کرے گا جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے منہ کو جلا دے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں جا گرے گی۔ جب اس کو پیئے گا تو وہ اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا اور اس کے پاخانے کے مقام سے (آنتوں کے ساتھ) نکل جائے گا۔ [2]

---

[1] تفسیر القرطبی: ۲۰/ ۳۰۔ [2] الترمذی: ۲۵۸۳۔

فرمان الٰہی ہے:

اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۂ محمد آیت 15)

فرمان الٰہی ہے:

"اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا"۔ (سورۂ کہف آیت 29)

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ اتقوا الله حق تقاته و لا تموتن الا و انتم مسلمون ﴾۔

"اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں"۔

پھر فرمایا: اگر زقوم درخت (جو جہنمیوں کا کھانا ہوگا اس) کا ایک قطرہ بھی دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو وہ اہل دنیا کا جینا دوبھر کردے گا تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا۔[1] ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جہنمیوں کے غساق (پانی) کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہوجائے۔[2]

حضرت کعب احبارؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ کو غصہ سے دیکھیں گے اور فرمائیں گے اسے پکڑو! تو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ فرشتے اس کو پکڑیں گے۔ وہ پیشانی اور قدموں کے درمیان اس کو پکڑلیں گے۔ اللہ کے غضب کی وجہ سے وہ بھی اس پر غضبناک ہوں گے اور اس کو چہرے کے بل جہنم کی طرف گھسیٹیں گے اور آگ ان سے ستر گنا زیادہ اس پر غضبناک ہوگی۔ جہنمی پانی مانگے گا تو اس کو ایسا پانی پلایا جاے گا جس سے اس کا گوشت اور اس کے پٹھے گرم ہوجائیں گے اور اسے جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ سو اس کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے دریافت فرمایا: جانتے ہو غساق کیا چیز ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: یہ جہنم میں ایک چشمہ ہے جس میں تمام سانپ، بچھوؤں اور دوسری چیزوں کا زہریلا مواد اور پسینہ بہہ بہہ کر گرتا ہے۔ آدمی کو لایا جائے گا اور اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ جب وہ نکلے گا تو اس کی ہڈیوں سے سارا گوشت گل کر گر جائے گا اور اس کی کھال اور گوشت اس کے ٹخنوں میں جا گرے گا۔ وہ اپنے گوشت کو یوں گھسیٹتا پھرے گا جیسے کوئی اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے۔

جہنم کے ناموں سے متعلق روایات اور ان کی وضاحت

الھاویۃ: ابن جریج فرماتے ہیں یہ جہنم کا بالکل نچلا طبقہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے، اس کا مرجع ہاویہ ہے"۔ (سورۃ القارعہ آیت: 8، 9)

ایک قول یہ ہے کہ ہاویہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سر کے بل نیچے گرایا جائے گا کیونکہ ھوی یھوی کا معنی ہے نیچے گرنا لہٰذا اوپر سے

---

[1] ابن ماجہ: ٤٣٢٥۔ [2] الترمذی: ٢٥٨٤۔ مسند احمد۔

جہنم میں گرایا جانا ہی فقط اس کا مطلب ہے۔ حدیث میں ہے آدمی اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے (یھوی بھا فی النار) جہنم میں ستر سال کی گہرائی تک گرا دیا جاتا ہے۔ یہاں کسی چیز کی اس میں تمثیل ہوا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فامہ ھاویۃ کا مطلب جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے یا یہ خود آگ کی صفت ہے اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن مرجاتا ہے تو (پہلے سے مرے ہوئے مردوں کی روحیں) اس نئے آنے والے مؤمن سے سوال جواب کرتی ہیں کہ فلاں کا کیا بنا فلانی کا کیا بنا؟ لیکن اگر کوئی مرجائے اور ان کے پاس نہ آئے تو وہ کہتے ہیں اس کو ہاویہ جہنم میں لے گئے ہیں۔ وہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بہت بری پرورش گاہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی (نیک روح والا ان کے پاس) آتا ہے تو وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ فلانی کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ پھر آپس میں کہتے ہیں چھوڑو اس کو آرام کرنے دو۔ یہ سفر سے آیا ہے۔

ابن جریر میں ہے حضرت اشعث بن عبداللہ الاعمیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اس کی روح مؤمنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کی شادی کردو یہ دنیا کے غم میں تھا پھر پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا وہ کہتا ہے اس کا تو انتقال ہوگیا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں اس کو امہ الھاویہ یعنی جہنم میں لے گئے ہوں گے۔ [1]

حافظ ضیاء المقدسیؒ نے پانی کتاب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے یا فرمایا امانت کے ماسوا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے لہٰذا صاحب امانت کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر! وہ کہے گا: یارب! دنیا ختم ہوچکی۔ یہ بات تین مرتبہ ہوگی۔ پھر حکم سنا دیا جائے گا کہ اس کو ہاویہ میں لے جاؤ۔ لہٰذا اس کو لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا وہ اس میں گرے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی تک جا پہنچے گا۔ وہاں اس امانت کو بعینہ پہلی شکل میں پائے گا۔ چنانچہ اس کو اٹھائے گا اور اپنے کندھے پر رکھے گا پھر اس کو لے کر جہنم کی آگ میں چڑھے گا حتیٰ کہ جب نکلنے کے قریب ہوگا پھسل جائے گا اور ہمیشہ کے لیے دوبارہ گہرائی میں جائے گا۔ نیز فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے (کہ اس کو ادا کرے اور صحیح ادا کرے) امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں بھی ہے۔ امانت بات چیت میں بھی ہے (کہ کسی کا راز یا آپس کا عہد افشاء نہ کرے) لیکن ان سب امانتوں میں سخت امانت کسی کی امانتاً رکھوائی ہوئی شیء ہے۔ حدیث کے عالی راوی زاذانؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت براءؓ سے کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعودؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں۔ یہ روایت مسندات میں سے نہیں اور نہ صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے۔

جب الحزن یعنی غم کی وادی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب الحزن کیا شیء ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ

[1] اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/۳۹۵۔

ریاکار قاریوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ وہ قاری ہیں جو امراء اور ظالم حکام کے دکھاوے کے لیے اعمال کرتے ہیں۔ ❶

جہنم کی نہر کا ذکر جس میں جہنمیوں کے میل کچیل اور لہو پیپ وغیرہ جمع ہوں گے اور شراب کے عادی' رشتہ ناطہ قطع کرنے والے اور جادوگر کی تصدیق کرنے والوں کو اسی نہر سے پلایا جائے گا

مسند احمد میں ابوموسیٰ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ شراب کا عادی' قطع رحمی کرنے والا اور جادوگر کی تصدیق کرنے والا' اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائیں گے۔ پوچھا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ نہر جو فاحشاؤں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی غلاظت سے جاری ہوتی ہے۔ نیز اہل جہنم کو ان فاحشات کی شرمگاہوں کی بدبو سے بھی ایذا دی جائے گی۔ ❷

وادی لملم کا ذکر

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام لملم ہے۔ جہنم کی دوسری وادیاں بھی اس کی تپش سے اللہ کی پناہ مانگتی ہیں۔ ❸ یہ روایت غریب ہے۔

جہنم کی ایک وادی کا ذکر

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ھبھب ہے۔ اللہ پر لازم ہے کہ اس میں ہر جابر شخص کو سکونت دے۔ اے فلاں! خیال رکھنا کہیں تو ان میں سے نہ ہو جائے۔ ❹ نیز رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے اس وادی میں ایک کنواں ہے جس کا نام ھبھب ہے اللہ پر حق ہے کہ ہر جابر کو اس میں ٹھہرائے۔

ویل اور صعود کا ذکر

ویل یومئذ للمکذبین:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اس دن جھٹلانے والوں کے لیے خرابی ہے''۔ (سورۃ المرسلات)

---

❶ الترمذی: ۲۳۸۳۔ ابن ماجہ: ۲۵۶۔ ❷ مسند احمد: ۴/۳۹۹۔ ❸ کنز العمال: ۳۹۴۹۹۔ اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/۵۱۲۔

❹ مسند الدارمی: ۲/۳۳۱۔ المستدرک للحاکم: ۴/۵۹۷۔

سارھقه صعوداً:

نیز فرمان الٰہی ہے ''ہم اسے صعود پر پڑھائیں گے''۔ (سورۃ المدثر آیت: ۱۷)

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ کفار اس میں چالیس سال تک گرتے ہی رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اس کی گہرائی تک پہنچیں گے۔ صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہنمی اس پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا پھر اتنا ہی عرصہ اترنے میں صرف ہوگا۔ یہی حال ہمیشہ رہے گا۔[1] یہ روایت امام ترمذی اور امام ابن جریر نے بھی روایت کی ہے لیکن ضعیف ہے بلکہ اس سے مزید نیچے منکر کے درجہ میں ہیں زیادہ مناسب ویل کی تفسیر نجات اور سلامتی کی ضد ہے جیسے عرب میں عام کہا جاتا ہے ویل لہ اس کو ویل ہے۔

صعود کے معنی

امام البزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ایک ہی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس فرمان ''سارھقه صعوداً'' کے متعلق فرمایا: صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ کافر کو مجبور کیا جائیگا کہ اس پر چڑھے لہٰذا جب وہ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کا ہاتھ (پہاڑ کی شدت تپش کی وجہ سے) پگھل جائے گا۔ جب اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اپنا پاؤں رکھے گا تو پگھل جائے گا۔ جب اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔[2] حضرت قتادہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ صعود جہنم میں ایک چٹان کا نام ہے جس پر کافر کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ حضرت سدیؒ فرماتے ہیں صعود جہنم میں ایک پھسلن والی چٹان کا نام ہے۔ کافر کو اس پر چڑھنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: آیت ہم سے اسے صعود پر چڑھائیں گے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو مشقت والا عذاب دیں گے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس کا مطلب عام ہے یعنی ایسا عذاب دیں گے جس میں راحت نہ ہوگی۔ اسی کو امام ابن جریرؒ نے اختیار فرمایا ہے۔

جہنم کے سانپ بچھوؤں کا ذکر (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)

ارشاد خداوندی ہے:

''جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا کیا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا''۔

(سورۂ آل عمران آیت: 180)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو صاحب خزانہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو وہ مال اس کے لیے قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں متشکل ہو جائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ وہ اپنے جبڑوں سے اس

---

[1] الترمذی: ۳۱۶۴۔ [2] زاد المسیر لابن الجوزی: ۴۰۶/۸۔

شخص کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ ❶ دوسری روایت میں ہے وہ شخص اس سانپ کو دیکھ کر بھاگے گا سانپ اس سے پیچھے دوڑے گا اور اس کو پا لے گا اور اس کا ہاتھ چبائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا''۔

(سورۂ آل عمران آیت:180)

اعمش' عبداللہ بن مردہ' مسروق کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس فرمان الٰہی:

''جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ شرارت کیا کرتے تھے''۔(سورۃ النحل آیت:88)

کے متعلق مروی ہے' آپ فرماتے ہیں (عذاب پر عذاب دیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان پر بڑے بچھو جن کی دمیں ہوں گی' شہد کی مکھیوں کی طرح چھوڑے جائیں گے۔ بیہقی میں عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جہنم میں ایسے سانپ ہیں جن کی موٹائی بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوگی۔ وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو چالیس سال اس کی تکلیف ختم نہ ہوگی۔ ❷

ابن ابی الدنیا میں ہے حضور ﷺ کے قدیم صحابی نفیر بن جبیب فرماتے ہیں: جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار شگاف ہیں۔ ہر شگاف میں ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر اور منافق ختم نہ ہوں گے بلکہ ان کے برابر ہو جائیں گے۔ یہ روایت موقوف ہے اور منکر ہے۔ اس میں ایک راوی سعید بالکل مجہول ہے اور بھی کئی ضعیف ہیں۔ بعض مفسرین نے جہنم کی وادیوں میں ''غی اور اثام'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان سے حفاظت فرمائے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا رکھی ہے''۔ (کہف:52)

بعض مفسرین فرماتے ہیں اس سے مراد جہنمیوں کے لہو اور پیپ وغیرہ کی نہر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں قیامت کے دن اہل ہدایت اور اہل ضلالت کے درمیان امتیاز قائم کر دیا جائے گا۔ بیہقی میں عبدالجبار الخولانی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں دمشق میں ہمارے پاس حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے لوگوں کا دنیا میں انہماک ملاحظہ فرمایا تو کہنے لگے ان کو کس چیز نے غفلت میں ڈال رکھا ہے؟ کیا ان کے پیچھے فلق نہیں ہے؟ لوگوں نے سوال کیا فلق کیا شیء ہے؟ فرمایا: جہنم میں ایک کنواں ہے جب اس کا منہ کھولا جائے گا تو اہل جہنم بھی اس سے بھاگ جائیں گے۔ ❸

---

❶ مسند احمد: ٣/ ٧٥۔ ❷ مسند احمد: ٤٠/ ١٩١۔ کنز العمال: ٣٩٥٠٣۔ ❸ البیہقی: ٥٢٩۔

عبرت انگیز خطبہ

امام بیہقی (حاکم' اصم' ابراہیم بن مرزوق' سعید بن عامر) کی سند سے حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شعبہ نے فرمایا: (خلیفہ) منصور کے پاس خط لکھا گیا جو میں نے ان کو پڑھ کر سنایا کہ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ یزید بن شجرہ ایک انتہائی پارسا شخص تھے حضرت معاویہ ان کو مختلف لشکروں پر امیر بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''اے انسانو! اپنے اوپر خدا کے احسانات کو یاد کرو۔ کاش تم وہ کچھ دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں! یہاں سرخ زرد اور ہر رنگ کے لوگ ہیں۔ دیکھو! جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمانوں کے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حوریں بن سنور جاتی ہیں۔ جب تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے آگے بڑھتا حورعین اس کے لیے مزین ہوتی ہے اور سب حوریں دعا کرتی ہیں اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ! جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تو اس سے چھپ جاتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی پکڑ فرما! پس اے لوگو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں خون میں نہا جاؤ۔ کیونکہ پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جیسے شاخ سے پتہ گر جاتا ہے اور دو حورعین اس (شہید) کی طرف بڑھتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں۔ ساتھ ساتھ کہتی ہیں: ہم تجھ پر نچھاور ہیں۔ وہ بھی کہتا ہے میں تم پر قربان ہوں۔ پھر اس کو سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں۔ آگے فرمایا: اگر وہ جوڑے میری ان دو انگلیوں کے درمیان میں رکھے جائیں تو یہ جگہ ان سب جوڑوں کے لیے کافی ہوگی۔ وہ کپڑے بنی آدمی کے ہاتھوں کے بنے ہوئے نہ ہوں گے بلکہ وہ جنتی لباس ہوں گے۔ یاد رکھو! تم اللہ کے ہاں اپنے ناموں' علامتوں' باتوں' حلال و حرام اور اپنی مجالس کی شناخت کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ پس جب قیامت کا روز ہوگا تو کہا جائے گا: اے فلاں! یہ تیرا نور ہے۔ یہ تیرا نور ہے۔ اے فلاں! تیرے لیے کوئی نور نہیں اور جہنم کا بھی ایک ساحل ہے جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے۔ اس پر بڑے بختی اونٹوں کی مانند جوئیں اور سانپ ہوں گے۔ جب اہل جہنم عذاب میں تخفیف چاہیں گے تو ان کو کہا جائے گا اچھا ساحل کی طرف نکل جاؤ۔ وہ ساحل پر پہنچیں گے تو یہ زہریلے سانپ اور جوئیں اور دیگر بلائیں ان سے چمٹ جائیں گی اور ان کے مونہوں اور پہلوؤں کو کاٹیں گے آخر وہ لوٹ کر آگ کے مرکز میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ان پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ وہ کھجائیں گے اور کھجائیں گے کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ ان کو کہا جائے گا اے فلاں کیا تجھے اس سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا ہاں۔ چنانچہ اس کو کہا جائے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ تو ایمان والوں کو ایذاء پہنچاتا تھا''۔

امام ترمذیؒ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جنت اس کے متعلق کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرما دے اور جس نے جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگی تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ دے دے۔

جو خلوص نیت کے ساتھ جہنم کی گرمی وسردی سے خدا کی پناہ مانگے خدا کی رحمت اس کے قریب ہے:

بیہقی میں حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ ہائے کیسی سخت گرمی ہے۔اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے اپنی پناہ میں رکھنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تجھ سے میری پناہ مانگی ہے لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اسی طرح جب سخت سردی کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگا دیتے ہیں چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ الا اللہ! ہائے کیسی سخت (زمہریر) سردی ہے۔اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے اپنی پناہ میں رکھنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ مانگی ہے لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔[1] صحابہؓ نے دریافت کیا: یہ زمہریر کیا شیء ہے؟ فرمایا: زمہریر وہ جگہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس میں کسی کافر کو ڈالیں گے تو سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

فصل

جہنم کے درجات کا بیان (اللہ اپنی پناہ میں رکھے):

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے سب سے بالائی درجہ جہنم ہے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کے لیے مخصوص ہوگا۔ اس کو گنہگاروں کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے گا (اور جہنم کی) ہوائیں اس کے دروازوں کو بجائیں گی۔ پھر لظی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم اور سب سے آخر میں ہاویہ ہے۔[3] ضحاک کہتے ہیں سب سے بالائی طبقہ میں امت محمدیہ کے گنہگار لوگ ہوں گے۔ اس کے نیچے دوسرے حصہ میں نصاریٰ، تیسرے میں یہود، چوتھے میں ستارہ پرست، پانچویں میں آگ پرست، چھٹے میں مشرکین عرب اور سب سے نچلے ساتویں میں منافقین ہوں گے۔ مصنف فرماتے ہیں اس تخصیص اور درجہ بندی کے اثبات کے لیے کسی مضبوط سند کی ضرورت ہے جو نبی معصوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو جن کے لیے فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے۔ یہ تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ہے''۔ (سورۃ النجم آیات: 3 تا 5)

لہٰذا ان کی درجہ بندی صحیح طور پر خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہاں آخری درجہ منافقین کے لیے ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ نیز ان سب کا جہنم میں جانا بھی یقینی ہے۔ امام قرطبی فرماتے جہنم کے مذکورہ بالا ناموں میں بعض نام ایسے ہیں جن کا اطلاق کل جہنم پر ہوتا ہے جیسے جہنم، سعیر اور لظی لیکن جہنم کے دروازے سات ہی ہیں۔ مصنف بھی امام قرطبی کی تائید فرماتے ہیں۔

---

[1] الحاکم فی المستدرک: ۴۹۵/۳۔ [2] الترمذی: ۲۵۷۲۔ النسائی: ۵۵۳۶۔ ابن ماجہ: ۴۳۴۰۔

[3] القرطبی سورۃ النساء الآیۃ: ۱۴۵، الحدیث: ۴۲۲/۵۔

جہنم کے بعض اژدھوں کا ذکر (اللہ پناہ میں رکھے)

عبداللہ بن الحارث حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں سانپ ہیں جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ اگر وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی شدید تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ [1] طبرانی میں براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان

''ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے''۔ (سورۃ النحل آیت: 88)

کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں بڑی کھیوں (کے غولوں) کی طرح کے بچھو ان پر چمٹ جائیں گے اور ان کو کاٹیں گے۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں جہنم کے سانپ اور اژدھے وادیوں کی طرح (بڑے بڑے) ہوں گے۔ جہنم کے بچھو (بڑے بڑے) قلعوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی دمیں تیز نیزوں کی طرح ہوں گی۔ ان میں سے کسی کا فرکوڈسے گا (شدت زہر کی وجہ سے) اس کا گوشت اس کے قدموں میں گر جائے گا۔

اہل جہنم کی آہ وبکا اور چیخ وپکار

ابویعلی الموصلی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اے لوگو! روؤ اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روؤ کیونکہ اہل جہنم جہنم میں روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر نالہ کی صورت اختیار کرلیں گے۔ آنسو ختم ہو جائیں گے۔ آنکھوں میں گڑھے بن جائیں گے اگر ان آنسوؤں میں کشتی چلائی جائے تو چل پڑے گی۔ [2] ابن ابی الدنیا میں سنداً زید بن رفیع سے مرفوعاً منقول ہے: فرمایا: اہل جہنم جب جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک زمانہ تک آنسوؤں کے ساتھ روئیں گے۔ پھر ایک زمانہ تک خون کے آنسو روئیں گے۔ اہل داروغہ کہیں گے: اے بدبخت گروہ! گزشتہ گھر میں تم روئے نہیں۔ آج ہے کوئی جو تمہاری مدد کرے؟ وہ لوگ بلند آواز سے پکاریں گے: اے اہل جنت! اے باپو! ماؤں! اور اولاد! ہم قبروں سے پیاسے اٹھے تھے۔ میدان محشر میں بھی طویل عرصہ پیاسے رہے افسوس! آج بھی ہم شدت پیاس میں ہیں۔ ہمارے اوپر کچھ انڈیل دو یا اور کچھ جو خدا نے تم کو دیا ہے۔ فرمایا: ان کی پکار پر چالیس سال تک کوئی دھیان نہ دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا تم چپ کر کے پڑے رہو۔ تب وہ کلی طور پر مایوس ہو جائیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

''آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے''۔ (سورۃ المومنون آیت: 104)

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ .

''اور وہ اس میں تیوری چڑھائے پڑے ہوں گے''۔ (سورۃ المومنون آیت: 104)

---

[1] المستدرک للحاکم: ۴/۵۹۳۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۵۶۹۱۔ [2] ابن ماجہ: ۴۱۹۶۔

پھر فرمایا آگ ان کے چہروں کو بھون ڈالے گی۔ ان کا بالائی ہونٹ اوپر چڑھتے چڑھتے وسط سر سے مل جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹکتے لٹکتے ناف تک پہنچ جائے گا۔ ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان:

''آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی''۔ (سورۃ المومنون آیت 104)

کے متعلق فرمایا: آگ ان کو جھلسائے دے گی کہ ایک ہی لپٹ سے ان کا گوشت ان کی ایڑیوں پر گر جائے گا۔

جہنم اور اہل جہنم کی صفات سے متعلق مختلف احادیث:

ابوالقاسم الطبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم جب جہنم میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ اہل قبلہ[1] (مسلمانوں کے گنہگار) بھی ہوں گے، جن کو خدا چاہے تو کفار مسلمانوں سے کہیں گے: کیا تم مسلمان نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ کفار کہیں گے: پھر تمہارے اسلام نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ مسلمان کہیں گے: ہمارے سر پر کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ باتیں سنیں گے تو حکم فرمائیں گے کہ جو اہل قبلہ جہنم میں ہیں سب کو نکال لو۔ آخر سب مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا۔ باقی رہ جانے والے کفار دیکھیں تو کہیں گے: اے کاش! کہ ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی انہی مسلمانوں کی طرح نکال لئے جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ الٓر تِلْكَ آیَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴾۔ (سورۃ الحجرات آیت: 1'2)

''الم۔ یہ (خدا کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔ کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے''۔

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت صالح بن طریف سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فرمان الٰہی: کسی وقت کافر آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (سورۃ الحجرات آیت 2:) کے متعلق کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ فرمارہے تھے' اللہ تعالیٰ جہنم سے کچھ لوگوں کو نکالیں گے اور ان سے اپنا عذاب ہٹالیں گے''۔[2] نیز فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ جہنم میں داخل فرمائیں گے تو مشرکین ان سے کہیں گے: دنیا میں تم تو سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے اولیاء ہیں۔ اب ہمارے ساتھ جہنم میں کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ ان کی یہ بات سنیں گے تو ان مسلمانوں کے لیے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائیں گے لہٰذا ملائکہ' انبیاء اور مؤمنین ان کے لیے شفاعت فرمائیں گے حتیٰ کہ اللہ کے حکم سے ان کو نکال لیں گے۔ چنانچہ مشرکین جب یہ معاملہ دیکھیں گے تو کہیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ان جیسے (مسلمان) ہوتے تو آج ہمیں بھی شفاعت نصیب ہو جاتی اور ہم بھی جہنم سے نکل جاتے۔ فرمایا: اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴾ .

---

[1] المستدرک: ۲/۲۴۲۔ مجمع الزوائد: ۷/۴۵۔ کنز العمال: ۲۹۵۵۵۔ [2] الاوسط للطبرانی: ۲۸۹۔

''ایک وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے''۔(سورۃ الحجر آیت: 1'2)

پھر وہ جنت میں جہنمیوں کے نام سے پکارے جائیں گے کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی باقی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے اے رب! یہ نام ہم سے ختم فرما دے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے تو ان کو جنت کی نہر میں غسل دیا جائیگا جس سے ان کے چہروں سے وہ علامت ختم ہو جائے گی۔ ابو اسامہ نے اس روایت کی توثیق فرمائی ہے۔ طبرانی میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کہنے والے بہت سے لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے۔ لات وعزیٰ کے پجاری کہیں گے: تم کو لا الہ الا اللہ نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ ان کی بات پر اللہ کو غصہ آئے گا اور مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اور نہر حیات میں ان کو ڈال دے گا۔ پھر جیسے چاند گرہن سے نکلتا ہے اسی طرح وہ اپنی جلن سے تروتازہ نکلیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت میں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔❶ ایک شخص نے حضرت انسؓ سے تاکیداً عرض کیا: اے انس! جانتے ہو نبی ﷺ کا فرمان ہے: جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے تو کیا آپ نے واقعی رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات خوب اچھی طرح سنی ہے۔

ایک غریب روایت:

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ باندھ کر لایا جائے گا۔ ہر زمام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے۔ اس کے باوجود جہنم ان کی طرف جھک رہی ہوگی حتیٰ کہ اس کو لا کر عرش کے دائیں طرف کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ اس پر ذلت کے بادل مسلط فرما دے گا۔ پھر پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: (اے جہنم!) یہ کیسی ذلت ہے؟ وہ کہے گی: پروردگار! مجھے خوف ہے، کہیں میری وجہ سے آپ کی ذات پر حرف نہ آئے۔ پروردگار فرمائیں گے تو سراسر عیب اور برائی کا مجسمہ ہے لیکن تیری وجہ سے مجھ پر کوئی قدغن عائد نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف وحی فرمائیں گے اور وہ اس قدر کڑکڑائے گی کہ کسی آنکھ میں آنسو نہ بچیں گے بلکہ خوف اور ہیبت سے آنکھیں رو رو کر خشک ہو جائیں گی۔ پھر جہنم دوسری بار سخت کڑکے گی جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ نہ بچے گا نہ نبی مرسل، بلکہ ہر ایک بے ہوش ہو جائے گا صرف تمہارا پیغمبر (ﷺ) نبی رحمت رہ جائے گا جو کہہ رہا ہوگا: یارب امتی، امتی۔❷

غریب روایات میں سے ایک روایت:

حافظ ابونعیم اصبہانی اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ پاک اولین وآخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ ملائکہ اتریں گے اور ایک صف ہو جائیں گے۔ کہا جائے گا اے جبریل! جہنم کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت جبریل جہنم کو لائیں گے جس کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ ہانک کر لایا جائے گا۔ پھر مخلوق کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ جب سو سال کا عرصہ گزر جائے گا تو جہنم ہلہلائے گی جس سے مخلوق کے دل ہوا ہو جائیں گے۔ پھر جہنم دوسری بار سخت

❶ الاوسط للطبرانی: ۷۲۸۹۔ مجمع الزوائد: ۳۷۹/۱۰۔ الدر المنثور: ۹۳/۴۔ کنز العمال: ۳۹۴۴۷۔ ❷ المستدرک: ۵۹۵/۴۔

گرجے گی جس کی وجہ سے دل اچھل کر حلقوں میں آ جائیں گے اور ہوش وحواس جاتے رہیں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گھبرا اٹھے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی فرمائیں گے: آج میں خدا کے ساتھ اپنی دوستی کے طفیل صرف اپنی ذات ہی کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: اے خدا! اس عزت کے صدقہ جو تو نے مجھے بخشی آج میں اپنی ذات ہی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مریمؑ جس نے مجھے جنم دیا تھا اس کے متعلق بھی آپ سے کچھ عرض نہیں کرتا۔ لیکن محمد ﷺ یوں عرض کریں گے: آج میں اپنی ذات کا سوال نہیں کرتا بلکہ اپنی امت کے لیے سوال کرتا ہوں۔ پروردگار آپ ﷺ کو جواب مرحمت فرمائیں گے: (اے محمدؐ!) تیری امت میں جو میرے دوست ہیں' آج انہیں کوئی خوف ہے نہ رنج۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج میں تیری امت سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کردوں گا۔ پھر ملائکہ اللہ عزوجل کے سامنے (ہاتھ باندھے مؤدب) کھڑے ہو جائیں گے کہ ارشاد خداوندی ہو (اور ہم فوراً تعمیل کریں) عالی وذی مرتبت پروردگار عزوجل حکم فرمائیں گے: اے زبانیہ (جہنم کے فرشتوں) کی ایک جماعت! امت محمدیہ میں سے گناہوں پر ڈٹے رہنے والے لوگوں کو (جہنم) لے جاؤ۔ ان پر میرا شدید غضب ہے۔ دنیا میں انہوں نے میرے کام میں سستی دکھائی۔ میرے حق کی ناقدری کی۔ میری حرمت کو پامال کیا۔ لوگوں سے ڈرتے رہے لیکن مجھ سے جنگ کرتے رہے۔ حالانکہ میں نے انہیں عزت بخشی تھی۔ ان کو دوسری اقوام وامم پر فضیلت کا درجہ دیا تھا لیکن ان سب کے باوجود انہوں نے میری عظمت وفضیلت کا پاس نہیں کیا۔ میری عظیم نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ پس اس وقت زبانیہ فرشتے ان کے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں سے پکڑ لیں گے اور جہنم کی طرف لے چلیں گے۔

اس امت کے علاوہ دیگر امم کے افراد کو سیاہ چہروں کے ساتھ لے جایا جائے گا وہ بھی اس حال میں کہ (زنجیروں وغیرہ کا) عذاب ان کے قدموں میں ہوگا اور گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے۔ لیکن اس امت کے افراد (کے ساتھ جہنم لے جانے میں بھی رعایت کی جائے گی اوران) کو ان کے اپنے سابقہ رنگوں کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے داروغہ مالک کے پاس پہنچیں گے تو مالک ان کو کہے گا: اے بدبخت گروہ! تم کون سی امت ہو؟ تم سے اچھے چہرے والے میرے پاس اور کوئی نہیں آئے؟ وہ کہیں گے: اے مالک! ہم قرآن والی امت ہیں۔ مالک کہے گا: اے بدبخت گروہ! کیا محمد ﷺ پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا؟ تب وہ امت محمدیہ کے گنہگار گریہ وزاری اور چیخ وپکار کریں گے۔ وامحمد! وامحمد! (خدا کی طرف سے حکم ہوگا) اے محمد! تیری امت میں سے جن کے لیے جہنم کا حکم ہوا ہے ان کے لیے شفاعت کرو۔ پھر مالک کو ندا دی جائے گی: اے مالک! تجھے کس نے حکم دیا ہے ان بدبختوں کے ساتھ عتاب کرنے کا' ان سے مکالمہ کرنے کا اور ان کو جہنم میں داخلہ سے روکے رکھنے کا؟ اچھا اے مالک! ان کے چہرے سیاہ نہ کرنا کیونکہ یہ دنیا میں رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو زنجیروں کے ساتھ نہ باندھنا کیونکہ یہ جنابت سے غسل کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو بیڑیاں نہ پہنانا کیونکہ یہ میرے حرمت والے گھر کا طواف کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو تارکول کے لباس نہ پہنانا کیونکہ احرام کے لیے انہوں نے اپنے لباس اتار دیئے تھے۔ اے مالک! جہنم کو کہہ دے کہ بس ان کو ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دینا۔ پس جہنم ان کو اور ان کے عذاب کی مقدار کو خوب اچھی طرح جان لے گی' جتنا کہ ایک ماں بھی اپنے بچے کو نہیں جانتی۔

لہٰذا جہنم کسی کو صرف اس کے ٹخنوں تک پکڑے گی' کسی کو گھٹنوں تک' کسی کو ناف تک اور کسی کو اس کے سینے تک جکڑے گی۔ پس

جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کبیرہ گناہوں اور ان کے گناہوں پر ڈٹے رہنے کی سزا دے لیں گے تو ان کے اور مشرکین کے درمیان دروازہ کھول دیں گے ہو کہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ اہل امت محمد نے اب تک کوئی ٹھنڈی شئی نہیں چکھی ہو گی۔ پی ہو گی۔ وہ خوب روئیں گے اور کہیں گے: یا محمد اہ!! اپنی امت کے بدبختوں پر رحم فرمایئے۔ ان کی شفاعت فرمایئے۔ (جہنم کی بے رحم) آگ ان کے گوشت ہڈیاں اور خون تک کھا چکی ہے۔ پھر وہ اپنے پروردگار کو پکاریں گے: یا ربا! یا سیداہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما جنہوں نے تیرے ساتھ کبھی شرک نہیں کیا' اگرچہ انہوں نے برے کام کئے' خطائیں کیں اور ظلم کیا۔ اس وقت مشرکین کہیں گے تمہیں اللہ اور محمد پر ایمان لانے نے کیا نفع دیا؟ یہ بات سن کر پروردگار رب العالمین غضبناک ہو جائیں گے اور جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے: اے جبریل! جا جہنم سے امت محمدیہ کے تمام افراد کو نکال لا۔ حضرت جبریل ان کو جتھوں کے جتھے نکالیں گے جو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان کو جنت کے دروازے پر نہر الحیاۃ میں ڈال دیں گے۔ وہ اس میں رہیں گے حتیٰ کہ پہلے سے زیادہ تر و تازہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام ملائکہ کو حکم دیں گے کہ رحمٰن کے آزاد کردہ بندوں کو جنت میں داخل کریں۔ وہ اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ہی پہچانے جائیں گے (کہ یہ جہنم سے خلاصی پانے والے ہیں) پھر یہ دعا کریں گے کہ ان سے یہ علامت مٹا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ علامت ختم فرما دیں گے اور اس کے بعد اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ان کی پہچان ختم ہو جائے گی۔ [1]

دوسری روایات سے اس حدیث کے مختلف حصے مؤید ہیں۔

باب:

قیامت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اس کی انواع وتعداد کا بیان

شفاعت عظمیٰ کا بیان:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتوں میں پہلی قسم شفاعت اولیٰ ہے۔ اسی کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں۔ انبیاء ومرسلین اور مؤمنین میں یہ شفاعت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوگی۔ اس شفاعت کو پانے کے لیے تمام مخلوق محتاج ہوگی حتیٰ کہ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام بھی۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارے لیے شفاعت فرمائیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے انبیاء کے پاس آئیں گے لیکن ہر ایک انکار کرے گا اور کہے گا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ بالآخر یہ سلسلہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر منتہی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: ہاں ہاں' میں اس کا اہل ہوں۔ [2] لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور بارگاہ خداوندی میں ان کا حساب کتاب شروع فرمانے' ان کو اس مقام سے نجات دینے' مؤمن اور کافر کے درمیان امتیاز فرمانے اور مؤمن کو جنت سے نوازنے اور کافر کو جہنم واصل فرمانے کی درخواست کریں گے۔ اس مقام کی تفصیل تفسیر ابن کثیر میں سورۂ اسراء کی ذیل آیت کے تحت بیان ہوئی ہے:

> ''اور کچھ حصہ شب میں بیدار رہا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لیے سبب زیادت ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے''۔ (سورۃ الاسراء آیت:79)

---

[1] تاریخ اصبہان لابی نعیم: ۱/۲۵۱۔ [2] البخاری: ۷۵۱۰۔ المسلم: ۴۷۸۔

دیگر انبیاء ومرسلین کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات:

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے میرا رعب (دشمن پر مسلط) کرکے میری مدد کی گئی۔ میرے لیے ساری روئے زمین جائے سجود اور پاک قرار دی گئی۔ اموال غنیمت میرے لیے حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں ہوئے۔ مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا اور یہ کہ ہر نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جب کہ مجھے تمام انسانیت کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ ❶

فرمایا: مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔ اس سے شفاعت عظمیٰ مراد ہے۔ حضور ﷺ بارگاہ خداوندی میں یہ شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت حساب کتاب شروع ہونے سے متعلق ہوگی۔ تمام مخلوق اس شفاعت کی محتاج ہوگی کیونکہ ہر ذی روح میدان حشر میں کھڑا کھڑا تنگ ہو چکا ہوگا حتیٰ کہ ابراہیم خلیل، موسیٰ کلیم اور دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السلام بھی اس شفاعت کی رغبت رکھیں گے اور اولین وآخرین سب اس کے معترف ہوں گے۔ یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو حاصل ہوگی اور کسی پیغمبر کو نصیب نہ ہوگی اس کے علاوہ گنہگاروں کے متعلق شفاعت دیگر انبیاء وملائکہ کو بھی حاصل ہوگی۔ حضرت امام اوزاعی، ابو عمار، عبداللہ بن فروخ کے توسط سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جس پر سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ ❷

میں پہلا شخص ہوں جس پر زمین شق ہوگی کا مطلب ہے میں سب سے پہلے قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔ اسی طرح امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شخص ہوں جس کے لیے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا ہوگا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام اس کے نیچے ہوں گے۔ ❸

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے فرمایا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں۔ میں نے عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو پروردگار نے جواب دیا ایک حرف پر پڑھو۔ میں نے پھر عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو پروردگار نے تیسری مرتبہ جواب دیا اچھا سات حروف پر پڑھو۔ پھر فرمایا تم نے جتنی بار مجھ سے سوال کیا ہر سوال کے بدلہ میں جو چاہو مانگو میں نے عرض کیا اے پروردگار ایک تو میری امت کی مغفرت فرما دے اور باقی سوال میں آخرت کے دن کے لیے اٹھا رکھتا ہوں جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ ❹

تنبیہ:

مذکورہ بالا حدیث میں قرآن کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دی گئی، اس سے مراد عرب کی مختلف زبانوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہی سات قراءت کہلاتی ہیں۔ یہ ساتوں قراءتیں قراء اور علماء کے ہاں محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور طریق سے

❶ البخاری: ۳۳۵۔ المسلم: ۱۱۶۳۔ النسائی: ۴۳۰۔ مسند احمد: ۳/۳۰۴۔ ❷ الترمذی: ۳۱۳۸۔ ابن ماجہ: ۴۳۰۸۔ ❸ تخریجہ: کما سبق الثنی۔ ❹ المسلم: ۱۹۰۱۔

قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ ہمارے دیار شرق میں عموماً قراءت حفص پڑھی جاتی ہے۔

شفاعت کی دوسری اور تیسری قسم:

عام مسلمان لوگوں کے لیے حضور کی شفاعت ہے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں کے واسطے جن کے لیے دخول جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا تاکہ وہ دخول جہنم سے بچ جائیں

حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا اپنی کتاب الاھوال میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن انبیاء کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے جن پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔ میرا منبر رہ جائے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا رہوں گا۔ اپنی امت کی فکر میں کہ کہیں مجھے جنت بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت رہ جائے۔ سو میں عرض کروں گا: یارب! میری امت۔ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! تو کیا چاہتا ہے کہ تیری امت کے ساتھ ویسا معاملہ کروں۔ میں عرض کروں گا یارب ان کا حساب جلد لے لیجیے۔ پس ان کو بلایا جائے گا اور حساب کتاب لیا جائے گا۔ کوئی تو اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور کوئی میری سفارش کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے ان لوگوں کے لیے دستاویز لکھ دی جائے گی جن کو جہنم بھیج دیا ہوگا جس کی وجہ سے جہنم کا داروغہ مالک کہے گا: اے محمدؐ! تو نے اپنی امت پر اپنے رب کے غضب کے لیے کوئی سزا نہیں چھوڑی۔ ❶

(منہال بن عمرو عن عبداللہ بن الحارث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ننگے جسم میدان حشر میں جمع کیا جائے گا۔ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائے جمع ہوں گے اور فیصلہ کیے جانے کے انتظار میں چالیس سال تک کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف نزول اجلال فرمائیں گے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان کو دو جنتی ریشم کے جوڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس نبی امی محمدؐ کو لاؤ۔ فرمایا: پس میں کھڑا ہوگا اور مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اور میرے لیے حوض کو کھول دیا جائے گا جس کی چوڑائی ایلہ سے کعبہ تک ہے۔ میں اس سے پیوں گا اور غسل کروں گا جب کہ شدت پیاس کی وجہ سے مخلوق کی گردنیں کٹ رہی ہوں گی۔ پھر میں کرسی کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ اس مقام پر میرے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر مجھے کہا جائے گا: سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس موقعہ پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو اپنے والدین کے لیے کسی بھلائی کی توقع ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میں ان کے لیے شفاعت کروں گا یا تو قبول کر لی جائے گی یا منع کر دیا جائے گا اور مجھے ان کے لیے کوئی امید نہیں ہے۔ ❷

آگے منہال بن عمرو فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ مجھے عبداللہ بن الحارث نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا: اپنی امت میں سے ایک قوم پر میرا گزر ہوگا جس کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے محمدؐ! ہماری شفاعت کر دیجیے۔ میں ملائکہ کو حکم دوں گا

❶ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی: ۴/ ۵۱۰۔ ❷ المستدرک للحاکم: ۲/ ۴۳۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۳۔

کہ ان کو روکے رکھیں۔ میں پروردگار کے حضور میں جاؤں اور اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی۔ میں خدا کے حضور سربسجود ہو کر عرض کروں گا: پروردگار میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق آپ نے جہنم کا حکم فرمایا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا جس کو میں چاہوں نکال لے۔ پھر باقی لوگ بھی پکار اٹھیں گے: اے محمدؐ! ہمارے لیے بھی شفاعت فرما دیجیے۔ پس میں پروردگار کے پاس دوبارہ حاضر ہوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت ملے گی اور میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا' شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں کھڑا ہوں گا اور خدائے ذوالجلال کی وہ حمد و ثناء کروں گا کہ ویسی حمد و ثناء کسی نے نہ کی ہوگی۔ پھر عرض کروں گا میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوا سے جہنم سے نکال لے۔ میں عرض کروں گا اور جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو؟ پروردگار فرمائیں گے: اے محمدؐ! یہ تیرے نہیں ہے' یہ میرے لیے ہے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کو مشیت ایزدی ہوگی جہنم سے نکال لوں گا۔ صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی۔

دوسرے اہل جہنم ان کو عار دلائیں گے اور کہیں گے تم تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے' اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہراتے تھے' اس کے باوجود اس نے تم کو جہنم میں داخل کر دیا ہے۔ فرمایا: یہ بات سن کر وہ لوگ انتہائی رنجیدہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجیں گے جو اپنا ایک چلو پانی کا جہنم میں پھینک دے گا۔ پس کوئی لا الہ الا اللہ والا نہ بچے گا بلکہ ہر ایک کے چہرے پر اس پانی کا ایک ایک قطرہ ضرور گرے گا جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ پھر دوسرے اہل جہنم ان پر رشک کریں گے لہٰذا ان کو نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کریں گے۔ اگر وہ سب بھی کسی ایک جنتی کے پاس ٹھہر جائیں تو اس کے پاس سب کے لیے بہت گنجائش ہوگی ان کو محررین (آزاد کردہ) کہا جائے گا۔ صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو نکالنے کے الفاظ استعمال ہوئے ان کا مطلب بچانا ہے یعنی میں ان کو جہنم سے بچالوں گا۔ نیز اس روایت سے متعدد شفاعتوں کا پتہ چلتا ہے۔

شفاعت کی چوتھی قسم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اہل جنت کے لیے ہوگی تا کہ ان کے درجات میں مزید ترقی ہو سکے اور ان کو اپنے اعمال سے زیادہ درجات مل سکیں۔ معتزلہ صرف اسی شفاعت کے قائل ہیں' اس کے علاوہ دیگر شفاعتوں کے منکر ہیں۔ حالانکہ ان کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ وارد ہیں۔ اس چوتھی قسم پر دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ غزوۂ اوطاس [1] میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ماموں ابو عامر کو کاری زخم پہنچا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: اے اللہ اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ [2]

---

[1] اوطاس دیار ھوازن میں ایک وادی کا نام ہے۔ قبیلہ ھوازن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا تھا جو جنگ حنین کہلاتا ہے۔

[2] البخاری: ۲۸۸۴۔ المسلم: ۶۳۵۶۔

قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ یہ درجات میں ترقی کے لیے شفاعت ہے نیز معلوم ہوا کہ شفاعت صرف آخرت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما۔ ہدایت پانے والوں میں ان کے درجات بلند فرما۔ پیچھے رہ جانے والوں میں ان کو اچھا نام دے۔ اس کی اور ہماری مغفرت فرما اے رب العالمین! اور اس کی قبر کو کشادہ و منور فرما۔[1] یہ روایت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔

جنت میں بغیر حساب داخل کرنے والی اور گنہگار کے عذاب میں تخفیف کرنے والی شفاعتوں کا بیان

شفاعت کی پانچویں قسم:

قاضی عیاض وغیرہ نے ایک اور پانچویں قسم متعارف کروائی ہے۔ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل کروانے والی شفاعت۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ نیز قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی اس کی کوئی مستند دلیل پیش نہیں کی ہے لیکن اس کی تائید میں حضرت عکاشہ کی حدیث پیش کی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اللہ ان کو ان ستر ہزار افراد میں داخل فرمادے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے اور اس مقام کے مناسب ہے۔

شفاعت کی چھٹی قسم:

ابو عبد اللہ القرطبی رحمہ اللہ نے شفاعت کی ایک اور چھٹی قسم بیان فرمائی ہے۔ وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اپنے چچا ابو طالب کے لیے کہ اللہ ان کے عذاب میں تخفیف فرمادے۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن شاید میری شفاعت ان کے کام آسکے اور ان کو صرف آگ کے ایک گڑھے میں داخل کردیا جائے' وہ آگ صرف ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔ (لیکن) اسی سے ان کا دماغ کھولے گا۔[2] لیکن اگر اس پر اعتراض کیا جائے کہ فرمان الٰہی اس کے معارض ہے:

''تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی''۔ (سورۃ المدثر: 48)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شفاعت جہنم سے تو نہ نکلوا سکے گی لیکن تخفیف عذاب کا فائدہ دے گی جیسے گنہگار مؤمنین کو جہنم سے نکلوا بھی دے گی۔

شفاعت کی ساتویں قسم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفاعت تمام مؤمنین کے لیے ہوگی اور جنت میں داخلہ کی اجازت کے لیے ہوگی۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں میں پہلا شفیع ہوں گا۔[3]

حدیث صور میں ہے: جب اہل جنت جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آپس میں کہیں گے پروردگار کے پاس اب کون سفارش

---

[1] المسلم: ۲۱۲۷۔ ابوداؤد: ۳۱۱۸۔ ابن ماجہ: ۱۴۵۴۔ [2] البخاری: ۶۔ ۴۸۸۵۔ المسلم: ۵۱۲۔ [3] المسلم: ۴۸۴۔

لے کر جائے کہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔لوگ کہیں گے اپنے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کون زیادہ مناسب ہوگا؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا ان میں اپنی روح پھونکی تھی اور یہ کہ ان کو سامنے نظر آ رہے ہم کلام ہوئے تھے لہٰذا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ مطالبہ کریں گے حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطاء یاد کر کے فرمائیں گے: میں تو اس کا اہل نہیں ہوں۔ہاں تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔پھر سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور پروردگار عزوجل کے ہاں میری تین سفارشیں (باقی) ہوں گی' جن کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرما رکھا ہوگا۔پس میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ پکڑوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔پس میرے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔مجھ پر سلام پیش کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا۔میں داخل ہو کر رب ذوالجلال کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا۔اللہ تعالیٰ مجھے ایسی حمد و تقدیس القاء فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القاء نہیں کی گئی ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ مجھے فرمائیں گے: اے محمدؐ! اپنا سر اٹھایئے اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ جل شانہ (باوجود سب کچھ جاننے کے) فرمائیں گے تم کیا چاہتے ہو؟ میں عرض کروں گا یارب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اہل جنت کے لیے میری شفاعت قبول کر لیجیے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں۔اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں نے تمہاری شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے تم دنیا میں اپنے اہل خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے ہو گے جتنا کہ اہل جنت اپنے اہل خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو جانتے ہوں گے۔جنت میں ہر جنتی کو بہتر حوریں اور دو دنیا کی عورتیں ملیں گی۔ان دو عورتوں کو باقی عورتوں پر فضیلت حاصل ہوگی کیونکہ انہوں نے دنیا میں خدائے عزوجل کی عبادت کی ہوگی۔

شفاعت کی آٹھویں قسم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لیے ہوگی' جس کی وجہ سے وہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔اس شفاعت کے متعلق بتواتر احادیث وارد ہیں۔عجیب بات ہے کہ احادیث کے تواتر کے باوجود خوارج اور معتزلہ (مطلق) شفاعت کے منکر ہو گئے یا تو صحیح احادیث سے ان کی جہالت مانع ہوئی یا پھر علم کے باوجود عناد کی وجہ سے اس پر ڈٹے رہے ہیں۔یہ شفاعت ملائکہ' انبیاء اور مؤمنین کو بھی حاصل ہوگی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا بار بار صدور ہوگا۔صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

مختلف شفاعتوں سے متعلق مختلف احادیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں انبیاء کا خطیب ہوں گا' ان کا امام اور ان کا شفیع ہوں گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلے (اپنی قبر سے) نکلوں گا۔جب لوگ وفد بنائیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔جب سب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔جب سب روک

دیئے جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب سب مایوسی کا شکار ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ عزت اور چابیاں [illegible]
باعزت ہوں گا ایک ہزار خادم میرے گرد پیش ہوں گے جو چھپے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند ہوں گے۔ ❶

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لیے ہوگی۔ ❷ یہ روایت بہت سی کتب حدیث میں مذکور ہے۔ مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے ایک ایک سوال کیا تھا یا فرمایا ہر نبی نے ایک ایک دعا کی تھی جو قبول کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور قیامت کے دن میری امت کے لیے میری شفاعت قبول فرمائی۔ ❸ اس مقام پر مصنف نے اسی مضمون کی کئی ایک روایات بیان کی ہیں۔ (مترجم)

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی

بیہقی میں محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ ❹ محمد کہتے ہیں میں نے حضرت جابرؓ سے کہا یہ کیا بات ہے اے جابر! حضرت جابرؓ نے فرمایا: ہاں محمد! کیونکہ جن کی نیکیاں برائیوں پر غالب آ گئیں وہ تو جنت میں بغیر حساب کتاب داخل ہو جائیں گے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوئیں اس سے معمولی اور آسان حساب ہوگا اور بالآخر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت تو ان لوگوں کے لیے ہوگی جنہوں نے اپنی جان کو بندھوا دیا اور اپنے آپ کو لٹکا دیا۔

امام بیہقی نے دوسرے طریق کے ساتھ یہی روایت یوں نقل کی ہے کہ محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمان الٰہی تلاوت کیا جس کا ترجمہ ہے:

''اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں''۔ (سورۃ الانبیاء آیت: 28)

اس کے بعد فرمایا: میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لیے ہوگی۔ ❺ امام حاکم فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔

تشریح: امام بیہقی اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: جس کی شفاعت کی جائے اس کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے۔ (وہ اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہو) سے یہی مراد ہے لہٰذا کفار و مشرکین جن پر خدا غضبناک ہوگا ان کی سفارش نہیں کی جا سکتی۔ نیز ان روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اہل کبائر کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور اہل صغائر کے لیے جنتیوں کے رفع درجات کے لیے ملائکہ شفاعت کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

❶ الدارمی: ۱/ ۲۶۔ ❷ ابوداؤد: ۴۷۳۹۔ الترمذی: ۲۴۳۵۔ مسند احمد: ۳/ ۲۱۳۔ ❸ مسند احمد: ۳/ ۲۱۹۔

❹ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۸/ ۱۷۔ الکامل: ۳/ ۱۰۷۷۔ ابن ماجہ: ۴۳۱۰۔ ❺ ابوداؤد ۴۷۳۹۔ الترمذی: ۲۴۳۵۔ مسند احمد: ۳/ ۲۱۳۔

دیگر انبیاء کی شفاعت:

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت اور اہل جہنم کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو (انبیاء) رسل کھڑے ہوں گے اور شفاعت کریں گے۔ ان کو کہا جائے گا: جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو (کہ وہ صاحب ایمان ہے) اسے نکال لو۔ لہٰذا وہ ان کو نکالیں گے اور وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان کو ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کو نہر الحیات کہتے ہیں: فرمایا: ان کا جلا ہوا حصہ نہر کے کناروں پر گر جائے گا اور وہ شیشے کی مانند سفید ہو کر نکلیں گے۔ اس کے بعد پھر شفاعت کریں گے اور ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو اس کے دل میں ایک قیراط برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔ پس وہ نکالیں گے اور لوگ جلدی جلدی نکلیں گے اور شفاعت کریں گے۔ ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہے نکال لو۔ پس وہ نکالیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب اپنے علم اور اپنی رحمت کے ساتھ نکالوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو پہلے نکالے گئے ہوں گے کئی گناہ زیادہ افراد کو نکالیں گے۔ ان کی گردنوں میں لکھ (کر لٹکا) دیا جائے گا ''اللہ کے آزاد کردہ'' پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔[1] امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث

مسند احمد میں عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کو قافلہ کے درمیان میں جگہ دی تھی لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آپ غائب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرا اٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے لیے ہم سے بہتر ساتھی اختیار فرمالئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی خیال میں غلطاں تھے کہ آپ کو دیکھ کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔ عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہم تو ڈر گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہمارے سوا دوسرے اصحاب نہ پسند کر لئے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم ہی دنیا وآخرت میں میرے اصحاب ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیدار کیا اور فرمایا: اے محمد! میں نے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا لیکن اس کی کوئی خواہش اور سوال ضرور پورا کیا ہے چنانچہ تو بھی اے محمدؐ! کوئی سوال کر۔ میں نے عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے میری امت کی شفاعت مل جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! شفاعت کیا ہے؟ فرمایا: میں عرض کروں گا یارب! میں نے اپنی امت کے لیے تیرے پاس شفاعت رکھوائی تھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے میری بقیہ امت کو نکال دیں گے اور جنت میں ڈال دیں گے۔[2]

شفاعت کے متعلق ایک طویل روایت:

مسند احمد میں (عفان، حماد بن سلمہ) علی بن زید بن ابی نضرہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ کے

[1] مسند احمد: ۳/۳۲۵۔ [2] مسند احمد: ۵/۳۲۶۔

منبر پر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس کی ایسی کوئی دعا ضرور تھی جسے اللہ نے دنیا میں پورا کیا لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام بھی اور ان کے بعد آنے والے سب اس کے نیچے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ قیامت کے دن لوگ طویل عرصہ تک کھڑے رہیں گے پھر آپس میں مشورہ کریں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے تاکہ وہ پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کریں کہ ہمارا حساب کتاب لیا جائے لہٰذا وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے آدم (علیہ السلام)! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اپنی جنت میں آپ کو ٹھکانہ دیا۔ اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا۔ لہٰذا آپ پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں گے کہ ہمارا جلد فیصلہ کر دے۔

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ اپنی خطاء کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا ہوں۔ آج تو مجھے اپنی جان کی پڑی ہے۔ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ جو نبیوں کے سردار ہیں تو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے نوح ہمارے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں۔ میری بددعا کی وجہ سے اہل زمین غرق کر دیئے گئے تھے اس لیے مجھے تو آج اپنی فکر پڑی ہوئی ہے البتہ تم ابراہیم خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ میں نے اسلام میں تین جھوٹ بولے تھے۔ اللہ کی قسم! ان سے بھی ان کا مقصود صرف اسلام کا دفاع تھا۔ ایک تو ان کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا اسی سے دریافت کرو۔ تیسرے آپ کا اپنی بیوی کے متعلق بادشاہ کو کہنا کہ یہ میری بیوی ہے۔ (الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ان باتوں کو یاد کر کے فرمائیں گے) آج تو میرے لیے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت کے لیے اور اپنے ساتھ ہم کلامی کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا یہ منصب نہیں ہے۔ مجھ سے ناحق ایک قتل سرزد ہو گیا تھا۔ آج میرے لیے سب سے اہم مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں معبود بنا لیا گیا تھا۔ آج تو میرے لیے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی برتن کے منہ پر مہر لگی ہوئی ہو تو کیا اس مہر کے ختم کئے بغیر برتن کے اندر کی شیء کو نکالا جا سکتا ہے؟ لوگ عرض کریں گے نہیں؟ آپ علیہ السلام فرمائیں گے پس اسی طرح محمد خاتم النبیین ہیں (نبیوں کے اختتام پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے) لہٰذا آج کا دن (بڑا دن) درپیش ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ (تم انہی کے پاس جاؤ)

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمدؐ! اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے۔ میں کہوں گا: [illegible] (اور حضور ﷺ کی شفاعت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شروع فرمائیں گے) اور جسے چاہیں گے اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے کا ارادہ کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ احمد اور ان کی امت کہاں ہے؟ پس ہم آخری بھی ہوں گے اور اولین بھی۔ دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلی امت ہیں۔ پس یہ ندا سن کر تمام اقوام ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گی۔ ہم وضوء کے سبب روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ درمیان سے گزریں گے۔ لوگ حیران ہو کر کہیں گے۔ یہ ساری امت نبیوں کی ہے؟ پھر میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ تھاموں گا اور کھٹکھٹاؤں گا تو آواز آئے گی تم کون ہو؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں۔ پس دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں پروردگار عزوجل کو دیکھوں گا کہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہیں۔

میں رب ذوالجلال کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور بارگاہ ایزدی میں وہ حمد وثناء کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ کہا جائے گا: اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہوا سے جہنم سے نکال لو۔ (یہاں راوی کو بھول ہوگئی ہے) پھر میں دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور (حمد وثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہوا سے جہنم سے نکال لو (پہلے سے کم مقدار کے ساتھ) میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور پہلے کے مثل (حمد وثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت! پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہوا سے جہنم سے نکال لو (مزید پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)

شفاعت اور نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان حضور ﷺ کا اختیار

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے شفاعت اور اپنی نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ اہم اور مفید ہے کیونکہ تم سمجھتے ہو کہ شفاعت متقین کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ یہ تو خطا کار توبہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ [1]

اے محمدؐ! ہم تجھے خوش کریں گے

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں: (حضرت

[1] ابن ماجہ: ۴۳۱۱۔

(ابراہیم علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں)

''اے پروردگار! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ ابراہیم آیت: 36)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں)۔

''اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے''۔ (سورۃ المائدہ آیت: 118)

(حضرت نوح علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں):

''پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے''۔ (نوح آیت: 26)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی یہ دعائیں پڑھیں تو اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور عرض کیا: اے اللہ میری امت! اے اللہ میری امت! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار رو دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جب کہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس کے باوجود پوچھا: پوچھو کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی امت کے غم کی کیفیت کا) جواب مرحمت فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پروردگار عزوجل کو خبر دی۔ باوجود اس کے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو ہم تجھ کو تیری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تجھے کچھ تکلیف نہ ہونے دیں گے۔

ایک وفد کا قصہ

بیہقی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل سے مروی ہے کہ میں ایک وفد کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے اپنی سواریاں دروازے پر بٹھا دیں۔ اس وقت جس کے پاس ہم جا رہے تھے اس سے مبغوض اور ناپسندیدہ شخص ہمارے نزدیک کوئی نہیں تھا لیکن جب ہم نکلے اس وقت اس سے زیادہ محبوب شخصیت ہمارے نزدیک اور کوئی نہیں تھی۔ (یہ کفر کی حالت میں آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہو کر نکلے' سبحان اللہ) ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کا سوال نہیں کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوال سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: اللہ کے ہاں تمہاری حاجات کا پورا ہونا سلیمان کی بادشاہت سے افضل ہے۔ اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس کو اس کی کوئی ایک مراد ضرور عطا کی ہے۔ پس کسی نے دنیا کو اختیار فرمایا اور وہ ان کو مل گئی۔ کسی نے اپنی قوم پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے بد دعا کی اور وہ ہلاک کر دی گئی لیکن اللہ نے مجھے میری مراد دی تو میں نے اس کو قیامت کے دن کے لیے اللہ کے پاس اٹھا رکھا تا کہ قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔ مصنف فرماتے ہیں یہ غریب الاسناد اور غریب الحدیث روایت ہے۔

شفاعت کے اہل انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء ہوں گے:

حافظ ابویعلیٰ اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تین

قسم کے لوگ شفاعت کریں گے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت

ابوبکر البزار (محمد زید المداری عمرو بن عاصم) کے واسطہ سے حرب بن الشریح البزار فرماتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا: یہ کون سی شفاعت ہے جس کا اہل عراق ذکر کرتے ہیں؟ کیا یہ برحق ہے؟ میں نے پوچھا کون سی شفاعت؟ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت۔ فرمایا: اللہ کی قسم یہ برحق ہے۔ واللہ! مجھے میرے چچا محمد بن علی بن الحنفیۃ نے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ پروردگار عز وجل فرمائیں گے: اے محمدؐ! کیا تم راضی ہو؟ میں عرض کروں گا پروردگار میں راضی ہوں۔ [2] مصنف فرماتے ہیں یہ روایت صرف اسی سند کے ساتھ مروی ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن ابی الدنیا میں حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا حق مل جائے۔ چنانچہ میں نے شفاعت کو پسند کر لیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ کو اللہ کا اور اپنی رفاقت کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے اہل شفاعت میں کر لیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری امت کے ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ [3]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

مسند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو بیدار ہوئے اور فجر کی نماز ادا فرمائی اور وہیں تشریف فرما ہو رہے۔ جب سورج چڑھا تو آپ ہنسنے لگے۔ پھر بھی بیٹھے رہے حتیٰ کہ ظہر کی نماز ادا کی پھر عصر اور مغرب کی نماز ادا کی۔ کسی نماز کے درمیان آپ نے بات چیت نہیں فرمائی حتیٰ کہ عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آج آپ نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں آج مجھ پر وہ سب کچھ پیش کیا گیا جو آئندہ ہونے والا ہے اور وہ جو آخرت میں پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اولین و آخرین سب کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ تمام لوگ اسی طرح (ایک میدان میں) ہوں گے حتیٰ کہ لوگ (انتظار کرتے کرتے جب جھک جائیں گے تو) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پسینہ نے سب کو لگام ڈال رکھی ہوگی۔ لوگ کہیں گے: اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا ہے لہٰذا اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کر دیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام

---

[1] ابن ماجہ: ۴۳۱۳۔ کنز العمال: ۳۹۰۷۲۔ [2] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۷۷۔ کنز العمال: ۳۹۷۵۸۔ [3] المستدرک: ۱/ ۶۷۔ البیہقی: ۵/ ۱۴۔

فرمائیں گے جو تمہارا حال ہے وہی کچھ میرے ساتھ بھی پیش آ رہا ہے لہٰذا تم اپنے دوسرے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ فرمان الٰہی ہے:

''خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا''۔

(سورۃ آل عمران آیت: 33)

فرمایا: پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کر دیجیے کیونکہ اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا ہے آپ کی دعا قبول فرمائی ہے اور کسی نبی نے آپ کی مثل دعا نہیں مانگی۔ وہ فرمائیں گے: یہ کام میرے بس کا نہیں ہے تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ نے ان کو اپنا دوست بنایا ہے۔ پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور اپنا مدعا عرض کریں گے)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم کلامی کا شرف بخشا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں تم لوگ عیسیٰ بن مریم کے پاس جاؤ کہ وہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں البتہ تم لوگ اولاد آدم کے سردار کے پاس جاؤ کیونکہ اس دن انہی سے زمین سب سے پہلے شق ہوئی ہے۔ (یعنی سب سے پہلے قبر سے اٹھے ہیں لہٰذا) تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کر سکتے ہیں۔

پس لوگ اس کے بعد میری طرف آئیں گے اور میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت ملے گی تو خدا کے حضور حاضر ہوں گا اور جناب الٰہی کو دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ جب تک اللہ چاہیں گے مجھے اسی حال میں رہنے دیں گے۔ پھر پروردگار فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب میں پروردگار کی طرف دیکھوں گا تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔ پھر پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ فرمایا: اس دفعہ میں پھر سجدہ میں گرنے لگوں گا تو جبریل علیہ السلام میرا بازو تھام لیں گے اور مجھے ایسی دعا بتائیں گے جو اس سے پہلے کسی بشر کو نہیں بتائی گئی ہوگی۔ پس میں عرض کروں گا: اے پروردگار! تو نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنا کر پیدا فرمایا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے اس قیامت کے روز مجھی سے زمین پہلے شق ہوئی مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے بعد میرے حوض پر صنعا اور ایلہ کے درمیان سے زیادہ لوگ میری امت کے آئیں گے پھر کہا جائے گا صدیقین کو بلاؤ چنانچہ صدیقین شفاعت کریں گے۔ پھر کہا جائے گا انبیاء علیہم السلام کو بلایا جائے چنانچہ کوئی نبی آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک جماعت ہوگی اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ پانچ افراد ہوں گے اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ چھ افراد ہوں گے اور کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ کوئی امتی نہ ہوگا پھر شہداء کو بلایا جائے گا اور سب جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہداء بھی شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اللہ ہوں ارحم الراحمین ہوں میری جنت میں ہر اس شخص کو داخل کر دو جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ پس وہ لوگ جنت میں داخل کر دیے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں دیکھو کیا

ایک کوئی شخص ہے جس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل کیا ہو؟ جہنم میں ایک ایسا شخص پایا گیا ہے اور اس سے استفسار کیا گیا ہے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں میں نے اس کے سوا کوئی نیک کام نہیں کیا کہ میں لوگوں کو خرید وفروخت میں مہلت دے دیا کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے میرے بندے سے بھی نرمی کرو جیسے یہ میرے بندوں کے ساتھ نرمی کرتا تھا۔ پھر اس طرح ایک اور شخص کو جہنم سے نکالیں گے اور پوچھیں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں لیکن میں نے مرتے وقت اپنی اولاد کو حکم کیا تھا کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری نعش کو جلا دیں پھر میرے باقیات کو اچھی طرح پیس کر سرمہ کی طرح باریک کر دیں اور پھر اس خاک کو سمندر میں بہا دیں اور ہواؤں میں اڑا دیں' اللہ کی قسم پھر پروردگار مجھ پر کبھی قادر نہ ہو سکے گا۔ پروردگار فرمائیں گے تجھے اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب دیکھ بادشاہوں کے بادشاہ کو۔ جا تیرے لیے جنت اور اس کے مثل دس جنتیں ہیں۔ وہ کہے گا پروردگار! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس بات کی وجہ سے میں صبح کے وقت ہنسا تھا۔[1] اس حدیث پر مسند الصدیق کے آخر میں طویل کلام ہے۔ از مصنف۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا اس پر کانٹے ہوں گے سعدان جنگل جیسے۔ لوگ اس پر سے گزریں گے کوئی سلامتی کے ساتھ پار ہو جائے گا۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پا جائے گا اور کوئی پھنس کر الٹے منہ گرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فارغ ہو جائیں گے تو مؤمنین اپنے کچھ ساتھیوں کو گم پائیں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ ان کی طرح زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ ان کی طرح حج کرتے تھے اور انہی کی طرح غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے تو وہ کہیں گے آج ہم ان کو نہیں دیکھ رہے یہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہوگا: جہنم کی طرف جاؤ۔ ان میں سے جس کو پاؤ نکال لو۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو جہنم میں اپنے اعمال کے مطابق سزا میں گھرا دیکھیں گے۔ کسی کو آگ نے قدموں تک' کسی کو نصف پنڈلی تک' کسی کو گھٹنوں تک' کسی کو ناف تک' کسی کو سینے تک اور کسی کو گردن تک پکڑ رکھا ہوگا لیکن منہ آگ سے صحیح وسالم ہوں گے۔ پس یہ لوگ ان کو نکالیں گے اور ماء الحیاۃ میں ڈال دیں گے پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ ماء الحیاۃ کیا ہے؟ فرمایا: اہل جنت کے غسل کا پانی۔ وہ اس میں کھیتی کی طرح اگیں گے۔ پھر انبیاء صدق دل سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے لیے شفاعت کریں گے اور ان کو جہنم سے نکلوائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان پر تجلی فرمائیں گے۔ پس کوئی ایسا بندہ نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال لیں گے۔[2]

جہنم میں مؤمنین کے ساتھ عظیم رعایت

مسند احمد میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم جو جہنم کے (دائمی باسی اور) اہل ہوں گے' وہ

---

[1] مسند احمد: ۱/۴۔ [2] مسند احمد: ۳/۱۱۔

کبھی مریں گے نہ جئیں گے لیکن جن پر خدا رحمت کرنا چاہے گا ان کو جہنم میں (عارضی) موت دے دے گا۔ پھر شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے انہیں نکالے گا اور نکالنے کے بعد ان کو نہر حیات میں ڈال دے گا۔ پھر وہ اس سے یوں اگیں گے جیسے سیلاب کے گھاس اگ آتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ پہلے [illegible] ہوتا ہے لیکن پھر سبز ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا انداز ایسا تھا گویا آپ گاؤں سے بات کر رہے ہیں۔[1] مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو جہنم کے پل پر لایا جائے گا' اس پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے' جو لوگوں کو اچک رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ تو بجلی کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ گزر جائیں گے' کچھ ہوا کی طرح' کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بہت سے گھبرا کر اندر گر جائیں گے۔ اہل جہنم (کافر و مشرک) تو مریں گے نہ جئیں گے۔ لیکن (مسلمان) گنہگاران کو ان کے کیئے کی سزا ملے گی لہٰذا وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے شفاعت کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ چنانچہ ان کو جماعت در جماعت نکالا جائے گا اور ایک نہر میں ڈالا جائے گا۔ وہ اس نہر میں یوں اگیں گے جیسے بارش میں دانہ اگتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: پھر جہنم سے ایک ادنیٰ (مسلمان) کو نکالا جائے گا وہ جہنم کے کنارے پر پڑا ہوگا۔ کہے گا: پروردگار! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ وہ ایک درخت کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یا رب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا لہٰذا اس کو درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ایک اور اس سے عمدہ درخت دیکھے گا تو پھر بول اٹھے گا۔ مجھے اس دوسرے درخت کی طرف منتقل فرما دے میں اس کے سائے میں آنا چاہتا ہوں اور اس کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو اس دوسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر وہ ایک تیسرے درخت کو دیکھے گا تو (پھر مچل اٹھے گا اور) کہے گا: یا رب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا لہٰذا اس کو اس تیسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ لوگوں کی جماعت دیکھے گا ان کی آوازیں سنے گا اور پھر پکارے گا پروردگار! مجھے بس جنت میں داخل فرما دے۔[2]

مصنفؒ فرماتے ہیں حضرت ابوسعیدؓ اور ایک دوسرے صحابی کا اختلاف ہوا حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا جتنی جنت اور اس کے مثل ایک اور جنت دے دی جائے گی لیکن دوسرے صحابی فرماتے ہیں اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا کے مثل

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۵۔ [2] مسند احمد: ۳/ ۲۵۔

جنت اور مزید اس کے ساتھ دس مثل اور عطا کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہؓ! میرا پہلے ہی خیال تھا کہ اس کے متعلق پوچھنے والا تم سے زیادہ آگے اور کوئی نہیں ہوگا کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص اور شوق کو دیکھ چکا تھا۔ تو (جان لوکہ) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا ہو۔[1] یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور شیخین کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ مصنف نے یہاں اسی حدیث کے اور بھی کئی طرق نقل کیے ہیں۔

صحیح میں حضرت عطاء بن یسار کے طریق سے منقول ہے وہ حضرت ابوسعیدؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمنین جب پل صراط سے پار ہو جائیں گے اور ان کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ نجات پا گئے ہیں تو اس وقت وہ اپنے جہنمی بھائیوں کے بارے میں اپنے رب سے بات چیت کرنے میں تم سے بڑھے ہوئے ہوں گے۔ وہ کہیں گے: یارب! ہمارے بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے ہمارے ساتھ حج کرتے تھے اور ہمارے ساتھ قرآن پڑھتے تھے؟ (ان کو جہنم سے نکال دیں) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان پاؤ اس کو جہنم سے نکال لو۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو یہ آیت پڑھ سکتے ہو:

> ''خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا''۔ (سورۃ النساء آیت:40)

پھر آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ملائکہ شفاعت کر چکے انبیاء شفاعت کر چکے اور مؤمنین شفاعت کر چکے۔ اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی نہیں بچا۔ پس اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر جہنم سے نکالیں گے اور ایسی قوم کو نجات دیں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے منہ پر بنی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈال دیں گے جس کا نام نہر الحیاۃ ہے۔ وہ اس میں یوں تروتازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں گھاس اُگ آتی ہے اور اس میں سے موتیوں کی طرح چمک دار ہو کر نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں ہار ہوں گے جس کی وجہ سے اہل جنت ان کو پہچان لیں گے اور ان کو ''عتقاء اللہ'' کہیں گے (اللہ کے آزاد کردہ) کہیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم دیکھو وہ تمہارے لیے ہے۔ وہ کہیں گے پروردگار! اس سے افضل اور کیا شیء ہو سکتی ہے؟ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ ان کو کہا جائے گا: میرے پاس اس سے کہیں زیادہ چیز افضل ہے۔ وہ عرض کریں گے: پروردگار! اس سے افضل وہ کیا چیز ہے؟ پروردگار فرمائیں گے: میری رضا۔ آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

---

[1] مسند احمد: ۲/۳۷۳۔

قیامت کے دن مؤمنین شفاعت کریں گے سوائے لعنت کرنے والوں کے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں عرض کروں گا: یارب میری امت میں سے جو افراد جہنم میں پڑے ہیں ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کیجیے۔ پروردگار فرمائیں گے۔ ہاں جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس کے دل میں دو تہائی دینار ایمان ہو، یا نصف دینار یا ایک تہائی دینار یا چوتھائی دینار حتیٰ کہ جس کے دل میں دو قیراط بھی ایمان ہو اس کو بھی نکال لو بلکہ جس نے کبھی بھی کوئی نیکی کی ہو اس کو بھی نکال لو۔ پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی' کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو شفاعت نہ کر سکے۔ سوائے لعنت کرنے والے کے وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔ (اس دن خدا کی رحمت اس قدر بے بہا ہوگی کہ) جہنم میں شیطان بھی آس لگا لے گا کہ شاید میری شفاعت بھی ہو جائے حتیٰ کہ جب کوئی بھی (مسلمان) شفاعت کرنے سے باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ارحم الراحمین بچ گیا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ جہنم سے اس قدر افراد نکالیں گے کہ ان کا شمار خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہوگا۔ وہ سوختہ لکڑی کی مانند ہو چکے ہوں گے۔ ان کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کو نہر الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ وہ اس میں ایسے پرورش پائیں گے جیسے سیلاب کے پانی میں ہری بھری گھاس اگتی ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا نے اس کو روایت کیا ہے۔ حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کی صفیں بنا دی جائیں گی۔ مؤمنین کا ان پر سے گزر ہو گا کوئی جہنمی کسی مؤمن کو دیکھ کر پہچانے گا تو اس سے کہے گا اے فلاں! وہ دن یاد کر جب تو نے مجھ سے فلاں حاجت میں مدد مانگی تھی؟ اور کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب میں نے تجھے یہ کچھ دیا تھا؟ فرمایا اس طرح وہ اپنے احسانات گنوائے گا۔ مؤمن کو یاد آئے گا اور اس کو پہچان لے گا اور پروردگار کے پاس اس کی شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔[2] مصنفؒ فرماتے ہیں اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ صف در صف کھڑے ہو جائیں گے۔ (حدیث کے ایک راوی ابن نمیر کہتے ہیں یہ مؤمنین ہوں گے) پھر کوئی جہنمی کسی جنتی پر سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں کیا تجھے یاد نہیں ہے تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ پس وہ جنتی اس کے لیے شفاعت کرے گا۔ اسی طرح ایک آدمی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے۔ میں نے تجھے وضوء کے لیے پانی دیا تھا۔ پس وہ بھی اس کے لیے شفاعت کرے گا۔ کوئی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا: کیا تجھے یاد نہیں تو نے مجھے فلاں کام کے لیے بھیجا تھا اور میں چلا گیا تھا پس وہ بھی اس کے لیے شفاعت کرے گا۔[3]

مؤمنین کی اپنے اہل وعیال کی شفاعت:

بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ زبور میں لکھا ہے: میں اپنے زاہد بندگان کو قیامت کے دن کہوں گا: اے

---

[1] البخاری: ۷۴۳۷۔ المسلم: ۴۵۰۔ مسند احمد: ۵/۳۔ [2] مسند ابی یعلی الموصلی: ۴۰۰۶/۷۔ [3] ابن ماجہ: ۳۶۸۵۔

میرے بندو! میں نے دنیا [illegible] تم سے [illegible] اس لیے نہیں [illegible] تم میرے نزدیک بے وقعت تھے بلکہ [illegible] آج تم اپنا [illegible]
وصول کرو لہذا صفوں میں جس سے تم دنیا میں محبت کرتے تھے یا کسی نے تمہاری کوئی حاجت روائی کی یا کسی نے تمہاری غیبت کا
دفاع کیا یا [illegible] ایک شخص کا ہاتھ پکڑ [illegible] جنت میں داخل [illegible]
ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان میں سے ایک
شخص پوری پوری جماعت کی شفاعت کرے گا۔ اس طرح پوری جماعت اس کی شفاعت کی بدولت جنت میں جائے گی۔ کوئی آدمی قبیلہ
کے لیے شفاعت کرے گا اور وہ سب قبیلہ والے اس کی شفاعت کے سہارے جنت میں جائیں گے۔ کوئی شخص اپنے کسی آدمی اور اہل
وعیال کے لیے شفاعت کرے گا اور وہ اس کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ [1]

مسند البزار میں مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی بتیس لوگوں کے لیے شفاعت کرے گا۔ [2] ایک روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو کہا جائے گا: اے فلاں! اٹھ کھڑا ہو اور شفاعت کر۔ پس آدمی کھڑا ہوگا اور قبیلہ کے لیے شفاعت کرے گا۔ اہل خانہ کے لیے ایک آدمی کے لیے اور دو آدمیوں کے لیے الغرض اپنے عمل کے مطابق (کم یا زیادہ کے لیے) شفاعت کرے گا۔ [3] حضرت ابوثمامہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: میرے ایک امتی کی شفاعت سے مضر قبیلہ سے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔ آدمی اپنے گھر والوں کے لیے شفاعت کرے گا اور اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا۔ [4] حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک شخص جو نبی نہیں ہوگا مگر اس کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر دونوں قبیلوں یا ان میں ایک قبیلے کی تعداد کے برابر افراد جنت میں داخل ہوں گے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ مضر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں (تم مقصود یعنی کثرت کی طرف دھیان دو) [5]

دوسری جگہ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلہ جتنے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ ومضر (اتنے بڑے قبیلے)؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں۔ [6] ربیعہ ومضر تعداد افراد میں عرب کے سب سے بڑے قبیلے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں جن کی شفاعت سے اس قدر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ دوسری روایت میں ابن ابی الجدعاء سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہوگا؟ فرمایا: ہاں میرے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ [7]

---

[1] الترمذی: ۲۴۴۰۔ مسند احمد: ۳/۲۰ و ۳/۶۳۔ [2] البزار: ۳۴۷۳۔ [3] اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/۴۹۵۔ [4] البیہقی: ۶/۳۷۸۔ اتحاف: ۸/۱۲۴۔
[5] مجمع الزوائد: ۱۰/۳۸۱۔ [6] کنز العمال: ۳۴۸۳۲۔ [7] ابن ماجہ: ۴۳۱۶۔ مسند احمد: ۳/۴۶۹۔ ۵/۲۶۱۔

پانی کے بدلہ شفاعت کا قصہ:

[illegible] دوسرا گنہگار۔ گنہگار کے ہمراہ پانی کا برتن تھا۔ عابد کے پاس پانی نہیں تھا۔ عابد کو پیاس لگی۔ اس نے گنہگار کو کہا: اے فلاں! مجھے پانی پلادے میں مر رہا ہوں۔ گنہگار بولا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔ اگر میں تجھے پانی پلادوں تو میں مرجاؤں گا۔ آخر دونوں چل پڑے۔ عابد کی پیاس اور شدید ہوگئی اور پھر بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلادے ورنہ میں مرجاؤں گا۔ اس نے پھر وہی جواب دہرایا۔ میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔ اگر میں تجھ کو پانی پلادوں تو میں مرجاؤں گا۔ آخر چل پڑے۔ عابد راستے میں گر گیا اور بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلادے میں مر رہا ہوں۔ تب گنہگار کو خیال آیا کہ اللہ کی قسم! یہ نیکوکار بندہ ہے۔ بے کار موت کے منہ میں جارہا ہے۔ اگر یہ مرگیا تو اللہ پاک مجھے معاف نہیں فرمائیں گے۔ آخر کار اس نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس کو پانی پلادیا اور پھر دونوں جنگل کی طرف چل پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن دونوں کو حساب کتاب کے لیے کھڑا کیا جائے گا۔ عابد کو جنت اور گنہگار کو جہنم کا حکم سنادیا جائے گا۔ گنہگار عابد کو پہچان لے گا لیکن عابد گنہگار کو نہ پہچان پائے گا۔ گنہگار عابد کو پکارے گا: اے فلاں! یاد کر میں نے اس دن جنگل میں اپنی ذات پر تجھ کو ترجیح دی تھی؟ اب مجھ کو جہنم کا حکم سنایا جاچکا ہے تو اپنے رب کے پاس میری شفاعت کردے۔ عابد بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: اے رب! اس نے واقعی اپنی ذات پر مجھ کو فوقیت دی تھی۔ اے رب! آج یہ شخص مجھے ہدیہ کردے۔ پس وہ گنہگار اس کو ہدیہ کردیا جائے گا۔ عابد اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائے گا۔ [1]

اعمال کی شفاعت صاحب اعمال کے لیے (الحدیث):

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سنداً حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں آپؐ فرماتے ہیں: روزہ اور قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: یارب! میں نے اس کو کھانے پینے سے اور دن میں خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا۔ لہٰذا اس کے حق میں مجھے شفاعت کا موقعہ دیجیے۔ قرآن کہے گا: پروردگار! میں نے اس کو رات میں سونے سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمالیجیے۔ [2]

ایک واقعہ:

نعیم بن حماد ابوقلابہ سے سنداً ایک قصہ نقل فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں: میرا بھتیجا شراب کا بہت عادی تھا۔ وہ بیمار پڑ گیا اور اس نے مجھے کہلوایا کہ مجھ سے مل لو۔ میں اس کے پاس چلا آیا۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ دو سیاہ فام شخص اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا بھتیجا تو ہلاک ہوگیا۔ پھر قریب ہی ایک کھڑکی سے دو سفید پوش شخص ظاہر ہوئے اور ایک نے دوسرے

[1] مجمع الزوائد: ۱۳۲/۳۔ ۳۸۲/۱۰۔ مطالب العلیا لابن حجر: ۴۶۵۸۔ کنز العمال: ۱۷۰۴۵۔ [2] الزہد لابن المبارک: ۱۱۴۔

سے کہا: اس کے پاس جاؤ۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو پہلے دونوں سیاہ فام لوگ ہٹ گئے۔ سفید فام بزرگ نے اس کے منہ کو سونگھا اور کہا اس سے ذکر کی خوشبو نہیں آ رہی۔ پھر اس کے پیٹ کو سونگھا اور کہا اس میں روزہ کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے۔ پھر اس کے قدموں کو سونگھا اور کہا ان میں نماز کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یہ سن کر اس کے ساتھی نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی ہے اس میں کہیں بھی کوئی خیر کی خبر نہیں ہے؟ تف ہو تجھ پر! دیکھ دوبارہ دیکھ۔ لہٰذا پہلے سفید پوش بزرگ نے دوبارہ اس کو دیکھا اور کچھ نہ پایا۔ آخر کار دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس کو سونگھا لیکن پہلی مرتبہ اس کو بھی کوئی خیر کی شی ء نہ ملی لیکن جب دوبارہ دیکھا تو اس کی زبان کے کنارے میں ایک تکبیر پائی جو اس نے اللہ کی رضاء کے لیے انطا کیہ میں اس کی راہ میں کہی تھی۔ آخر انہوں نے اس کی روح قبض کر لی۔ لوگوں نے گھر میں مشک کی خوشبو محسوس کی اور اس کے جنازے میں حاضر ہوئے۔ یہ روایت نہایت غریب ہے۔ لیکن اعمال کے شفاعت کرنے پر دلیل ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے التذکرہ میں کتاب الدیباج کے سنداً حوالہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالیں گے۔ (جس پر لکھا ہوگا) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا: پھر اہل جہنم سے اہل جنت کے مثل (کثیر) افراد نکالے جائیں گے یا فرمایا: دو مثل افراد نکالے جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میرا غالب رجحان یہ ہے کہ ایک مثل فرمایا تھا۔ ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ''عتقاء اللہ'' اللہ کے آزاد کردہ۔[1] ترمذی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت حسن ہے۔

ترمذی ہی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں جانے والوں میں سے دو شخص بہت چیخ و پکار کریں گے۔ پروردگار عالی شان فرمائیں گے: ان کو نکالو۔ ان کو نکال لیا جائے گا تو پروردگار ان سے دریافت فرمائیں گے: کس وجہ سے اتنی چیخ و پکار کر رہے ہو؟ وہ کہیں گے یہ حرکت ہم نے اس لیے کی ہے تاکہ آپ کو ہم پر رحم آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری رحمت تمہارے لیے یہی ہے کہ تم دونوں (واپس وہیں) چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں اپنے آپ کو پھر جہنم کے پاس لائیں گے۔ ایک تو جہنم میں چھلانگ لگا دے گا لیکن دوسرا کھڑا رہ جائے گا۔ پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے تو نے کیوں اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جیسے تیرے ساتھی نے اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دیا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے تیری رحمت سے بعید لگتا ہے کہ تو مجھے ایک مرتبہ جہنم سے نکالنے کے بعد دوبارہ اس میں ڈال دے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا تجھے تیری اچھی امید مبارک ہو۔ (اور دوسرے کو اس کی تابعداری مبارک ہو) پھر دونوں کو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔[2]

اس روایت کی سند میں رشدین بن سعد ابن ابی نعیم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں ضعیف راوی ہیں لیکن ترغیب ثواب و امید میں مفید ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں رشدین بن سعد' ابو ہانی الخولانی' عمرو بن مالک الجنبی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ فضالہ

---

[1] ذکرہ المصنف فی تفسیرہ: ۳/۲۵۷۔ الدر المنثور: ۳/۶۔ [2] الترمذی: ۲۵۹۹۔

بن عبید اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو صرف دو آدمی رہ جائیں گے۔ ان دونوں کو جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا۔ ایک مڑ مڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھے گا۔ جبار عز وجل فرمائیں گے اس کو واپس لایا جائے۔ فرشتے اس کو بارگاہ خداوندی میں واپس لائیں گے تو پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے تو کیوں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے امید تھی کہ آپ مجھے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ پس اس کو جنت کا حکم دے دیا جائے گا۔ بندہ (جنت میں نعمتوں کی بارش دیکھ کر) کہے گا: پروردگار نے مجھے اتنا وافر عطا کر دیا ہے کہ اگر میں سارے جنتیوں کی دعوت کروں تو خدا کے دیئے ہوئے میں کچھ کمی نہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اس حدیث کا ذکر فرماتے' مسرت آپ کے چہرۂ اقدس سے پھوٹ پڑتی۔ ❶



❶ مسند احمد: ۵/۲۳۰ و ۶/۲۱۔ کنز العمال: ۳۹۴۳۴۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۳۸۴۔ اتحاف: ۹/۱۷۲۔

فصل

اصحاب اعراف کا بیان

فرمان الٰہی ہے:

''ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب (اہل جہنم اور اہل جنت) کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ (ابھی) بہشت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کرنا''۔ (سورۃ الاعراف: 46-47)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار کا نام ہے۔ حضرت تمیمیؒ صلۃ بن زفر سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: اصحاب الاعراف کو جہنم میں جانے سے ان کی نیکیاں آڑے آ گئیں اور ان کی بدیوں نے ان کے لیے جنت کا راستہ کاٹ دیا۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کرنا''۔ (سورۃ الاعراف: آیت: 47)

پس یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی امید وبیم کی حالت میں ہوں گے کہ پروردگار ان پر جلوہ افروز ہوگا اور ان کو فرمائے گا کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ امام بیہقی نے سنداً حضرت عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہو گئیں۔ ان کو ایک نہر پر لے جایا جائے گا جس کو نہر الحیاۃ کہتے ہیں۔ اس نہر کی مٹی ورس اور زعفران کی ہوگی۔ اس کے کنارے سونے کے سرکنڈوں کے ہوں گے جن پر موتی جڑے ہوں گے۔ وہ اس میں غسل کریں گے جس سے ان کے سینوں پر ہلکی سفیدی ظاہر ہوگی۔ وہ دوبارہ غسل کریں گے تو ان کی سفیدی بڑھ جائے گی۔ پھر ان کو کہا جائے گا: تم جو چاہو اپنی خواہشات کا اظہار کرو۔ وہ اپنی خواہشات بتائیں گے۔ ان کو کہا جائے گا جو تم نے بتایا اور اس سے ستر گنا زیادہ تم کو دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ مساکین الجنۃ ہوں گے۔[1] مصنف ابوالفداء علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں اصحاب الاعراف کے متعلق کئی احادیث

[1] البیہقی: ۱۲۰۔

وارد ہوئی ہیں لیکن ہم نے ان کو ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

سب سے پہلے جو شخص جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا:

صحیح مسلم میں زہری عن عطاء بن یزید اللیثی کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا: کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا: پس اسی طرح قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا: جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو جائے گا جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ ہو جائے گا۔ بس یہ امت اور اس کے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پس میں اور میرے امتی سب سے پہلے اس پل پر سے گزریں گے۔ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہ کر سکے گا اور اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی: اے اللہ! سلامتی فرما! اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا جی یا رسول اللہ! فرمایا: بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہوں گے البتہ جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا اور کوئی نجات پانے والا ہوگا حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔ فرشتے ان کو سجدہ کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ آگ ان نشانات کو جلانے پر قادر نہ ہوگی۔ وہ جہنم سے کوئلہ ہو کر نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تروتازہ آگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے اور ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا: پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی سوال نہ کروں گا اور اس پر رب تعالیٰ اس سے عہد و میثاق کرے گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا پھر جب وہ

جنت کو دیکھے گا تو کچھ عرصہ خاموش رہے گا لیکن پھر سوال کرے گا یارب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد و پیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب الجنۃ کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا: یارب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغاباز ہے۔ بندہ کہے گا یارب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما! پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ پاک ہنسیں گے جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خواہشات بتائے گا حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطاء کیا جاتا ہے کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے سب سے آخری شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا) بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزر چکا اس شخص کا جہنم سے نکلنے کے بعد جنت میں داخلہ تین مراحل میں ہوگا۔ ہر مرحلہ میں وہ ایک درخت کے پاس فروکش ہوگا اور ہر درخت پہلے والے سے اچھا ہوگا۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔[1]

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا شخص:

عثمان بن ابی شیبہ، جریر، منصور، ابراہیم، عبیدہ کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کو میں جانتا ہوں، وہی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا ہوگا۔ وہ شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت کے پاس آ کر خیال کرے گا کہ جنت تو اب تک بھر چکی ہوگی لہٰذا وہ لوٹ کر پروردگار کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا: پروردگار! جنت کو تو میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لیے دنیا اور اس کے دس مثل جنت عطا کی جاتی ہے۔ وہ حیرت میں عرض کرے گا: یارب! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں۔ راوی حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ

[1] البخاری: ۷۴۳۷، ۶۵۷۳۔ المسلم: ۴۵۰، ۴۵۱، ۳، ۴، ۴۵۵۔

کی داڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں۔ یہ شخص جنت میں سب سے کم مرتبہ والا ہوگا۔ ❶

فصل

امام الدارقطنیؒ نے اپنی کتاب ''الرواۃ عن مالک'' اور خطیب بغدادیؒ نے ایک غریب طریق کے ساتھ عبدالملک بن الحکم سے روایت کی ہے وہ مالک' عن نافع کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے' اس سے سوال کرو کہ کیا کوئی مخلوق میں سے باقی ہے؟ مصنفؒ فرماتے ہیں اس روایت کی نسبت امام مالک کی طرف کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔ اگر آپؒ سے یہ روایت ثابت ہوتی تو کتب مشہورہ جیسا کہ خود آپ کی کتاب مؤطا امام مالک میں ضرور ہوتی۔ امام قرطبی پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس روایت کو التذکرہ میں بیان کر کے اس پر یقین کر لیا اور فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے: جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے۔ محدث سہیلیؒ نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تضعیف نہیں فرمائی۔ فالعجب! صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو میں جانتا ہوں۔ وہی سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اس کو اس کے گناہ یاد دلائے جائیں گے۔ تو نے اس دن یہ کیا یہ کیا۔ فلاں دن یہ کیا یہ کیا۔ اس کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا لہٰذا وہ ہاں ہاں کہتا جائے گا۔ ساتھ ساتھ اسے پریشانی بھی ہو رہی ہوگی کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیئے جائیں۔ پھر اسے کہا جائے گا: تجھے ہر بدی کے عوض نیکی دی جاتی ہے۔ تب وہ کہے گا: پروردگار میں نے اور بھی بہت سے برے کام کئے ہیں۔ ان کو یہاں نہیں دیکھ رہا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ ❷

المعجم الکبیر للطبرانی میں سنداً حضرت ابوامامہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے آخر میں جو شخص داخل ہوگا وہ پل صراط پر ایسے پلٹیاں کھا رہا ہوگا جیسے وہ بچہ جسے اس کا باپ مار پیٹ رہا ہو اور وہ اس کی مار سے بچنے کے لیے بھاگ رہا ہو۔ اس کا عمل اس سے عاجز ہوگا کہ اس کو دوڑا سکے۔ وہ خدا سے کہے گا پروردگار! مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے نجات دے دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی بھیجیں گے: میرے بندے! اگر میں تجھے جہنم سے نجات دے دوں اور جنت میں داخل کر دوں تو کیا تو اپنے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لے گا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے جہنم سے نجات دے دے تو میں اپنے سب گناہوں کا اقرار کر لوں گا۔ پس وہ پل عبور کر جائے گا۔ پھر بندہ دل میں خیال کرے گا اگر میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لوں تو ممکن ہے اللہ پاک مجھے واپس جہنم میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی فرمائیں گے میرے بندے اب اپنے گناہوں کا اعتراف کر' میں

---

❶ البخاری: ۶۵۶۷۔ ۶۵۷۱۔ ❷ المسلم: ۴۶۶۔

تیری مغفرت کر دوں گا اور تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔ وہ کہے گا: پروردگار! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور نہ کوئی مجھ سے خطا سرزد ہوئی ہے۔ پروردگار فرمائے گا: بندے! میرے پاس تیرا گواہ موجود ہے۔ وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی کو نہ پا کر کہے گا: پروردگار مجھے اپنے گواہ دکھایئے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی کھال کو بلوائیں گے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بتائے گی۔ بندہ جب یہ ماجرا دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یارب! تیری عزت کی قسم! میرے تو اس سے بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ پاک وحی فرمائیں گے: بندے میں ان کو تجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں تو ان کا اعتراف کر لے' میں ان کو بخش دوں گا۔ پس بندہ گناہوں کا اعتراف کر لے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔

یہ حدیث ارشاد فرما کر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں اور فرمایا: یہ تو سب سے کم مرتبہ والے جنتی کا حال ہے۔ اس سے اوپر والے کیا کیا حال ہوگا (اور کیا شان وشوکت ہوگی) [1] مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک بندہ ایک ہزار سال تک خدا کو ''یا حنان یا منان'' کہہ کر پکارتا رہے گا۔ حنان کا مطلب ہے شفقت فرمانے والا' منان کا مطلب ہے احسان کرنے والا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے: جاؤ میرے اس بندے کو لے کر آؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئیں گے اور اہل جہنم کو گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے اور روتے ہوئے پائیں گے۔ (حضرت جبریل نہ پہچاننے کی وجہ سے) دوبارہ واپس جائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس کو لاؤ وہ فلاں فلاں جگہ میں ملے گا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام اس کو لے آئیں گے اور پروردگار کے سامنے اس کو کھڑا کر دیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنے ٹھکانے اور جائے آرام کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار وہ انتہائی برا ٹھکانہ ہے اور بری آرام گاہ ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو دوبارہ اس کے ٹھکانے پر پہنچا دو۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار مجھے تو آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ مجھے ایک مرتبہ نکال کر دوبارہ اس میں لوٹا دیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ [2] امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

مسلمانوں کے نکلنے کے بعد کافرین کے ساتھ پیش آنے والے احوال:

جب اہل عصیان جہنم سے نکال لئے جائیں گے اور صرف کافر اس میں رہ جائیں گے تو وہ اس میں مریں گے نہ جئیں گے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے:

''سو آج یہ لوگ دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے''۔ (سورۃ الجاثیہ آیت: 35)

ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی بلکہ اسی آگ کے ٹھکانے میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو قرآن نے محبوس کر رکھا ہوگا اور ان پر ہمیشہ کے لیے جہنم کا حکم عائد کیا ہوگا جیسے فرمان الٰہی ہے:

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰/۱۰۔ [2] مسند احمد: ۳/۲۳۰۔

''اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کے لیے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ (دن) دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مددگار کس کے کمزور اور شمار کس کا تھوڑا ہے''۔ (سورۃ الجن آیتان: 23'24)

نیز فرمان الٰہی ہے:

''بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار''۔ (سورۃ الاحزاب: 64'65)

فرمان الٰہی ہے:

''جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ دکھائے گا ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے''۔ (النساء: 168'169)

یہ تین آیات ان کافروں کے لیے جہنم میں ابدالآباد رہنے کا حکم ظاہر کرتی ہیں۔ یہ تین آیات ان کے لیے سخت ترین ہیں۔ اس کے علاوہ مشیت کے ساتھ جو دوام کے حکم ہیں ان پر کلام ہوا ہے ان کی الگ تفصیل ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے فرمایا:

''جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جتنا اللہ چاہے۔ بے شک تیرا رب حکمت والا علم والا ہے''۔

(سورۃ الانعام آیت: 129)

نیز فرمایا:

''تو جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈالے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے''۔

(سورۂ ہود آیتان: 106'107)

مسند احمد میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا اور جنت وجہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی نداء دے گا: اے اہل جنت! اب دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اے اہل جہنم! دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ یہ اعلان سن کر اہل جنت کی خوشیاں دوبالا ہو جائیں گی اور اہل جہنم کا رنج وغم اور بڑھ جائے گا۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا اور پھر اعلان ہوگا: اے اہل جنت! اہل جنت خوفزدہ ہو کر دیکھیں گے کہ کہیں ان کو ان کے ٹھکانے سے تو نہیں نکالا جا رہا ہے۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پھر اعلان ہوگا: اے اہل جہنم! اہل جہنم خوش

---

[1] مسند احمد: ۲/۱۱۸۔

ہو کر دیکھیں گے کہ شاید ان کو یہاں سے نکالا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پس اس کے لیے حکم جاری کر دیا جائے گا اور موت کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا اور دونوں فریقین کو کہا جائے گا جو جہاں ہے وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور موت کبھی نہیں آئے گی۔[1] مصنف فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی اور جید ہے۔ نیز صحیح کی شرط کے مطابق ہے لیکن اس طریق کے ساتھ صحیحین میں سے کسی نے تخریج نہیں فرمائی۔

اہل جنت کی صفات اور نعمتوں کا بیان

جنت کے دروازوں کا بیان:

فرمان الٰہی ہے:

''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام! تم بہت اچھے رہے! اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے''۔ (سورۃ الزمر آیتان: 73'74)

فرمان الٰہی ہے:

''ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے''۔ (سورۂ ص آیت: 50)

فرمان الٰہی ہے:

''اور فرشتے (بہشت کے) باہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے''۔ (سورۃ الرعد آیتان: 23'24)

پہلے احادیث میں گزر رہے کہ مؤمنین جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو اس کو بند پائیں گے پس وہ شفیع کو تلاش کریں گے جو اللہ عزوجل کے ہاں شفاعت کر کے ان کے لیے دروازہ کھلوا سکے۔ پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پھر نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے آئیں گے لیکن ہر ایک انکار کر دے گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم باب الجنت کے حلقہ کو کھٹکھٹائیں گے۔ داروغہ جنت عرض کرے گا کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: محمد۔ وہ عرض کرے گا: مجھے آپ ہی کا حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر دوسرے تمام مؤمنین کے داخلہ کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ چنانچہ انبیاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۲۶۱۔ ۲/ ۳۷۷۔

صحیح میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں سب سے پہلے شفاعت بھی میں کروں گا اور سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک بھی دوں گا۔ امام احمد، امام مسلم اور اہل سنن نے عقبہ بن عامر وغیرہ کی روایت کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح کیا پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور یہ پڑھا:

﴿ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﴾

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔[1] مسند احمد میں (عفان، بشر بن الفضل، عبدالرحمٰن بن اسحاق، ابی حازم کی سند کے ساتھ) حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کا ایک دروازہ باب الریان کہلاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ داروں کو اس سے بلایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔[2] مسند احمد میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو اہل صلاۃ میں سے ہوں گے ان کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الزکوۃ ہوں گے ان کو باب الزکوۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہوں گے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور ابوبکر مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ہو گے۔[3]

عتبہ بن عبداللہ بن السلمی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان کے تین بچے بلوغت کو پہنچنے سے قبل وفات پا جائیں تو وہ بچے اس کو جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔[4] بیہقی میں عتبہ بن عبداللہ السلمیؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے لیکن نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔[5] شفاعت سے متعلق ابوزرعہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محمد! اپنی امت میں سے ہر اس شخص کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر لے جس پر حساب کتاب نہیں ہے۔ باقی دوسرے دروازوں میں سب شریک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت کی چوکھٹ کے درمیان کا فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصرہ کے درمیانی فاصلے جتنا ہے۔[6] صحیح مسلم میں خالد بن عمیر العدوی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''اما بعد! لوگو! دنیا عنقریب دنیا فنا ہونے کا اعلان کر چکی ہے اور پیٹھ پھیر کر چل پڑی ہے۔ برتن کے بچے کھچے پانی کی طرح دنیا کا معمولی

---

[1] المسلم: ۱۳۹، ۱۴۰۔ مسند احمد: ۱/۹۱۔ [2] مسند احمد: ۵/۳۳۔ [3] بخاری، الحدیث: ۱۸۹۷۔ مسلم، الحدیث: ۲۳۶۸۔ ترمذی، الحدیث: ۳۶۷۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۶۸ والحدیث: ۲/۳۶۶ والحدیث: ۴/۳۸۶۔ [4] ابن ماجہ: ۱۶۰۴۔ [5] البیہقی فی البعث والنشور: ۲۵۷ وفی السنن: ۹/۱۶۴۔
[6] البخاری: ۳۳۶۱، المسلم: ۴۷۹۔

حصہ رہ گیا ہے۔ ابن آدم اس بچے کھچے پانی کو بھی اپنے اوپر انڈیل رہا ہے۔ یقیناً تم سب اس دنیا کو چھوڑ کر اس گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا ازدحام ہوگا۔ ❶ مسند احمد میں معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ستر آدمیوں کے برابر ہو۔ ان میں سب سے آخر میں ہو اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ باعزت ہو اور جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا ازدحام ہوگا۔ ❷

امام بیہقی نے اس کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اور اس میں ستر سال کی مسافت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن امام بیہقی نے ماقبل کی چالیس سال والی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کا دروازہ جس سے میری امت کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے لیے تین دن کی ہے۔ اس کے باوجود وہ اس میں اس قدر رش کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ان کے مونڈھے چھیل رہے ہوں گے۔ ❸ امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کیا ہے لیکن وہ خود فرماتے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے اس حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا: مسند عبد بن حمید میں ایک سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ بھی ایک راوی ہیں روایت کی ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہے۔

امام قرطبیؒ نے دعویٰ بلا دلیل کیا ہے کہ جنت کے تیرہ دروازے ہیں اور اس کے سوا کوئی دلیل پیش نہیں ❹ فرمائی کہ جنت کے آٹھ سے زیادہ دروازے ہیں جیسا کہ حدیث عمرؓ میں ہے: جس نے وضوء کیا پھر کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ تو اس کے لیے جنت کے دروازوں میں سے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس روایت کو امام ترمذی وغیرہ نے تخریج فرمایا ہے۔ آجریؒ نے کتاب النصیحۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہا جاتا ہے۔ ایک منادی نداء دے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو چاشت کی نماز پابندی سے پڑھتے تھے اور ان سے کہا جائے گا: یہ تمہارا دروازہ ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ ❺

جنت کے دروازوں کے نام:

حلیمیؒ فرماتے ہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام باب محمد ہے۔ یہی باب التوبہ بھی کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ باب الصلوٰۃ، باب الصوم، باب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ، باب الحج، باب العمرۃ، باب الجہاد اور باب الصلۃ نام کے دروازے ہیں۔ حلیمیؒ کے علاوہ دوسرے شیوخ نے کچھ اور نام بھی گنوائے ہیں: باب الکاظمین، باب الراضین اور باب الایمن، جس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جن پر کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ امام قرطبیؒ نے اس آخری دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے حساب سے

---

❶ المسلم: ۷۳۶۱۔ ❷ مسند احمد: ۳/۵۔ ❸ الترمذی: ۲۵۴۸۔ البیہقی فی البعث والنشور: ۲۵۹۔

❹ تفسیر القرطبی: سورۃ الزمر الآیۃ: ۸۳۔ الحدیث: ۱۵/۲۷۴۔ ❺ البخاری: ۱۸۹۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۶/ ۱۸۸۔ کنز العمال: ۳۵۷۹و ۲۱۴۹۰۔

تین دن کی مسافت بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔

جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت اور نیک اعمال اس چابی کے دندانے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے۔ ❶ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت وہب بن منبہ سے پوچھا گیا: کیا لا الہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ لیکن چابی جب ہی کھولے گی جب اس کے دندانے بھی ہوں ورنہ نہیں کھولے گی یعنی توحید کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور طاعات کا بجالانا اور منہیات سے اجتناب کرنا بھی لازمی شیء ہے'' ۔ ❷

جنت کے محلات کی تعداد ان کی بلندی اور فراخی وکشادگی کا بیان

فرمان الٰہی ہے:

''اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میوؤں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے؟ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور ان باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں خوب گہرے سبز تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (وہ) حوریں خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے''۔ (سورۃ الرحمٰن آیات: 46 تا 78)

❶ الدر المنثور: ۶/ ۶۲۔ الترغیب والترھیب: ۲/ ۶۱۴۔ تفسیر ابن کثیر: ۷/ ۱۱۲۔ ❷ البخاری۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں سونے کی ہیں۔ان کے برتن وغیرہ ہر چیز سونے کی ہے۔دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ان کے برتن وغیرہ ہر چیز چاندی کی ہے۔جنت عدن میں ان لوگوں اور خدائے عزوجل کے درمیان صرف ایک کبریائی کی چادر ہوگی جو خدائے عزوجل کے چہرے پر ہوگی''۔[1] امام بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سابقین کے لیے سونے کی دو جنتیں ہیں اور اصحاب الیمین کے لیے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔[2] امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں یوم بدر کو حضرت حارثہ شہید ہو گئے۔ان کو انجان تیر آ لگا تھا (جس کی وجہ سے وہ جام شہادت نوش فرما گئے) ان کی اہلیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں حارثہ کی میرے دل میں کیا وقعت تھی لہٰذا اگر تو وہ جنت میں ہیں تو میں ان پر نوحہ زاری نہیں کرتی۔ورنہ ابھی آپ دیکھ لیں گے میں کیا (رونا دھونا) کرتی ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے کیا ایک ہی جنت ہے!!؟ بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔

اللہ کے راستہ میں معمولی عمل اور جنت کی کم ترین شیء دونوں دنیا و مافیہا ء سے بہتر ہیں:

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: راہ خدا میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔اور تمہاری (اہل جہاد کی) کمان کی مقدار اور کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک آسمان وزمین والوں پر جلوہ گر ہو جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کو روشن و تابناک کر دے اور سارا جہاں خوشبو سے مہک اٹھے۔جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3] حضرت قتادہؓ سے مروی ہے فرمایا: فردوس جنت میں سب سے بالائی وسطی اور افضل ترین جگہ ہے۔[4] فرمان الٰہی ہے:

''یعنی اونچے (اونچے محلوں کے) باغ میں''۔(سورۃ الحاقۃ آیت:22)

فرمان الٰہی ہے:

''تو ایسے لوگوں کے لیے اونچے اونچے درجے ہیں''۔(سورۂ طٰہٰ آیت:75)

فرمان الٰہی ہے:

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے تیاری کی گئی ہے''۔(سورۂ آل عمران آیت:133)

فرمان الٰہی ہے:

''(بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کا عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں' لپکو! یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے''۔(الحدید:21)

---

[1] البخاری رقم الحدیث: ۴۸۷۸ والحدیث: ۴۸۸۰۔المسلم: ۴۴۷۔ [2] البیہقی فی البعث والنشور: ۲۴۲۔ [3] البخاری: ۶۵۶۷: ۶۵۶۸۔ [4] المعجم الکبیر: ۷/ ۲۵۸۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا' نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے خواہ اس نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی ہو یا اپنی جائے پیدائش میں بیٹھا رہا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو خبر دے دیں؟ فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں۔ اللہ نے وہ اپنے راستے کے مجاہدین کے لیے تیار کئے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اور جب بھی تم اللہ سے سوال کرو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا بیچوں بیچ اور جنت کا سب سے بالائی درجہ ہے۔ اس کے اوپر عرش رحمٰن ہے۔ اسی سے جنت کی تمام نہریں پھوٹتی ہیں۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کے ہم معنی حدیث روایت فرمائی ہے۔ [1]

فردوس کا سب سے اعلیٰ اور بلند درجہ ہے' نماز اور روزہ اللہ کی مغفرت کا سبب ہیں

ابوالقاسم الطبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: جس شخص نے پانچ نمازیں قائم کیں' رمضان کے روزے رکھے' (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں بھول گیا کہ آپ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہیں تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ ہجرت کرے یا وہیں بیٹھا رہے جہاں اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں جا کر لوگوں کو نہ بتادوں؟ فرمایا: چھوڑ دو انہیں عمل کرنے دو۔ بے شک جنت میں سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ فردوس ہے۔ اسی پر عرش خداوندی ہے۔ یہ جنت کا بالکل درمیانی حصہ ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ پس تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ اسی طرح امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے اور امام ابن ماجہ نے بھی اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ [2]

جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں

مسند احمد میں عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ [3] ابن عفان فرماتے ہیں: آسمان و زمین کے درمیان جتنی مسافت کے بقدر جنت کے درجوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی سے چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ عرش اس کے اوپر ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ مصنفؒ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ فردوس کی مذکورہ صفت گنبد نما عمارت میں ہی ممکن ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا وسط اور بالائی حصہ گنبد کی چوٹی پر منتہی ہوتا ہے۔

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ [4] امام ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں ہر دو درجوں کے

---

[1] البخاری: ۷۴۲۳۔ مسند احمد: الحدیث: ۲/۳۳۵ والحدیث: ۲/۳۳۹ والحدیث: ۵/۳۱۶۔ [2] الترمذی: ۲۵۳۰۔ ابن ماجہ: ۴۳۳۱۔

[3] مسند احمد: ۵/۳۲۱۔ ۵/۳۱۶۔ [4] المستدرک للحاکم: ۱/۸۰۔ کنز العمال: ۳۹۲۲۱۔ ۳۹۲۳۰۔ الدر المنثور: ۲/۲۰۵۔ ۴/۲۵۵۔

درمیان سو سال کی مسافت کا ذکر ہے۔ [1] اور اس کے متعلق امام ترمذی نے حسن صحیح کا حکم عائد فرمایا ہے لہٰذا سو سال کی روایت زیادہ اصح ہے۔ حافظ ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں اگر سارے جہاں والے ایک ہی درجہ میں آ جائیں تو وہ ان کے لیے کافی ہو جائے گا۔ [2] امام ترمذی اور امام احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

اہل جنت میں ادنیٰ اور اعلیٰ جنتی کے لیے نعمتوں کا بیان

فرمان الٰہی ہے:

''اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے''۔ (سورۃ الدھر: 20)

پہلے متفق علیہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے شخص کو کہا جائے گا کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے دنیا جتنی جنت اور اس کے بھی دس مثل مزید دی جائے۔ [3] مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہل جنت میں سب سے کم درجہ والا جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات' نعمت و آسائش' حشم و خدم اور تخت و سریر کو ہزار سال کی مسافت سے ہی دیکھ لے گا اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا شخص وہ ہوگا جو صبح و شام اللہ کے دیدار کا مستحق ہوگا۔ [4] پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی' جس کا ترجمہ ہے:

''اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے دیدار میں محو ہوں گے''۔ (القیامہ: 22-23)

مسند احمد میں ہی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا بھی وہ شخص ہوگا جو اپنی سلطنت کو دو ہزار سال کی مسافت سے بھی یوں دیکھے گا جیسے قریب سے دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ازواج اور حشم و خدم کو بخوبی دیکھے گا اور اہل جنت میں سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ شخص ہوگا جو ہر روز دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے گا۔ [5] مسلم اور طبرانی میں سفیان بن عیینہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رب! مجھے اہل جنت میں سب سے کم مرتبے والا شخص بتائیے۔ فرمان ہوا: ہاں میرا وہ بندہ جو تمام لوگوں کے (جنت میں) اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو جانے اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں کیسے اس میں داخل ہوں جب کہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو گئے ہیں اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہو گئے ہیں۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لیے دنیا کے بادشاہوں جیسا (ٹھاٹھ باٹھ) ہو جائے۔ وہ عرض کرے گا یا رب! میں راضی ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے لے تیرے لیے اتنا اور اتنا ہوا۔ اس موقع پر حضرت سفیانؒ نے اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر (غالباً دس کا) اشارہ کیا۔ بندہ کہے گا: یا رب! میں راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! اب مجھے اہل جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ والے شخص کا بتائیے۔ فرمایا: ہاں' وہی لوگ میرے خیال میں ہیں

---

[1] الترمذی: ۲۵۲۹۔ [2] الترمذی: ۲۵۳۲۔ مسند احمد: ۵/۳۱۶۔ ۵/۳۲۱۔ ۲/۲۹۲۔ [3] البخاری: ۶۵۷۱ المسلم: ۳۶۰۔

[4] مسند احمد: ۲/۱۳۔ ۲/۶۴۔ [5] الترمذی: ۲۵۵۳ مسند احمد: ۲/۱۳۔ ۲/۶۴۔

ان کا میں بتاتا ہوں۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ میں نے ان کی عزت کو پودا لگایا ہے۔ انہی پر میں نے کرامت کو ختم کر دیا ہے۔ (ان کے لیے میں نے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں) جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[1]

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس روایت کا مصداق ہے فرمان الٰہی ہے

''کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے''۔

(سورۃ السجدہ آیت: 17)

صحیحین میں ہے اور مسلم کے الفاظ ہیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[2] اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس کا مصداق ہے' فرمان الٰہی ہے:

''کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے''۔

(سورۃ السجدہ آیت: 17)

مسند احمد میں حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں حاضر ہوا' جس میں جنت کی صفات بیان کی جا رہی تھیں حتیٰ کہ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں وہ چیزیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[3] پھر آپ ﷺ نے فرمان الٰہی کی تلاوت فرمائی:

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے''۔ (سورۃ السجدہ آیتان: 16'17)

امام مسلم نے ہارون بن معروف سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنت کے بالا خانوں' ان کی بلندی' کشادگی اور فراخی کا ذکر (اللہ پاک ہمیں ان کی سکونت بخشے):

فرمان الٰہی ہے:

''لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے اونچے اونچے محل ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے ہوء ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) خدا کا وعدہ ہے' خدا وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔ (سورۃ الزمر آیت: 20)

فرمان الٰہی ہے:

''ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ دلجمعی سے بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے''۔ (سورۃ السبا آیت: 37)

1. المسلم: ۴۶۴۔ الطبرانی فی الکبیر: ۶/ ۵۸۴۷۔ ۶/ ۲۰۰۔ ۶/ ۲۰۰۰۳۔
2. البخاری: ۸۴۹۸۔ المسلم: ۴۶۴۔ 3. مسند احمد: ۵/ ۳۳۴۔

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت اپنے اوپر سے کمروں کے اندر (دوسرے جنتیوں کو) یوں دیکھیں گے جیسے تم مشرق ومغرب سے اپنے اوپر ستاروں کو دیکھتے ہو۔ یہ تفاوت اہل جنت کے درجات کے تفاوت سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا یہ (اونچی) منازل انبیاء کے لیے ہوں گی جن تک کسی اور کی رسائی نہ ہو سکے گی۔ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؟ یہ انبیاء کی منازل ہوں گی اور (ان کے علاوہ) ان لوگوں کی بھی منازل ہوں گی' جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ [1]

صحیح میں سہلؓ بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں دور' گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ [2] مسند احمد حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ ان کے درمیان درجات کے تفاوت کی وجہ سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا ان (اونچی) منازل میں انبیاء ہوں گے؟ فرمایا نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور بہت سے لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ یہ روایت امام بخاری کی شرط پر پوری ہے۔ [3]

اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والوں کے محلات

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے جنت میں بالا خانے یوں دکھائی دیں گے جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ۔ پوچھا جائے گا: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ [4] ابوعطیہ حضرت ابوسعیدؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اہل علیین کو دوسرے جنتی یوں دیکھیں گے جیسے آسمان کے افق میں ستارہ دیکھا جاتا ہے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ انہی میں سے ہیں۔

جنت سب اعلیٰ ترین مرتبہ ''وسیلہ'' جس میں حضور ﷺ کھڑے ہوں گے

صحیح البخاری میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے وہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: جس نے اذان سن کر یہ کہا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدَ الْوَسِيْلَةَ، وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ.

تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ [5] صحیح مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہہ رہا ہے وہی تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ

---

[1] البخاری: ۳۲۵۶۔ المسلم: ۳: ۷۰۲۔ [2] البخاری: ۶۵۵۵۔ المسلم: ۳: ۷۰۲۔ [3] البخاری: ۶۵۵۵۔ مسند احمد: ۲/ ۳۳۹۔

[4] مسند احمد: ۳/ ۸۷۔ [5] البخاری: ۶۱۴۔

پر درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ [1]

وسیلہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا شیء ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس کو ایک ہی شخص پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ [2] مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں وسیلہ ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ پس اللہ سے سوال کرو کہ مجھے وسیلہ عطا فرمائے۔ [3] طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ دنیا میں جس بندے نے بھی میرے لیے اس کا سوال کیا قیامت کے دن میں اس کے لیے شفاعت کروں گا یا فرمایا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ [4]

جنت کے خمیر کا ذکر کہ کس چیز سے اس کی تعمیر ہوئی؟

مسند احمد میں ہے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے آزاد کردہ غلام ابومدلہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اہل آخرت میں سے ہو جاتے ہیں لیکن جب آپ سے جدا ہوتے ہیں تو دنیا میں لگ جاتے ہیں اور بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہنے لگے جو مجھ سے ملاقات کے وقت رہتا ہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں اور وہ تمہارے گھروں میں آ آ کر تمہاری زیارت کرنے لگیں۔ لیکن اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلہ دوسری قوم کو لے آئیں جو گناہ کریں (اور اللہ سے مغفرت مانگیں) اور اللہ ان کی مغفرت فرماتا رہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں جنت کا بتائیے کہ کس چیز سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے ہے۔ اس کے پتھر لولو اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے جو اس میں داخل ہوگیا تر و تازہ رہتا ہے کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ رہتا ہے کبھی نہیں مرتا نہ اس کا لباس پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کا شباب زائل ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا: ایک اینٹ سفید موتی سے ایک اینٹ سرخ یاقوت سے اور ایک اینٹ سبز زبرجد سے۔ اس کی ملاوٹ مشک کی رکھی۔ اس کے کنکر لولو ہیں اور اس کی گھاس زعفران ہے۔ اس کے بعد پروردگار نے فرمایا: بول تو جنت گویا ہوئی: قد افلح المؤمنون. بے شک مومنین فلاح پا گئے۔ (سورۃ المؤمنون آیت: 1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! کوئی بخیل میرا پڑوسی نہیں بنے گا۔ پھر

---

[1] المسلم: ۸۴۷۔ [2] مسند احمد: ۲/۲۶۵۔ [3] مسند احمد: ۳/۸۳۔ [4] الاوسط للطبرانی: ۶۳۷۔ مجمع الزوائد: ۱/۳۳۳۔

آپ ﷺ نے یہ فرمانِ الٰہی تلاوت فرمایا:

''اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچ گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں''۔ (سورۃ التغابن 16)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ تروتازہ رہے گا کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔ نہ اس کا لباس پرانا ہوگا اور نہ اس کا شباب زائل ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جنت کی تعمیر کس چیز سے کی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک ہے۔ اس کے پتھر لولو اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔[1] گندھاؤ سے مراد گارا ہے جس سے اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑی جاتی ہیں۔ مسند البزار میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے۔ اس کا گارا مشک ہے۔ جنت کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا: کلام کر تو جنت گویا ہوئی: قد افلح المؤمنون۔ بے شک مومنین فلاح پا گئے۔ (سورۃ المومنون آیت: 1) ملائکہ نے جنت کو کہا: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے اللہ کا فرمان ہے۔ داؤد بن ابی ہند نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ہر مشرک اور شراب کے عادی پر اس کو ممنوع قرار دے دیا۔[2] طبرانی میں (احمد بن خلید' ابوالیمان الحکم بن نافع' صفوان بن عمر' مہاجر بن میمون کی سند کے ساتھ) حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد فداہ ابی وامی حضور ﷺ سے عرض کیا: ہماری ماں خدیجہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کے اس گھر میں جہاں کوئی شور ہے نہ شغب۔ مریم اور خاتون فرعون آسیہ کے درمیان۔[3] حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: کیا یہی موتی؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ چمکدار موتی جو یاقوت اور لولو اور دوسرے موتیوں کے ساتھ پرو دیا گیا ہو۔

امام طبرانی فرماتے ہیں: حضرت فاطمہؓ سے صرف اسی سند سے روایت ہوئی ہے۔ صفوان بن عمرو اس میں متفرد ہیں۔ مصنف فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے لیکن صحیح بخاری میں اس کا شاہد موجود ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دوں جو چمکدار موتی کا بنا ہوا ہے اس میں شور ہوگا نہ شغب۔[4] حدیث میں ''فی بیت من قصب'' کے الفاظ ہیں قصب کے بہت سے معنی ہیں۔ یہاں مقام کی مناسبت سے چمکدار موتی معنی لیا گیا ہے۔ قصب کا اطلاق اس نشان پر بھی ہوتا ہے جو دوڑ کے مقابلے میں انتہاء پر گاڑ دیا جاتا ہے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ کے لیے قصب اللولو اس لیے فرمایا گیا ہے کیونکہ حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں سب سے سبقت لے گئیں تھیں جیسا کہ اول بعثت والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو وحی آنے کی خبر دی اور ہیبت زدگی کی وجہ سے فرمایا: مجھے اپنے ہوش وحواس جاتے رہنے کا ڈر

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۰/۳۹۷۔ کنز العمال: ۳۹۴۸۹۔ [2] کنز العمال: ۱۳۱۸۵۔ الدر المنثور: ۲/۳۲۳۔

[3] مجمع الزوائد: ۹/۲۲۳۔ [4] تفسیر ابن کثیر الحدیث: ۴/۴۵۷۔

ہو چلا ہے تو حضرت خدیجہ ؓ نے آپ کو ایسے الفاظ سے تسلی دی جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت خدیجہ ؓ نے عرض کیا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ کہتے ہیں، یتیموں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے کس کو سہارا دیتے ہیں، مصائب زمانہ پر (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں حضرت خدیجہ ؓ کا ذکر مریم اور آسیہ علیہا السلام کے درمیان کیا گیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں یہ دونوں عظیم خواتین حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں گی۔ بعض علماء نے اس کو ذیل کی سورۃ سے استنباط فرمایا ہے: یاایھا النبی لم تحرم [1] اس میں آگے چل کر فرمایا: ثیبات و ابکارا یعنی کنواریاں اور شادی شدہ عورتوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی شادی فرمادیں گے۔ کنواری تو حضرت مریم ہیں اور شادی شدہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ ہیں۔ حضرت براءؓ وغیرہ اسلاف سے اس کے مثل منقول ہے۔

قیام اللیل، کھانا کھلانا اور کثرت صیام کی فضیلت

ابن ابی الدنیا میں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! یہ بالا خانے کس کے لیے ہوں گے؟ فرمایا: اس کے لیے جس نے اچھا کلام کیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی ودوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سورہے ہوتے۔ [2] امام ترمذیؒ نے اس کو علی بن حجر عن علی بن مسہر عن عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ روایت غریب ہے اور ہم اس کو صرف اسی (راوی) کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس شخص کے لیے تیار کیا ہے جس نے (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی ودوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سورہے ہوتے ہیں۔ [3]

دوسری روایت میں ہے کہ جنت کی چھتیں نور کی ہیں۔ بجلی کی مانند چمکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہ لکھ دی ہوتی کہ جنتیوں کی نگاہیں صحیح سالم رہیں گی تو ان کی بصارت جاتی رہتی۔ بیہقی میں جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو جنت کے بالا خانوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں تمام قیمتی جوہروں سے بنے ہوئے بالا خانے ہیں۔ ان کے اندر سے باہر کا نظارہ ہوتا ہے اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ ان میں وہ نعمتیں، لذتیں اور مرغوب غذائیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ بالا خانے کس کے لیے ہوں گے؟ فرمایا: جس نے سلام کو رواج دیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، روزوں پر دوام کیا اور رات کے اس پہر میں نماز پڑھی جب لوگ سورہے ہوں۔ [4]

راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کس میں ان سب چیزوں کی ہمت ہوسکتی ہے؟ فرمایا: میری امت اس کی طاقت

---

[1] تحریم: الآیۃ: ۱۔ [2] الترمذی: ۲۵۲۷۔ [3] کنز العمال: ۴۳۳۰۶۔ [4] اتحاف السادۃ المتقین الحدیث: ۱۰/۵۲۹۔ المغنی للعراقی الحدیث: ۴/۵۱۰۔

رکھتی ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جس نے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت سلام کیا اور اس نے جواب دیا تو بس اس نے سلام کو رواج دے دیا اور جس نے اپنے اہل و عیال کو کھانا کھلایا اور ان کو سیر کر دیا تو بس اس نے کھانا کھلا دیا اور جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر مہینے میں سے تین دن کے مزید روزے رکھے پس اس نے روزوں پر مداومت کر لی اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے اس وقت نماز پڑھ لی جس وقت یہود نصاریٰ اور مجوسی لوگ سو رہے تھے۔ بیہقی میں حسن بن فرقد حضرت حسن بصریؒ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔

﴿ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ﴾ .

''اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے)''۔ (سورۃ التوبۃ: 72)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بہت بڑے) موتی کا ایک محل ہے۔ اس محل میں یاقوت سے بنے ہوئے گھر ہیں۔ ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک تخت ہے۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستر بستر ہیں اور ہر بستر پر ایک حور عین ہے اور ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہیں۔ ہر دستر خوان پر ستر رنگ کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر خادم ہیں اور مؤمن کو ان چیزوں کے تمام لوازمات بھی دیئے جائیں گے۔[1] امام ابن کثیر فرماتے ہیں یہ روایت نہایت غریب ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔ حضرت عبداللہ بن وھب' عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کو ایک موتی کا بنا ہوا محل دیا جائے گا' اس محل میں ستر کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے میں ایک حور عین ہوگی۔ ہر کمرے کے ستر دروازے ہوں گے۔ جنتی پر ہر دروازے سے جنت کی خوشبو آئے گی اور ہر دروازے کی خوشبو دوسرے دروازے سے یکسر مختلف ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے''۔ (سورۃ السجدہ آیت: 17)

امام قرطبیؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً نقل فرمایا ہے۔ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن میں کوئی چیز لٹکی ہوئی ہے اور نہ کوئی ستون ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! ان میں اہل جنت کیسے داخل ہوں گے؟ فرمایا: پرندوں کی مانند۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ بالا خانے کن لوگوں کے لیے ہوں گے؟ فرمایا: مصیبت زدوں' بھوکوں اور بے کسوں کے لیے (جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور رب کی رضاء میں راضی رہتے ہیں)[2]

جنت کے خیموں کا ذکر

فرمان الٰہی ہے:

''(وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے''۔

(سورۃ الرحمن آیتان: 72'73)

---

[1] تفسیر القرطبی: ۱۸/ ۸۸ تفسیر القرطبی: ۱۸/ ۸۸ تفسیر الطبری: ۱۰/ ۱۲۴۔ [2] تفسیر القرطبی: ۱۸/ ۸۸۔

صحیحین میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کے اندر بنا ہوا خیمہ ہوگا۔ اس خیمہ کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مؤمن کے اہل خانہ بسیں گے۔ مؤمن ایک کے پاس آئے گا لیکن کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائے گا۔ مذکورہ روایت میں مسلم کے الفاظ ہیں لیکن بخاری کی روایت میں خیمہ کی لمبائی تیس میل آئی ہے لیکن صحیح ساٹھ میل ہیں۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا اس کی لمبائی ایک فرسخ (یعنی تین میل) ہوگی۔ اس کی چوڑائی بھی ایک فرسخ ہوگی۔ اس میں سونے کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔ اس کے گردوپیش بھی پچاس فرسخ تک شامیانے ہوں گے۔ جنتی کے پاس ہر دروازے سے اللہ کی طرف سے تحفہ آئے گا اور یہی مطلب ہے اس فرمان باری کا:

''اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے''۔ (سورۃ الرعد آیت 23)[1]

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں ہمیں ہمام نے عکرمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمایا ہے کہ خیمہ ایک ایسا موتی ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور ایک مربع فرسخ اس کی پیمائش ہوگی اس کے چار ہزار سونے کے کواڑ ہوں گے۔ حضرت قتادہؒ خالد العصری کے توسط سے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں: خیمہ ایک موتی کا بنا ہوا ہوگا۔ ستر اس کے دروازے ہوں گے اور سب کے سب موتی کے ہوں گے۔

جنت کی مٹی کا ذکر:

صحیحین میں حدیث معراج میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت میں لے جایا گیا دیکھا تو وہاں موتی کی چٹانیں ہیں اور وہاں کی مٹی مشک ہے۔[2] مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا: ابن صائد نے عرض کیا: وہ انتہائی ملائم' نرم سفید اور مشک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے متعلق فرمایا: میں یہود سے جنت کے بارے میں پوچھتا ہوں اور (اتنا بتادوں کہ) وہ مٹی نرم وملائم اور سفید ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یا اباالقاسم وہ روٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کی روٹی ہے۔ گزشتہ اوراق میں جنت کی تعمیر کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اس کا گارا مشک ہے۔ اس کے پتھر موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ بعض روایتوں میں مشک کی مٹی آئی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ کہیں مشک بطور مٹی استعمال ہو اور کہیں زعفران۔

یہ وسعت اور کشادگی اس قدر قیمتی ہوگی صحیح میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی کمان کی جگہ یا اس کے پاؤں کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3] مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی جنتی کے کوڑے کی رسی آسمان وزمین سے بہتر ہے۔[4] یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔ ابن وہبؒ فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن

---

[1] البخاری: ۳۲۴۳۔ المسلم: ۷۰۸۹۔ الترمذی: ۲۵۲۸۔ مسند احمد: ۴/۴۰۰۔ ۴/۴۱۱۔

[2] مسند احمد: ۵/۱۴۴۔ [3] اتحاف السادۃ المتقین: ۷/۷۵۔ [4] مسند احمد: ۲/۳۱۵۔

الحارث نے سلیمان بن جنید کے حوالہ سے خبر دی کہ عامر بن سعدؓ بن ابی وقاص نے فرمایا جنید راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ عامر نے اپنے والد سعدؓ بن ابی وقاص کی نسبت بیان کیا یا [illegible] نے [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اگر جنت کا کچھ حصہ دنیا میں ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے درمیان کو روشن کر دے۔

جنت کی نہروں اور درختوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں''۔ (سورۃ البقرہ آیت: 25)

''ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی''۔ (سورۃ الاعراف آیت: 43)

جنت' جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفی کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)

''اور ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے''۔ (سورۂ محمد آیت: 15)

''جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہے''۔

(سورۃ الرعد آیت: 35)

مسند احمد میں حکیم بن معاویہ سے مروی ہے وہ اپنے والد معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں دودھ کا سمندر ہے' پانی کا سمندر ہے' شہد کا سمندر ہے' شراب کا سمندر ہے اور سب نہریں انہی سے پھوٹتی ہیں۔[1] ترمذی میں ابوبکر بن قیس سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا خیال ہے کہ جنت کی نہروں کی زمین میں حدود ہوں گی۔ نہیں اللہ کی قسم! وہ تو زمین کی سطح پر تیرتی ہیں اور ان کے کنارے موتیوں کے ہیں۔ ان کے بند موتیوں کے ہیں اور ان کی مٹی اذخر خالص مشک ہے۔[2] عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ اذفر کیا شیء ہے؟ فرمایا جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ بات اچھی لگے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو شراب پلائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ دنیا میں اس سے کنارہ کش رہے اور جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں ریشم پہنائیں تو اس کو چاہیے کہ دنیا میں اس کے پہننے سے باز رہے۔ جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کا دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس سب سے بہتر ہوگا۔[3]

---

[1] مسند احمد: ۴/۲۱۱۔ [2] الترمذی: ۳۳۶۰۔ [3] کنز العمال: ۱۳۲۲۰' اتحاف السادۃ: ۵۳۲' موارد الظمآن: ۲۶۲۲۔

جنت کی مشہور ترین نہر کوثر کا بیان (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے سیراب فرمائیں)

فرمانِ الٰہی ہے:

''(اے محمدؐ!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا''۔ (سورۃ الکوثر آیات: 1 تا 3)

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورت بالا نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں بہت ہی خیر ہے۔[1] صحیحین میں حضرت انسؓ سے حدیث معراج منقول ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایک نہر پر آیا اور اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: (یہ نہر) کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔[2]

ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ پھر میں نے اس نہر میں ہاتھ مارا تو (اس کی مٹی) خالص مشک پائی۔ مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ میں نے اس کو دیکھا تو وہ ایک نہر تھی جو زمین کی سطح پر بہہ رہی تھی۔ اس کے کنارے موتیوں کے گنبد تھے۔ نہر پر کوئی (سائبان یا) چھت نہیں تھی۔ لہٰذا میں نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا تو خالص مشک پائی اور اس کے کنکر موتی تھے۔[3] مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوثر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کی مٹی مشک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس نہر پر ایسے پرندے آتے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح (لمبی لمبی) ہیں۔[4]

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ پرندے کیا ہی تروتازہ ہوں گے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے زیادہ تروتازہ ہوں گے۔ امام حاکم کی روایت میں حضرت حذیفہؓ سے یہی روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو یہ بھی فرمایا: اے ابوبکر تو بھی ان پرندوں کے کھانے والوں میں سے ہے۔[5] مسند احمد میں یہی روایت دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں مذکورہ بالا سوال حضرت عمرؓ نے کیا اور آنحضرتؐ نے ان کو وہی جواب عنایت فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے زیادہ تروتازہ ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے' اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ اس کا پانی موتیوں پر بہتا ہے اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے' شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[6] ایک روایت میں برف سے زیادہ سفید ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔[7]

---

❶ تخریجہ کما سبق الثنی۔ ❷ المسلم: ۸۹۲ ابوداؤد: ۷۸۴۔ مسند احمد: ۱۰۲/۳۔ ❸ مسند احمد: ۱۵۲/۳۔ ۲/۳۔ ❹ مسند احمد: ۱۰۲/۳۔ ۲۳۶/۳۔

❺ اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/ ۵۴۱۔ ❻ مسند احمد: ۳/ ۲۳۶۔ ❼ الترمذی: ۳۳۳۱' ابن ماجہ: ۴۳۳۴ مسند احمد: ۳/ ۲۳۶۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اور کوثر کی ایک اور تفسیر:

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ کوثر کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر سے مروی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کوثر ایک خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ ابن بشر کہتے ہیں میں نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کہ عام طور پر تو یہ مشہور ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے؟ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: جنت کی کوثر نامی وہ نہر بھی اسی خیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ ابن جریر میں حضرت ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کے کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔ اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر بہتا ہے اور وہ پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

بخاری میں ابوعبیدہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾

''ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا''۔ (سورۂ کوثر آیت: 1)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی کو عطا کی گئی ہے۔ اس کے کنارے (گنبدنما) موتیوں کے ہیں۔ اس کے (پینے کے) برتن آسمان کے ستاروں کی طرح (لاتعداد اور روشن) ہیں۔ ❷

نہر کوثر کی آواز::

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا: جنت میں جو داخل ہوگا اس کی آواز نہیں سنے گا الا یہ کہ اس قدر جب آدمی اپنے کان بند کرتا ہے تو سائیں سائیں کی مدہم سی آواز سنائی دیتی ہے۔

جنت میں نہر بیدخ کا ذکر

ایک صحابیہؓ کے سچے خواب کا بیان:

مسند احمد میں سنداً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب پسند تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ لہٰذا کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا۔ اگر اس میں کوئی بری بات نہ ہوتی تو آپ اس کو پسند فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت خدمت رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں (خواب میں کیا) دیکھتی ہوں گویا میں جنت میں داخل ہوگئی۔ میں نے ایک تیز آواز سنی جس کو سن کر اہل جنت رونے لگ

❶ الترمذی: ۳۳۶۱، ابن ماجہ: ۴۳۳۴، مسند احمد: ۲۳۶/۳۔ ❷ البخاری: ۴۹۶۶۔

گئے۔ میں نے دیکھا تو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو لایا گیا حتیٰ کہ میں نے بارہ آدمی گن لئے۔ راوی کہتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے ایک جنگی دستہ بھیج چکے تھے۔ عورت نے آ کے ذکر کیا پھر ان بارہ آدمیوں کو لایا گیا ان کے جسموں پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ان کی رگوں سے خون پھوٹ رہا تھا۔ پھر کہا گیا ان کو بیدخ یا نہر بیدخ کہا گیا میں لے جاؤ۔ وہ اس میں غوطہ زن ہو گئے۔ پھر جب نکلے تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہو گئے۔ پھر کرسیاں لائی گئیں اور وہ ان پر بیٹھ گئے۔ پھر ایک بڑا یا چھوٹا پیالہ لایا گیا۔ اس میں تازہ پھل تھے۔ انہوں نے ان کو کھایا۔ وہ جب بھی لقمہ لیتے اور کسی نئے ذائقہ کا خیال کرتے تو وہی ذائقہ اس میں پاتے۔ میں نے بھی اس میں سے کھایا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس جنگی دستہ کا خبر رساں شخص آ گیا اور خبر دی: یا رسول اللہ! یوں یوں اور فلاں فلاں شہید ہو گئے حتیٰ کہ اس نے وہی بارہ اشخاص گنوائے جن کو اس سے پہلے عورت گنوا چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو میرے پاس لاؤ۔ وہ بلوائی گئی آپ ﷺ نے عورت کو فرمایا: اس شخص کو بھی اپنا خواب سناؤ۔ عورت نے مخبر کو خواب گوش گزار کیا تو وہ شخص بولا: یا رسول اللہ! بالکل ایسا ہی ہوا جیسا یہ کہہ رہی ہے۔ ❶

جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق کا ذکر اور جنت کی نہروں کے نام:

مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر (جاری) نہر بارق کے قریب سبز گنبد میں ہوں گے۔ صبح و شام جنت سے ان کا رزق آئے گا۔ ❷ حدیث الاسراء میں سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا: اس (سدرۃ المنتہیٰ) کی جڑ سے دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری پھوٹ رہی ہیں۔ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔ مسند احمد اور صحیح مسلم میں (بالفاظ مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیحون، جیحون، فرات اور نیل ہر ایک جنت کی نہریں ہیں۔ ❸

حافظ ضیاء نے اپنے طریق کے ساتھ جس میں مسلمۃ بن علی الخشنی راوی بھی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت سے پانچ نہریں نازل فرمائیں ہیں: سیحون، یہ ہند کی نہر ہے۔ جیحون، یہ بلخ (افغانستان) کی نہر ہے۔ دجلہ اور فرات، یہ عراق کی نہریں ہیں۔ نیل، یہ مصر کی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت کے چشموں میں سے ایک ہی چشمے سے جاری فرمایا ہے۔ یہ چشمہ جنت کے درجات میں سب سے نچلے درجہ میں جبریل علیہ السلام کے پروں پر واقع ہے۔ اللہ نے اس کو پہاڑوں کے پاس امانت رکھوایا اور زمین میں اس کو جاری فرمایا اور لوگوں کے لیے اس میں ان کی معیشت کے فوائد رکھے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا''۔ (سورۃ المومنون آیت: 18)

آگے فرمایا: پس جب یاجوج اور ماجوج کا خروج ہوگا اللہ تعالیٰ جبریل کو بھیجیں گے اور زمین سے قرآن اٹھا لیا جائے گا، سارا علم اٹھا لیا جائے گا حجر اسود اٹھا لیا جائے گا، رکن البیت کے پاس سے مقام ابراہیم اٹھا لیا جائے گا، موسیٰ کا تابوت اپنے مشمولات کے ساتھ اٹھا

---

❶ مسند احمد: ۳/ ۱۳۵۔ ❷ مسند احمد: ۱/ ۲۶۶۔ ❸ المسلم: ۷۰۹۰، مسند احمد: ۲/ ۲۸۹۔

لیا جائے گا اور یہ پانچوں نہریں اٹھالی جائیں گی۔ یہ سب چیزیں آسمان کی طرف اٹھالی جائیں گی۔ یہ مطلب ہے اس فرمان الٰہی کا:

''اور ہم اس کے اٹھا لے جانے پر بھی قادر ہیں''۔ (سورۃ المومنون آیت 18)

پس جب یہ سب چیزیں اٹھالی جائیں گی تو اہل زمین پر دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی سے محروم ہوجائیں گے۔[1] مصنف فرماتے ہیں یہ روایت نہایت ضعیف ہے بلکہ من گھڑت ہے۔ اس میں مسلمۃ بن علی راوی ائمہ کے ہاں حدیث میں ضعیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہروں کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ بہتی ہوں گی۔ اہل جنت جہاں چاہیں گے ان کو ہانک کرلے جائیں گے۔ یہ نہریں مختلف جگہوں سے ان کے لیے پھوٹ رہی ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: جنت میں کوئی ایسا چشمہ نہیں جو مسکہ کے نیچے سے نہ پھوٹ رہا ہو۔[2] (جبل مسکہ سے مراد مشک کا پہاڑ ہے) مذکورہ روایت مرفوعاً بھی منقول ہے۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اس کو اپنی سند کے ساتھ مرفوعاً حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں شراب پلائیں اس کو چاہیے کہ دنیا میں اس سے اجتناب کرے۔ اور جس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو ریشم پہنائیں تو اس کو چاہیے کہ دنیا میں اس کے پہننے سے باز رہے (یاد رکھو!) جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ یا ٹیلہ کے نیچے بہہ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کو دنیا کے لباسوں کے ساتھ موازنہ کرایا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس جو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں پہنائیں گے دنیا کے تمام لباسوں کو مات کردے گا۔[3]

جنت کے درختوں کا بیان

فرمان الٰہی ہے: ''اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے''۔ (سورۃ النساء آیت:57)

فرمان الٰہی ہے: ''ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون نعمت کو جھٹلاؤ گے''۔ (سورۃ الرحمٰن آیتان:48،49)

فرمان الٰہی ہے: ''دونوں خوب گہرے سبز''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت:64)

فرمان الٰہی ہے: ''(اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت:54)

فرمان الٰہی ہے: ''جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے''۔ (سورۃ الحاقہ آیت:23)

فرمان الٰہی ہے: ''اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے''۔ (سورۃ الدھر آیت:14)

---

[1] تفسیر القرطبی: ۱۲/۱۱۳، الدر المنثور: ۵/ ۸۔ [2] موارد الظمآن: ۲۶۲۲۔ [3] کنز العمال: ۱۳۲۲۰، اتحاف السادۃ: ۱۰/۵۳۲۔

فرمان الٰہی ہے ''اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ!) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں''۔ (سورۃ الواقعہ آیت 27-34)

فرمان الٰہی ہے ''ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت 68)

''ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت:52)

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کی شاخ سونے کی نہ ہو۔[1] امام ترمذیؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ابی الدنیا میں ابن عباسؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: جنت کے درختوں کی بڑی شاخیں سبز زمرد کی ہیں۔ ٹہنیاں سرخ سونے کی ہیں۔ ان کا رواں اہل جنت کے لیے لباس ہے۔ ان کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے انہی سے بنتے ہیں۔ ان درختوں کے پھل گھڑوں اور ڈولوں کی مانند بڑے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔ ان میں گٹھلیاں نہیں ہیں۔[2] ابن ابی الدنیا میں ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا: قرآن میں ظل ممدود سے مراد ایک درخت ہے جس کا سایہ اس قدر طویل ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے گا۔ اہل جنت اس کے سائے تلے آکر محفلیں جمایا کریں گے۔ اور جب وہ دنیا کی کسی عیش اور نعمت کا ذکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجیں گے جو آکر اس درخت کو ہلائے گی جس کی وجہ سے اس درخت سے وہ سامان عیش گرے گا۔

جنت کے ایسے درخت کا ذکر جس کے سائے تلے سو سال تک تیز رفتار گھوڑا بھاگتا ہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا:

صحیحین میں حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسا درخت ہے کہ گھوڑا اپنے سوار کے ساتھ اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔[3] ابوحازم کہتے ہیں میں نے یہ حدیث النعمان بن ابی العباس الرزقی کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ابوسعید خدریؓ نے بھی اس کے مثل سنایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں ایسا درخت ہے کہ انتہائی تیز رفتار سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔[4] صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''اور لمبے لمبے سایوں (میں ہوں گے)'' (سورۃ الواقعہ آیت:30) کے متعلق مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جنت میں ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔[5] رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں ایک کمان یا کوڑے کی مقدار جگہ ہر اس شیء سے بہتر ہے

---

[1] الترمذی: ۲۵۲۵۔ [2] کنز العمال: ۳۹۷۲۲۔ [3] البخاری: ۳۔۶۵۵۲۔ المسلم: ۷۰۶۹۔

[4] البخاری: ۳۔۶۵۵۲۔ المسلم: ۷۰۶۹۔ [5] البخاری: ۶۵۵۲۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۷۔

جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کو روایت کیا ہے۔

شجرۂ طوبیٰ

مسند احمد میں عتبہ بن عبید اللہ السلمی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جنت اور حوض کے بارے میں سوال کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور اس میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے علاوہ بھی کچھ فرمایا جس کا مجھے علم نہیں۔ اعرابی نے پوچھا یارسول اللہ! کیا وہ درخت ہماری زمین کے درختوں جیسا ہے؟ فرمایا: تیری زمین کے درختوں جیسی کوئی مشابہت ان میں نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو کبھی ارض شام گیا ہے؟ اعرابی نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا شام میں ایک درخت ہے جس کو ''جوزہ'' کہا جاتا ہے' اس کے ساتھ فقط اتنی مماثلت ہے کہ وہ ایک ہی تنے پر سیدھا جاتا ہے اور اوپر جا کر اس کی ٹہنیاں پھیلتی ہیں۔ (جوزہ اردو میں اخروٹ کا درخت کہلاتا ہے)

اعرابی نے عرض کیا: اس درخت کی جڑ کتنی موٹی ہے؟ فرمایا: اگر تو اونٹنی کے بچے کو لے کر جائے اور اس درخت کی جڑ میں اترنا چاہے تو اس بچہ کے ٹخنے ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کی جڑ کو نہیں پہنچ پائے گا۔ عرض کیا: اس میں انگور بھی ہیں؟ فرمایا: ہاں عرض کیا: انگوروں کا گچھا کتنا بڑا ہے؟ فرمایا کالے سفید کوے کی ایک مہینے کی مسافت کے بعد بھی وہ ختم نہ ہو۔ عرض کیا: پھر اس کا دانہ کتنا بڑا ہوگا کیا ہم اس (کے رس) سے ایک ڈول بھر سکتے ہیں: فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا وہ جنت میرے اور میرے اہل خانہ کے لیے کافی ہو سکتی ہے؟ فرمایا بلکہ تیرے سارے قبیلے کے لیے وہ کافی ہے۔ [1]

حرملہ بن وھب اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا اس کے لیے کیا ہی خوشی کا مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اس کے لیے (ایک مرتبہ) خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اس کے لیے خوشخبری ہے پھر مکرر خوشخبری ہے جو مجھ پر ایمان لایا باوجود یکہ اس نے مجھے دیکھا نہیں۔ [2] یہاں طوبیٰ کا معنی خوشخبری کیا گیا ہے۔ لہٰذا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ طوبیٰ کیا شیء ہے؟ فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے کپڑے اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ

فرمان الٰہی ہے:

''اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے' پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار

---

[1] مسند احمد: ۴/ ۱۸۳۔ [2] مسند احمد: ۳/ ۷۱۔ ۵/ ۲۴۸۔

(کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں''۔ (سورۃ النجم آیات:13 تا 18)

سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جس کو پروردگار کا نور ڈھانپے ہوئے ہے۔ ملائکہ اس پر چھائے رہتے ہیں۔ بعض پرندے اس کو گھیرے رکھتے ہیں۔ سونے کے پروانے اور متعدد رنگ اس پر رونق افروز رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اس پر بہت سے رنگ چھائے رہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں؟ کوئی ان کی صفات بیان نہیں کر سکتا''۔ صحیحین میں آپ ﷺ کا فرمان ہے جو حدیث معراج کے ذیل میں آیا ہے کہ: پھر مجھے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اوپر لے جایا گیا۔ دیکھا تو اس کے پھل ہجر کے (بڑے بڑے) گھڑوں کی مانند ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ دیکھا تو اسی کے تنے سے دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ بولے: دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔ ❶

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہا یا فرمایا سو سوار اس کے سائے میں آسکتے ہیں۔ اس میں سونے کے پروانے ہیں اس پھل گویا گھڑے ہیں۔ ❷ ابن ابی الدنیا میں سلیم بن عامرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعراب (دیہاتیوں) کے سوال کرنے سے بہت نفع پہنچاتے ہیں۔ سلیم بن عامرؓ فرماتے ہیں اسی طرح ایک اعرابی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت (یعنی بیری) کا ذکر کیا ہے جس کے کانٹوں سے ایذا پہنچتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ﴾ .

''(یعنی) بے خار کی بیریوں میں''۔ (سورۃ الواقعہ آیت:28)

اللہ تعالیٰ اس کے کانٹوں کو ختم فرما کر ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دیں گے۔ چنانچہ اس درخت سے ایسے پھل پھوٹیں گے جن میں بہتر بہتر ذائقے ہوں گے۔ ہر ذائقہ دوسرے سے جدا ہوگا۔ ❸ امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس رات ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے محمدؐ! میری طرف سے اپنی امت کو سلام دیجیے گا اور ان کو بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے۔ اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے لیکن وہ جنت چٹیل میدان ہے اور اس کے درخت ''سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' ہیں۔ ❹

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔ ترمذی کے اسی باب میں اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک پودا لگا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سے بہتر پودا

---

❶ البخاری: ۳۲۰۷۔ المسلم: ۴۱۵۔ ❷ ابو یعلیٰ فی مسندہ: ۲۹۹۱/۵۔ ۳۰۳۸۔ ۵۸۵۳/۱۰۔

❸ تاریخ اصبہان لابی نعیم: ۳۵۱/۲۔ الترغیب والترھیب: ۵۲۸/۴۔ ❹ الترمذی: ۳۴۶۲۔

لگانے کا نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور بتائیں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ''سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ واللہ اکبر' ہر ایک کے عوض جنت میں تیرے لیے ایک درخت لگا دیا جائے گا''۔ [1]

امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ''سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ'' کہا اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ [2] امام ترمذی فرماتے ہیں یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

جنت کے پھلوں کا ذکر (اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ہمیں بھی ان سے کھلائے)

فرمان الٰہی ہے: ''ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت 68)

فرمان الٰہی ہے: ''ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت:52)

فرمان الٰہی ہے: ''(اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں''۔ (سورۃ الرحمٰن آیت:54)

یعنی ان کو لیٹے لیٹے بھی کھا سکیں گے جیسے دوسری جگہ فرمایا:

''اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے''۔ (سورۃ الدھر آیت:14)

فرمان الٰہی ہے: ''اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں''۔ (سورۃ الواقعہ آیات:29 تا 34)

فرمان الٰہی ہے: ''اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں''۔ (سورۃ الرعد آیت:35)

یعنی دنیا کے پھلوں کی طرح موسم کے ساتھ مقید نہ ہوں گے بلکہ ہر وقت ہر زمانے میں لدے پھندے رہیں گے۔ اسی طرح ہمیشہ ہرے بھرے رہیں گے ان پر کبھی خزاں نہ آئے گی اور نہ ان سے کوئی روکنے والا ہوگا۔ بلکہ جو بھی ارادہ کرے گا اس کے لیے ان کا حصول انتہائی سہل ہوگا حتیٰ کہ لیٹے لیٹے بھی اشاروں سے ان کی ٹہنیاں آ موجود ہوں گی اور اگر جنتی درخت کے بالائی حصہ سے کھانا چاہے گا وہ حصہ از خود جھک کر قریب ہو جائے گا۔ ابو اسحاق حضرت براءؓ سے نقل کرتے ہیں کہ:

﴿ وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴾ .

''اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے''۔ (سورۃ الدھر آیت:14)

کا مطلب ہے کہ پھل اس قدر قریب آ جائیں گے کہ جنتی لیٹے لیٹے بھی ان کو تناول کر سکیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے

---

[1] ابن ماجہ: ۳۸۰۷۔ [2] الترمذی: ۳۴۶۴۔

نہریں بہہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اوران کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت 25)

فرمان الٰہی ہے:

''بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں۔ جو عمل کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں''۔ (سورۃ المرسلات آیات 41 تا 44)

فرمان الٰہی ہے: ''اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے''۔

(سورۃ الواقعہ آیات: 20 تا 24)

پہلے گزر چکا کہ جنت کی مٹی مشک اور زعفران ہے اور جنت میں ایسا کوئی درخت نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو اور ان درختوں کی جڑوں کا ذکر بھی ہوا تو ایسے درختوں سے کس قدر عمدہ اور لذیذ شیء پیدا ہوگی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں ان پھلوں کا صرف نام ہے ورنہ جنتی پھلوں کی دنیا میں کوئی مثل نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جنت میں دنیا کی کوئی شے نہیں ہے سوائے نام کے۔ دنیا میں بیری کا درخت انتہائی معمولی پھل اور وہ بھی ایک سادہ ذائقہ کے ساتھ پیدا کرتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کانٹے بھی کثیر ہوتے ہیں جب کہ جنت میں بیری کا ایک پھل اپنے اندر ستر ذائقے سموئے ہوگا۔ ہر ذائقہ دوسرے سے قطعی مختلف ہوگا۔ اسی پر دوسرے سب پھلوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جنت میں ایسی اشیاء ہوں گی جن کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال تک گزرا۔

صحیحین میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف کے بعد فرمایا: جب کہ لوگوں نے یہ سوال کیا: یا رسول اللہؐ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ بڑھا کر کوئی شی پکڑنے لگے تھے (جب کہ یہاں ایسی کوئی شیء نہیں ہے اور) اس کے بعد آپ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: میں نے جنت کو دیکھا تھا تو میں نے اس سے انگوروں کا ایک گچھا لینا چاہا اگر میں اس سے لے لیتا (اور تم کو دیتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔[1] یہی روایت مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جنت اپنی تمام تر رعنائیوں اور زیب و زینت کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں اس میں سے انگور کا ایک خوشہ لینے لگا تا کہ تمہارے پاس لاؤں لیکن کوئی شیء اس کے اور میرے درمیان آڑے آ گئی۔ اگر میں اس کو لے آتا تو آسمان و زمین کے درمیان کے تمام لوگ کھاتے اور اس سے کچھ کم نہ ہوتا۔[2]

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی جب جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی

[1] البخاری: ۱۰۵۲۔ المسلم: ۱۷۔ مسند احمد: ۱/ ۳۵۸۔ [2] مسند احمد: ۱/ ۳۵۸۔

جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا۔[1] لیکن حافظ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کے ایک راوی عباد کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔ امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کی صنعت سکھادی تھی اور جنت کے پھلوں کا توشہ بھی ساتھ کر دیا تھا۔ یوں یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں (کی نسل) سے ہیں لیکن یہ خراب ہوجاتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتے۔[2]

فصل

فرمان الٰہی ہے:

''اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے''۔ (سورۃ الواقعہ 20'21)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو (جنت میں) کسی پرندے کو دیکھے گا اور اسے کھانے کی خواہش رب گا تو وہ آ کر تیرے سامنے بھنا ہوا گر جائے گا۔[3] ترمذی میں حضرت انسؓ سے ایک روایت منقول ہے جس کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے فرمایا: ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو وہ پرندے بڑے لذیذ اور تروتازہ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ان کو کھانے والے ان سے زیادہ تروتازہ ہوں گے۔[4]

تفسیر ثعالبی میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: جنت میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں۔ وہ اللہ کے ولی کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے گا اور کہے گا اللہ کے ولی! میں نے عرش کے نیچے چراگاہوں میں چرا ہے اور تسنیم چشموں کا پانی پیا ہے لہٰذا مجھے کھا۔ یوں پرندہ مسلسل اپنی تعریف کر کے جنتی کو اپنے کھانے کی طرف رغبت دلائے گا حتیٰ کہ جنتی کا دل اس کے کھانے کی طرف جیسے ہی مائل ہوگا وہ پرندہ مختلف ذائقوں کے ساتھ اس کے سامنے آ کر گر جائے گا۔ پس وہ اس سے جو چاہے گا کھائے گا حتیٰ کہ جنتی جب سیر ہوجائے گا تو اس پرندے کی ہڈیاں جڑ جائیں گی اور وہ جنت میں چرنے کے لیے جہاں چاہے گا اڑ جائے گا۔ یہ روایت غریب ہے۔

اہل جنت کے کھانے پینے کا ذکر:

فرمان الٰہی ہے: ''جو (عمل) تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ پیو''۔ (سورۃ الحاقہ 24)

فرمان الٰہی ہے: ''وہاں نہ بےہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں ان کا سلام سلام ہوگا''۔ (سورۃ الواقعہ: 25'26)

فرمان الٰہی ہے: ''اور ان کے لیے صبح وشام کھانا تیار ہوگا''۔ (سورۂ مریم آیت: 62)

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۲/۱۴۴۹۔ [2] کنز العمال: ۲۳۴۴۔ ۳۵۳۲۳۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی: ۱۶۱۔

[3] مجمع الزوائد: ۱۰/۴۱۴۔ الدر المنثور: ۶/۱۵۵۔ اتحاف السادۃ: ۱۰/۵۴۱۔ [4] الترمذی: ۲۵۴۲۔

فرمان الٰہی ہے: ''اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے''۔

(سورۃ الواقعہ آیت: 20'21)

فرمان الٰہی ہے: ''ان پر سونے کی پرچوں اور پیالیوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہوں گے''۔ (سورۃ الزخرف آیت: 71)

فرمان الٰہی ہے ''جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہیں نکال لیں گے''۔ (سورۃ الدھر 5'6)

فرمان الٰہی ہے: ''(خدام) چاندی کے برتن لئے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس اور شیشے بھی چاندی کے جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں''۔ (سورۃ الدھر آیتان: 15'16)

یعنی وہ گلاس ہوں گے چاندی کے لیکن شیشے سے زیادہ صاف وشفاف ہوں گے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے اور یہ شفافیت اور چمک ایسی نہ ہوگی جو اللہ کے ولی کی آنکھوں کو خیرہ کرے بلکہ ایک ٹھیک اندازے کے مطابق ہوگی کم نہ زیادہ۔ یہ جنتی کے اکرام واعزاز کی دلیل ہے۔ نیز فرمان الٰہی ہے:

''اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے''۔ (سورۃ الدھر آیتان: 17'18)

فرمان الٰہی ہے: ''جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے''۔ (سورۃ البقرہ آیت: 25)

یعنی حشم وخدم جب ان کے پاس کوئی پھل وغیرہ لے کر حاضر ہوں گے تو پھلوں کی ظاہری شکل یکساں ہونے کی بناء پر جنتیوں کو خیال گزرے گا کہ یہ تو وہی پھل ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوگی کیونکہ ہر پھل بلکہ ہر لقمہ کا بھی الگ ذائقہ ہوگا جو کھانے کے بعد معلوم ہوگا۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو سات منزلیں تین سو خادم ملیں گے جو صبح وشام اس کی خدمت میں تین سو سونے کی پلیٹوں میں کھانا لائیں گے۔ (ہر ایک کھانا تو الگ ہوگا ہی بلکہ) ہر سونے کی پلیٹ کا رنگ بھی دوسری پلیٹوں سے جدا ہوگا اور وہ جس قدر ذائقہ کو پہلی طشتری میں محسوس کرے گا اسی طرح آخری میں بھی محسوس کرے گا (یعنی دنیا کی طرح اس کا جی نہ بھر جائے گا) اسی طرح مشروبات کے بھی تین سو برتن اس پر پیش کئے جائیں گے۔

ہر برتن میں ایسا رنگ اور مزہ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا اور جس طرح پہلے برتن میں بہت لذت پائے گا اسی طرح آخری برتن میں بھی بہت زیادہ لذت محسوس کرے گا۔ وہ (سب سے کم مرتبہ والا جنتی بارگاہ خداوندی میں) عرض کرے گا: یارب! اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں۔ اس سے میری نعمتوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ نیز اس کے لیے بہتر جنتی حور عین ہوں گی اور دنیاوی بیویاں الگ ہوں گی۔ ان میں ہر ایک کے لیے بیٹھنے کی جگہ (شان

وشوکت کی وجہ سے) ایک میل تک ہوگی۔ [1]

ابن ماجہ میں اس روایت میں متفرد ہیں اور اس میں انقطاع کی وجہ سے یہ غریب ہے۔ مسند احمد میں حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی شخص کو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے ابوالقاسم! کیا آپ کا یہ خیال نہیں ہے کہ اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ راوی کہتے ہیں اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا اقرار کریں گے تو میں آپ کو پھنسا لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہر جنتی کو کھانے پینے، شہوت اور جماع کرنے میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دی جائے گی۔ یہودی نے سوال کیا: جو کھاتا اور پیتا ہے اس کو قضائے حاجت بھی پیش آتی ہے؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی قضائے حاجت یہ ہوگی کہ ان کے بدن سے مشک کی خوشبو لئے ہوئے پسینہ پھوٹے گا اسی سے ان کے پیٹ ہلکے ہو جائیں گے۔ [2]

مذکورہ حدیث کی مؤید ایک دوسری روایت:

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن وہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب۔ نہ ناک کریں گے اور نہ تھوک، ان کے کھانے کا ہضم ڈکار اور مشک کی خوشبو کا پسینہ ہوگا۔ [3] امام مسلم نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے اس میں یہ اضافہ ہے: ان کو تسبیح وتحمید الہام کردی جائے گی جس طرح وہ سانس لیتے ہیں اس طرح تسبیح وتحمید کریں گے۔ [4]

بعض جنتیوں کی خواہش کہ وہ کھیتی باڑی کریں، ایک دیہاتی کا واقعہ:

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے اور ایک دیہاتی بھی حاضر مجلس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک جنتی پروردگار عزوجل سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تیری ہر چاہت پوری نہیں ہو رہی؟ وہ عرض کرے گا بالکل پروردگار! لیکن دل کر رہا ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس وہ بیج ڈالے گا اور نگاہ اٹھائے گا تو دیکھے گا کہ دانے اگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بلند ہو گئے اور خود بخود کٹ کر ان کے ڈھیر پہاڑوں کی مانند ہو گئے۔ تب پروردگار عزوجل اس سے فرمائیں گے: لے ابن آدم! تیرا پیٹ تو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اعرابی نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ [5] امام بخاریؒ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنتیوں کے سب سے پہلے کھانے کا ذکر:

مسند احمد میں اسماعیل بن علقمہ عن حمید سے صحیح بخاری میں انس بن عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا: وہ سب سے پہلی شیء کیا ہے جو جنتی کھائیں گے؟

---

[1] مسند احمد: ۲/۴۵۰، ۲/۵۳۷۔ [2] مسند احمد: ۴/۳۶۷۔ [3] مسند احمد: ۳/۲۶۴۔ [4] المسلم: ۷۰۸۱۔ [5] البخاری: ۷۵۱۹۔ مسند احمد: ۲/۲/۵۱۱۔

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: مچھلی کے جگر کا زائد حصہ۔

ایک یہودی کا آپ ﷺ سے مکالمہ

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے حضرت اسماء کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو تحفہ میں کیا پیش کیا جائے گا؟ فرمایا: مچھلی کے جگر کا زائد حصہ۔ یہودی نے پھر سوال کیا اس کے بعد جنتیوں کی کیا غذا ہوگی؟ فرمایا: جنت کا بیل ان کے لیے ذبح کیا جائے گا جو اطراف جنت میں چرتا پھرتا ہے۔ یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے اوپر جنتیوں کو کیا پلایا جائے گا؟ فرمایا: اس چشمہ سے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ تب یہودی نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔[1] صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے عطاءؒ بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی جس کو جبار اپنے ہاتھ میں لئے ہوں گے۔ جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی اپنے ساتھ لے لیتا ہے۔ یہی روٹی اہل جنت کے لیے مہمان نوازی ہوگی۔ (اتنے میں) یہود کا ایک آدمی پیش کیا گیا۔ اس نے عرض کیا: یا اباالقاسم! اللہ آپ کو برکت دے کیا قیامت کے دن اہل جنت کے لیے کوئی مہمان نوازی ہوگی؟ فرمایا: کیوں نہیں! بتاؤں! قیامت کے دن اہل جنت کے لیے کیا مہمان نوازی ہوگی؟ عرض کیا ضرور بتایئے! فرمایا: قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ پھر فرمایا: اور کیا تم کو اس کا سالن نہ بتاؤں؟ عرض کیا: ضرور! فرمایا: ''بالام ونون'' عرض کیا: یہ کیا شیء ہیں؟ فرمایا: بیل اور مچھلی۔ ان میں ایک (یعنی مچھلی) کے جگر کے زائد حصہ سے ستر ہزار آدمی کھانا کھائیں گے۔[2] امام اعمشؒ، عبداللہ بن مرہ عن مسروق کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمان الٰہی:

﴿ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ ﴾

''ان کو شراب خالص سربمہر پلائی جائے گی جس کی مہر مشک کی ہوگی''۔ (سورۃ المطففین آیتان: 25، 26)

کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ رحیق سے مراد شراب اور مختوم سے مراد شراب کے آخر میں مشک کی خوشبو پانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمان الٰہی:

﴿ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴾.

''اور اس میں تسنیم (شراب) کی آمیزش ہوگی''۔ (سورۃ المطففین آیت: 27)

تسنیم اہل جنت کی سب سے اعلیٰ درجہ کی شراب ہے جو خاصان خدا ہوں گے ان کو یہ شراب خالص ملے گی اور ان کے علاوہ جنتیوں کی شراب میں اس کی معمولی مقدار ملا دی جائے گی۔[3] مصنف فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کی وہ صفات جمیلہ بیان فرمائی ہیں جو اہل دنیا کی شراب میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ مثلاً فرمایا کہ وہ شراب جاری نہر کی صورت میں ہوگی:

﴿ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴾.

''اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے''۔ (سورۃ الغاشیہ آیت: 12)

---

[1] مسلم: ۷۱۴۔ [2] البخاری: ۶۵۲۰۔ مسلم: ۲۹۸۸۔ [3] تفسیر الطبری: ۱۵: ۱۰۹۔

اسی طرح [illegible] فرمایا:

''اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفیٰ کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔'' (سورۂ محمد آیت 15)

اسی طرح یہ شراب جاری نہروں کی صورت میں بے بہا ہوگی۔ بڑے سمندر اور بڑے چشموں سے یہ نہریں نکلیں گی اور وہ چشمے اور سمندر مشک کے پہاڑوں اور ٹیلوں کے نیچے سے نکلیں گے۔ دنیا کی شراب کی طرح بری بری جگہوں میں نہیں بنائی جائے گی۔ نیز جنت کی شراب پینے والوں کے لیے بے انتہا سرور بخش اور لذت افروز ہوگی جس سے سر درد ہوگا اور نہ مدہوشی پیدا ہوگی جب کہ دنیا کی شراب کا ذائقہ کریہہ' عقل میں فتور پیدا کرنے والی' پیٹ کو خراب کرنے والی اور سر کے لیے باعث درد ہوتی ہے اور جنت کی شراب ان سب برائیوں سے پاک صاف ہوگی جیسے فرمان الٰہی ہے:

''شراب لطیف کے جام کا ان میں دور چل رہا ہوگا وہ جام رنگ کا سفید ہوگا''۔ (سورۃ الصافات آیت:45'46)

''پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں دردسر ہوا اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں''۔

(سورۃ الصّٰفّٰت آیت 26'27)

شراب سے مقصود سرشاری کی وہ کیفیت ہے جس سے انتہائی سرور اور لذت حاصل ہو۔ یہ کیفیت جنت کی شراب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے جب کہ شراب سے عقل کا زائل ہونا اس طرح کہ شراب پینے والا حیوان یا پتھر کی طرح بے حس ہو جائے یہ خوبی نہیں بلکہ نقص اور عیب ہے جو کہ دنیا کی شراب سے پیدا ہوتی ہے۔ (جس کی وجہ سے شراب حرام قرار دی گئی ہے) جب کہ جنت کی شراب یہ چیز قطعاً پیدا نہیں کرتی بلکہ اس سے اصل شیء سرور انبساط اور سرشاری ملتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں دردسر ہوا اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں''۔ (سورۃ الصافات آیت:26'27)

یعنی اس کے پینے کے سبب ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ سورۃ الواقعہ میں اس کے متعلق فرمایا:

''نوجوان خدمت گزار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے (یعنی) آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر اس سے نہ سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی''۔

(سورۃ الواقعہ آیات:17 تا19)

یعنی اس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ ہی ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ دوسری جگہ فرمایا:

''اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے''۔

(سورۃ التطفیف آیتان:27'28)

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: اہل جنت کی ایک جماعت شراب کی محفل پر جمع ہوگی جیسے اہل دنیا محفلیں جماتے ہیں۔ ان پر ایک بادل گزرے گا۔ وہ کسی بھی شیء کا سوال کریں گے تو وہ بادل سے ان پر برسے گی۔ حتیٰ کہ ان سے کوئی کہے گا: ہم

یہ ہماری ہم عمر ابھرے سینوں والی لڑکیاں برسیں تو وہ بھی ان پر برسیں گی۔ [1] پہلے گزر چکا ہے کہ جنتی شجر طوبیٰ کے پاس جمع ہوں گے اور دنیا کے کھیل اور لہو ولعب کو یاد کر کے ان کا ذکر کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ایسی ہوا بھیجیں گے جو شجر طوبیٰ کو ہلا دے گی جس سے ان کی دنیا کی ہر لہو ولعب کی چیزیں گریں گے جن سے وہ دنیا میں کھیلتے تھے۔ بعض آثار میں ہے کہ اہل جنت کی جماعت جنت کی عمدہ سواریوں پر ہو کر غول کی صورت میں کسی جانب گزرے گی تو راستے کے درخت دائیں بائیں سمت جائیں گے تاکہ جنتیوں کے درمیان عارضی جدائی بھی نہ ڈالیں۔ یہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ اکرام و انعام سب اللہ کے فضل سے ہوگا پس اسی کے لیے تمام تعریفیں اور منتیں ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ''اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام''۔ (سورۃ النباء آیت: 34)

فرمانِ الٰہی ہے: ''وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ (اور خرافات)(سورۃ النساء آیت: ۳۵)

فرمان الٰہی ہے: ''وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ کلام نہ سنیں گے''۔ (سورۂ مریم آیت: 62)

فرمان الٰہی ہے: ''جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات''۔ (سورۃ الطور آیت: 23)

فرمان الٰہی ہے: ''وہاں وہ کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے''۔ (سورۃ الغاشیہ آیت: 11)

فرمان الٰہی ہے: ''وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ ہی گالی گلوچ۔ ہاں ان کا کلام سلام سلام (ہوگا)''۔ (سورۃ الواقعہ آیت: 25'26)

صحیحین میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیؤ اور نہ ان کی بنی ہوئی پلیٹوں میں کھاؤ کیونکہ یہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں''۔ [2]

اہل جنت کے لباس' زیورات اور حسن و جمال کا ذکر

فرمان الٰہی ہے: ''ان (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا''۔ (سورۃ الدھر آیت: 21)

فرمان الٰہی ہے: ''(ان لوگوں کے لیے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاکیں ریشمی ہوں گی''۔ (سورۂ فاطر آیت: 33)

فرمان الٰہی ہے: ''(اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں' جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا خوب) آرام گاہ ہے''۔ (سورۃ الکہف آیتان: 30'31)

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے فرمایا: مؤمن کا زیور وہاں وہاں تک ہوگا جہاں جہاں اس کے وضوء کا پانی پہنچتا ہے''۔ [3] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: جنت میں زیور و جواہرات مردوں پر عورتوں سے سجیں گے۔ ابن وہبؒ سنداً فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ

---

[1] تفسیر الطبری: ۱۵/ ۱۰۸-۱۰۹۔ [2] البخاری: ۵۴۲۶-۵۶۳۲-۵۶۳۳-المسلم: ۵۳۶۱-الترمذی: ۱۸۷۸۔ [3] المسلم: ۵۸۵۔

نے اہل جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جنتی سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوں گے جو موتیوں کے ساتھ جڑاؤ ہوں گے۔ تاج گوہر اور یاقوت سے مرصع چمکتے ان کی زینت ہوں گے۔ ان کے سروں پر بادشاہوں کی مثل تاج ہوں گے۔ نوجوان (داڑھی وغیرہ کے) بالوں سے بے نیاز اور سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے۔ ابن ابی الدنیا میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جنتی اپنے کنگن کو دنیا میں ظاہر کردے تو وہ سورج کی روشنی کو بے نور کردے۔ جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو بے نور کر دیتا ہے۔[1] مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جنت میں داخل ہو گیا تروتازہ رہے گا کبھی ناتواں نہ ہوگا۔ اس کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے اور نہ اس کا شباب زائل ہوگا۔ جنت میں وہ وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک گزرا۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابورافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے باہر سے نظر آئے گا۔[3] المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا وہ گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کی چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے دو حور عین ہوں گی۔ ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت اور حلوں کے باہر سے نظر آئے گا' جس طرح سرخ شراب سفید شیشے کی بوتل سے باہر نظر آتی ہے''۔[4]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سراپا زمین کی طرف کردے تو آسمان وزمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضاء خوشی سے مہک اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔[5] حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی آدمی بغیر حرکت کیے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف وشفاف رخسار میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی: ''انا المزید'' میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں) اس پر شجر طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہوں گے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔[6]

ابن وھبؒ نے اپنی سند کے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی:

''(ان لوگوں کے لیے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۱۶۹۔ ۱/ ۱۷۱۔ [2] مسند احمد: ۲/ ۳۶۹۔ ۲/ ۴۰۷۔ ۲/ ۴۱۶۔ [3] مسند احمد: ۲/ ۳۸۵۔

[4] المعجم الکبیر: ۱۰/ ۱۰۳۲۱۔ المسلم: ۲۰۷۴۔ [5] مسند احمد: ۲/ ۴۸۳۔ [6] مسند احمد: ۳/ ۷۵۔ الترمذی: ۲۵۶۲۔

جائیں گے اوران کی پوشاک ریشمی ہوگی''۔ (سورۂ فاطر آیت:33) پھر فرمایا:

ان جنتیوں کے سر پر (نقش بنا) تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہاں کو روشن کرے گا۔[1] مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے کپڑے پیدا کئے جائیں گے یا بنے جائیں گے؟ اس سوال پر بعض لوگ ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تم ایک بے علم جاہل پر کیوں ہنستے ہو جو جاننے والے سے سوال کر رہا ہے؟ پھر آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہاں ہے سائل؟ سائل نے عرض کیا: میں یہاں ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ جنت کے پھلوں سے نکلیں گے۔[2] آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔ اسی کے مثل مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے کپڑے اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔[3] ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے ہر ایک جو جنت میں داخل ہوگا اسے طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کے لیے طوبیٰ درخت کے شگوفے کھول دیئے جائیں گے۔ وہ جیسا رنگ چاہے اپنے لئے پسند کرلے سفید' سرخ' زرد اور سیاہ جو بھی چاہے۔ ہر رنگ انتہائی گہرا اور رونق افروز اور خوبصورت ہوگا۔ یہ روایت غریب حسن ہے۔[4]

ابن ابی الدنیا میں سماکؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا: اہل جنت کے جوڑے کس چیز کے بنے ہوئے ہوں گے؟ فرمایا: جنت میں ایسے درخت ہیں جن پر انار کی مثل پھل لگے ہوئے ہوں گے۔ جب اللہ کا ولی کوئی نیا لباس زیب تن کرنا چاہے گا تو شجر طوبیٰ کی ٹہنی اس کے قریب آ کر پھٹے گی اور اس سے ستر جوڑے نکل آئیں گے۔ ہر ایک دوسرے سے جدا رنگ میں ہوگا۔ اس کے بعد درخت پہلی حالت پر آ جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا: جنت کے درختوں کی شاخیں زمردی ہوں گی اور آگے ان کی ٹہنیاں سرخ سونے کی ہوں گی اس سے آگے انتہائی نرم پتوں اور باریک ٹہنیوں سے جنتیوں کے لباس بنائے جائیں گے۔ اسی سے ان کے استعمال کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے بنیں گے۔[5]

اہل جنت کے بچھونوں کا ذکر

فرمان الٰہی: ''وہ (لوگ) بہشت کے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے''۔ (سورۃ الرحمٰن آیتان:54'55)

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: جن بچھونوں کے استر اطلس کے ہوں ان کے غلافوں کا کیا حال ہوگا! نیز فرمان الٰہی ہے:

''اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)''۔ (سورۃ الواقعہ آیت:34)

---

[1] مسند احمد:۳/۷۵۔۷۵۔ الترمذی:۲۵۶۲۔ [2] مسند احمد:۱/۴۲۱۔ [3] مسند احمد:۳/۷۱۔ [4] مصنفؒ نے اس کو اپنی تفسیر ابن کثیر میں ذکر فرمایا ہے:۴/۳۷۸۔ الدر المنثور:۴/۵۹۔ [5] کنز العمال:۳۹۲۷۲ تفسیر الطبری: البقرۃ: الآیۃ:۶۸۔ الحدیث:۱۳/۱۵۵۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴾

''اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)''۔(سورۃ الواقعۃ آیت:34)

پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان فرشوں کی اونچائی آسمان وزمین کے درمیان جتنی ہوگی اور آسمان وزمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔❶ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے کیونکہ ہم اس کو صرف عمرو بن الحارث عن دراج کے طریق ہی سے جانتے ہیں۔ مصنف فرماتے ہیں لیکن حرملہ عن ابن وھب سے بھی یہ منقول ہے۔ امام ترمذی مذکورہ روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں اس کی تفسیر میں بعض اہل علم نے فرمایا: اس کا معنی ہے فرش (یعنی بچھونے) جنتی درجات میں بچھے ہوں گے اور وہ درجات آسمان وزمین جتنی بلندی پر ہوں گے۔❷ مصنفؒ فرماتے ہیں اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت ابوسعید خدریؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴾

''اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)''۔(سورۃ الواقعۃ آیت:34)

اس کے بعد فرمایا: دو بستروں کے درمیان زمین وآسمان جیسا فاصلہ ہوگا''۔ مصنفؒ فرماتے ہیں یہ زیادہ محفوظ روایت ہے۔ کعب احبارؒ سے مذکورہ فرمان الٰہی کے متعلق مروی ہے کہ اونچے اونچے فرشوں سے مراد چالیس سال کی اونچائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر محل اور ہر آرام کی جگہ میں یہ فرش یعنی بستر موجود ہوں گے کیونکہ جنتی جہاں چاہے آرام کر سکے (اور ہر بستر دوسرے سے چالیس سال کی اونچائی پر ہوگا تاکہ ایک حور دوسری کو نہ دیکھ سکے)۔ فرمان الٰہی ہے:

''اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی''۔(سورۃ الغاشیہ آیات:12 تا 16)

یعنی جگہ جگہ گدے بچھے ہوں گے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا:

''سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے''۔(سورۃ الرحمٰن آیت:76)

نفیس مسند عبقری کا ترجمہ کیا گیا ہے جو عرب میں سب سے نفیس مسند کہلاتی تھی اس سے مقصود یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ تمام چیزوں میں سب سے اعلیٰ معیار زینت رکھا جائے گا۔

حور عین کی صفات اور بنات آدم کی ان پر فضیلت

فرمان الٰہی ہے:''(اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (قریب جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں

❶ الترمذی:۲۵۴۰۔ مسند احمد:۳/۷۵۔ ❷ الترمذی:۲۵۴۰۔

ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمن آیات 54 تا 61)

فرمان الٰہی ہے: ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (وہ) حوریں (ایسی ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (اے محمدؐ!) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے''۔ (سورۃ الرحمن آیات: 70 تا 78)

حوروں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟:

فرمان الٰہی ہے: ''وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی''۔ (سورۃ البقرۃ آیت: 25)

یعنی حیض، نفاس، بول و براز اور رینٹ اور تھوک سے بالکل پاک صاف ہوں گی اور وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔ اس فرمان الٰہی کے متعلق ابوالاحوص فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے سے بادل برسے تھے، یہ حوریں اس بارش کے قطروں سے پیدا ہوئی تھیں۔ پھر نہر کے کنارے پر ہر ایک پر خیمہ تان کر اسے مستور کر دیا گیا۔ ہر ایک خیمہ کی وسعت اور گنجائش چالیس میل ہے اور کسی خیمہ کا دروازہ نہیں ہے حتیٰ کہ جب جنتی اس خیمہ میں اترے گا تبھی اس میں دروازہ پیدا ہوگا تاکہ اللہ کے دوست کو اطمینان قلب نصیب ہو کہ مخلوق خواہ ملائکہ اور حشم وخدم کیوں نہ ہوں کسی کی نظر اس کے حرم تک نہیں پہنچی۔ پس یہ مطلب ہے مستور ہونے کا۔[1] فرمان الٰہی ہے:

''اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت کے ساتھ) تہہ کئے ہوئے (آب دار) موتی''۔ (سورۃ الواقعہ)

دوسری جگہ فرمایا: ''گویا وہ محفوظ انڈے ہیں''۔ (سورۃ الصافات آیت: 49)

ایک قول ہے کہ یہاں شتر مرغ کے ریت میں چھپے ہوئے انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کو سفیدی عرب کے نزدیک سفید اشیاء میں سب سے خوبصورت ہوتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ (آب دار) موتی سے تشبیہ مراد ہے جو ابھی صدف سے نہ نکلے ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

''ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا تو ان کو کنواریاں بنایا۔ (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (بنایا، یعنی) داہنے ہاتھ والوں کے لیے''۔ (سورۃ الواقعۃ آیات: 35 تا 38) یعنی دنیا میں بڑھاپے، ضعف اور کمزوری کے بعد ہم ان کو جنت میں نوعمر نوجوان لڑکیاں بنا دیں گے جو جنتیوں کے بالکل ہم عمر اور محبوب ہوں گی۔

جنتی عورتوں کے بارے میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات:

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یارسول اللہؐ! مجھے

[1] تفسیر القرطبی۔ سورۃ الرحمٰن الآیۃ: ۷۰ الحدیث: ۱۸۲/۱۷۔

فرمان الٰہی: اور حور عین ہوں گی کے متعلق کچھ بیان فرمائیے تو:

آپ نے فرمایا: ''حور عین'' [illegible] آنکھوں [illegible]

میں نے کہا: مجھے اللہ کے فرمان ''جیسے (حفاظت سے) چھپائے ہوئے (آب دار) موتی'' کے متعلق بتائیے۔

آپ نے فرمایا: یعنی صفائی میں ایسی صاف ستھری ہوں گی جیسے وہ موتی ہو جو صدف سے نہ نکلا ہو اور ہاتھوں نے اسے چھوا تک نہ ہو۔

میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! فرمان الٰہی ''ان میں نیک سیرت (اور) خوب صورت عورتیں ہیں'' کے متعلق بتائیے؟

آپ نے فرمایا: وہ اخلاق میں اعلیٰ ترین اور انتہائی خوبصورت چہروں والی ہوں گی۔

میں نے عرض کیا: ''وہ گویا محفوظ انڈے ہیں'' کے متعلق فرمائیے۔

آپ نے فرمایا: ان کی جلد کی نرمی و ملائمت انڈے کے اندر کی سفیدی کے ساتھ ملی ہوئی آخری جھلی کی مانند ہوگی۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے ''عرباً اتراباً'' یعنی پیاریاں اور عمر بنایا کے متعلق بتائیے۔

آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیاوی زندگی میں بوڑھی، بہتی آنکھوں والی اور سفید بالوں والی ہوگئی تھیں۔ وہ جنت میں فریفتہ کن، محبوبہ اور ہم عمر ہو جائیں گی۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہوں گی یا حور عین؟

آپ نے فرمایا: دنیا کی عورتوں کو جنتی حوروں پر وہ فضیلت حاصل ہوگی جو غلاف کو استر پر ہوتی ہے۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا: ان کی نماز، روزوں اور اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر خاص نور طاری فرما دیں گے۔ ان کے جسموں پر ریشم پہنا دیں گے۔ ان کی جلدیں سفید رنگت والی ہوں گی۔ ان کے کپڑے سبز رنگ ہوں گے۔ ان کے زیور زرد ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیاں موتیوں کی ہوں گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ تر و تازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہمیشہ یہاں رہنے والی ہیں، یہاں سے کبھی کوچ نہ کریں گی۔ آگاہ رہو! ہم ہمیشہ راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہو اس کو جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم میں سے بعض عورتیں (یکے بعد دیگرے) دو، تین اور چار شادیاں کر لیتی ہیں پھر وہ مر جاتی ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ سب شوہر بھی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب وہ کس شوہر کے ساتھ رہیں گی؟

آپ نے فرمایا: ایسی عورت کو اختیار دیا جائے گا لہٰذا وہ اخلاق میں سب سے اچھے کو پسند کر لے گی وہ عرض کرے گی: یارب! یہ شوہر دنیا میں میرے ساتھ ان سب شوہروں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا لہٰذا اسی کے ساتھ میری شادی فرما دیجیے۔ اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا و آخرت کی بھلائی کو لے اڑے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳/۸۷۰)

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کی ایک بڑھیا آئی۔ آ کر عرض کیا:

یارسول اللہؐ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ تو نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر حضرت عائشہؓ کے پاس واپس آئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: میں نے آپ سے آج بڑی ہی شدت اور سختی کی بات سنی ہے؟ آپ نے فرمایا: بات اسی طرح درست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان (بڑھیوں) کو جنت میں داخل فرمانے سے پہلے ان کو کنواری نوعمر بنا دیں گے۔ ❶

مومنین کے جنت میں داخل ہونے سے متعلق روایت میں آیا ہے کہ ایک جنتی اللہ کی پیدا کی ہوئی بہتر حوروں اور دنیا کی عورتوں کے پاس داخل ہوگا۔ اللہ کے فضل سے یہ دو عورتیں ان بہتر پر فضیلت و برتری رکھیں گی کیونکہ دنیا میں انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہوگی۔ جنتی شخص دنیاوی پہلی عورت کے پاس یاقوت کے بالاخانے میں داخل ہوگا۔ سونے کی چارپائی جو موتیوں سے جڑاؤ ہوگی اس پر جلوہ آرا ہوگا۔ سندس اور استبرق (خالص ریشمی کپڑوں کی اقسام) کے ستر صندوق ہوں گے۔ جنتی اپنی اس بیوی کے کندھے پر ہاتھ رکھے گا۔ پھر سامنے کی طرف سے اس کے سینے' کپڑوں' گوشت اور جلد کے پار سے اپنے ہاتھ کو بخوبی دیکھے گا۔ نیز جنتی اس کی پنڈلی کا گودا یوں صاف دیکھے گا جیسے کوئی چاندی کی لڑی کو یاقوت میں سے صاف دیکھ لیتا ہے۔ ابھی وہ اسی منظر میں ہوگا کہ ندا آئے گی ہم نے جان لیا کہ تو نہ (اس سے) اکتائے گا اور نہ اس کو اکتاہٹ میں ڈالے گا۔ لے مزید سن تیری اس کے علاوہ بھی بیویاں ہیں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا اور وہ ایک ایک کر کے اس کے پاس حاضر ہوں گی۔ ہر ایک جب آئے گی تو عرض کرے گی: اللہ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ کوئی شئے حسین نہیں ہے اور میرے نزدیک جنت کی کوئی شیء تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ ❷

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ملیں گی۔ نیز اس کے لیے موتیوں' زبرجد اور یاقوت سے ایک قبہ بنایا جائے گا جو جابیہ سے صنعا تک وسیع ہوگا۔ ❸ مسند احمد' ابن ماجہ اور ترمذی نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے جس کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے تین اعزاز ہوں گے۔ اول یہ کہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے زمین پر گرتے ہی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ جنت میں اس کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جائے گا۔ خلعت ایمان اس کو پہنائی جائے گی۔ عذاب قبر سے اس کو امن دے دیا جائے گا۔ فزع اکبر (صور پھونکے جانے کے دن کی گھبراہٹ اور پریشانی) سے مامون ہو جائے گا۔ اس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اس تاج کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ بہتر حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی اور اس کے اعزاء و اقارب میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ❹

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے: ایوب بن محمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟ فرمایا: کیا ابوالقاسم ﷺ نے نہیں فرمایا: بے شک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چہروں والی ہوگی۔ اس کے بعد داخل ہونے والی جماعت کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان

---

❶ ابن ابی شیبہ: ۲/۴۷۵۔ ❷ البعث والنشور للبیہقی: ۲۶۹۔ ❸ الترمذی: ۲۵۶۲۔ ❹ الترمذی: ۱۶۶۳۔ ابن ماجہ: ۲۷۹۹۔ مسند احمد: ۴/۱۳۱۔

میں سے ہر ایک کے لیے (دنیا کی) دو عورتیں ہوں گی (حسن کی وجہ سے) جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت پوست سے باہر نظر آئے گا اور جنت میں کوئی بغیر شادی کے نہیں ہوگا۔ ❶

یعنی جب دنیا کی دو عورتیں ہوں گی اور جنتی بہت سی عورتیں ہوں گی تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنت میں اس صنف کی تعداد زیادہ ہوگی لیکن یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے معارض ومخالف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم میں دیکھا تو وہاں زیادہ تعداد عورتوں کی پائی کیونکہ جنت اور جہنم دونوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو یہ ممکن ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو۔ پھر شفاعت کی وجہ سے جہنم سے جنت میں آ جائیں تو وہاں بھی ان کی تعداد بڑھ جائے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی آدمی بغیر حرکت کیے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ شفاف رخسار میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی: "انا المزید" میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں) اس پر شجر طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہوں گے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔ ❷

امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ مسند احمد ہی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سراپا زمین کی طرف دکھا دے تو آسمان وزمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضاء خوشی سے گنگنا اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ ❸

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جنتی حور آسمان وزمین کے درمیان صرف اپنی ہتھیلی کا حصہ ظاہر کر دے تو ساری مخلوق اس کے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جائے اور اگر وہ حور اپنا دوپٹہ ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی یوں ماند ہو جائے جیسے چراغ سورج کے سامنے اور سورج اپنی روشنی کھو بیٹھے اور اگر وہ حور عین اپنا چہرہ دنیا میں ظاہر کر دے تو زمین وآسمان کا درمیان روشن ہو جائے۔ ابن وہب محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اگر ایک حور عین اپنا کنگن عرش کے نیچے سے ظاہر کر دے تو اس کی روشنی آفتاب وماہتاب کی روشنی کو بجھا دے تو خود اس حور کی صورت کیسی ہوگی؟ اور اللہ نے پہننے والوں کے لیے جو بھی لباس اور زیورات پیدا کیے ہیں ان سب میں سب سے اچھے اس کے جسم پر ہوں گے۔ ❹

---

❶ البخاری: ۳۳۴۶۔ المسلم: ۷۰۶۲۔ ❷ مسند احمد: ۳/ ۷۵۔ ❸ البخاری کتاب الرقاق: ۱۱/ ۲۳۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۸۳۔

❹ تفسیر القرطبی ۱۸/ ۳۶۸۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے جس کو ''العینا'' کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلتی ہے تو اس کے اردگرد ستر ہزار خادم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ کہتی ہے: کہاں ہیں نیکی کا حکم کرنے والے؟ (تفسیر القرطبی) امام قرطبی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد بن ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حورعین زعفران سے پیدا کی گئی ہے۔[1] یہ حدیث غریب ہے۔ حضرت عکرمہ سے مراسیل میں ہے کہ حورعین دنیا میں اپنے زندہ شوہروں کے لیے کہتی ہیں: اے اللہ اس کی اچھے دین پر مدد فرما، اس کے دل کو اپنی اطاعت کی طرف موڑ دے اور اے ارحم الراحمین اس کو عزت کے ساتھ ہمارے پاس پہنچا دے۔ مسند احمد میں کثیر بن مرہ سے مروی حضرت معاذ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے فرمایا: کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ایذا نہیں پہنچاتی مگر اس کی جنتی بیوی حورعین کہتی ہے: تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہو! یہ تیرے پاس کچھ عرصہ کے لیے ہے، قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے۔[2]

جنت میں حوروں کے گانے کا بیان

امام ترمذیؒ وغیرہ نے عبدالرحمن بن اسحاق عن نعمان بن سعد کی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں حورعین کے لیے ایک محفل گاہ ہے۔ وہ وہاں جمع ہو کر ایسی سریلی آواز سے گاتی ہیں جو کسی مخلوق نے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں، کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہم خوش رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہے اس کے لیے جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔[3] ابن ذویب نے سنداً حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی بیویاں اپنے شوہروں کو ایسی حسین سریلی آواز سے گا کر سنائیں گی جو کبھی کسی نے نہ سنی ہو۔ ان کے طربیہ گیتوں کے چند الفاظ یہ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں کبھی موت نہ آئے گی۔ ہم امن میں ہیں کسی کا خوف نہیں۔ ہم یہاں ہمیشہ رہیں گی یہاں سے کبھی نہ جائیں گی۔[4]

لیث بن سعد یزید بن ابی حبیب عن ولید بن عبدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا: مجھے حورعین کے پاس لے چلو۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو حوروں کے پاس لے گئے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا: تم کون ہو؟ وہ بولیں: ہم ایسے لوگوں کی باندیاں ہیں جو آ کر کبھی واپس نہ جائیں گے۔ جوانی کے بعد ان پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ خدا کی پرہیزگاری کے بعد کبھی ان سے گناہ سرزد نہ ہوگا۔ امام قرطبیؒ نے حورعین کے گانے کے بعد دنیا کی جنتی عورتوں کے گیت بھی نقل فرمائے ہیں۔ وہ حوروں کے جواب میں کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والی ہیں اور تم نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ہم روزے رکھنے والی ہیں اور تم نے کبھی روزے نہیں رکھے۔ ہم وضوء کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی وضوء نہیں کیا۔ ہم صدقہ خیرات کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی صدقہ خیرات نہیں کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس طرح وہ جنتی حوروں پر غالب آ جائیں گی۔[5] واللہ اعلم۔ امام قرطبی نے اسی طرح التذکرہ میں ذکر کیا ہے لیکن اس کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۰/۴۱۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۸۱۳۔ [2] مسند احمد: ۵/۳۰۶۔ [3] الترمذی: ۲۵۶۴۔

[4] مجمع الزوائد: ۱۰/۴۱۹۔ کنز العمال: ۳۹۴۹۲۔ [5] تفسیر القرطبی: سورۃ الرحمٰن الآیۃ: ۷۰ الحدیث: ۱۷/۱۸۱۔

اہل جنت کے اپنی عورتوں سے ہم بستر ہونے کا بیان:

فرمان الٰہی ہے: اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔ وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کے لیے میوے اور جو وہ چاہیں گے (موجود ہوگا) پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا)"۔ (سورۃ یٰس آیات 55 تا 58)

فرمان الٰہی ہے: "اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے" کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابن عباسؓ اور کئی مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عیش و نشاط کے مشغلہ سے مراد کنواریوں کا پردہ بکارت زائل کرنا ہے۔ نیز فرمان الٰہی ہے:

"بے شک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگائیں گے (اور کھائیں گے) (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے"۔ (سورۃ الدخان آیات: 51 تا 57)

حضرت ابوداؤد والطیالسیؒ سنداً حضرت انسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں مؤمن کو اتنے اتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی؟ فرمایا: سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔ ❶ امام ترمذیؒ نے ابوداؤد کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے اور صحیح غریب کا حکم لگایا ہے۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں سنداً حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ کسی نے سوال کیا: یارسول اللہ! کیا آدمی جنت میں جماع کرے گا؟ یا یہ سوال کیا: کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے صحبت کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنتی ایک دن میں سو کنواریوں سے جماع کرے گا۔ ❷ حافظ ضیاءؒ فرماتے ہیں یہ روایت میرے نزدیک صحیح کی شرط پر ہے۔ مسند البزار میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمی جنت میں عورتوں کو چھوئے گا؟ فرمایا: ہاں ایسے عضو کے ساتھ جو تھکے نہیں اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ ❸

امام بزار فرماتے ہیں اس روایت کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن زیاد ہے۔ جو تھا تو حسن العقل لیکن شیوخ مجاہیل سے روایت کرتا ہے جس کی بناء پر اس سے من گھڑت روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی ضعیف احادیث میں شامل ہے۔ حرملہؒ اپنی ابن وہب والی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم جنت میں وطی کریں گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے زور زور کے ساتھ اور جب آدمی عورت کے پاس سے کھڑا ہوگا تو وہ دوبارہ کنواری ہو جائے گی۔ ❹ امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا:

---

❶ الترمذی: ۲۵۳۶۔ ❷ مسند ابی داؤد: ۲۰۱۲۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۵/ ۵۰۰۶۔ ❸ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۴۱۷۔ مسند البزار: ۳۵۲۴۔ ❹ مسند البزار: ۳۵۲۷۔

زور زور سے لیکن اس جماع سے منی خارج نہ ہوگی اور نہ (اس کے لیے آدمی کو پریشان کن) خواہش ہوگی۔ ❶ کیونکہ منی کے خروج سے جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور منیہ یعنی شدید خواہش سے زندگی کی لذت بے کیف ہو جاتی ہے۔ امام طبرانی نے سند حضرت ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا ہاں! ایسے عضو کے ساتھ جو تھکتے نہیں اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ ❷

اہل جنت کے لیے بچوں کا ہونا نہ ہونا:

جب کوئی جنتی اولاد کی خواہش کرے گا جیسا کہ دنیا میں اولاد کی خواہش ہوتی ہے تو آیا اس کو اولاد بھی پیدا ہوگی؟ لہٰذا مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن بندہ جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو وہ اس بچہ کا حمل اور وضع حمل اسی وقت ہو جائے گا جب وہ خواہش کریگا اور اسی وقت بچہ بڑا بھی ہو جائے گا۔ ❸ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اس کو محمد بن بیسار سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے اس کو حسن غریب بتایا ہے۔ سفیان ثوریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! کیا اہل جنت کو اولاد پیدا ہوگی کیونکہ اولاد کے ساتھ ہی خوشی کامل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس میں صرف اتنی دیر لگے گی جتنی خواہش کرنے میں اسی وقت حمل ٹھہرے گا اور بچہ پیدا ہوگا اور دودھ کا زمانہ پورا ہو کر عنفوان شباب کو پہنچ جائے گا۔ یہ سب آن واحد میں ہو جائے گا۔ ❹

لیکن یہ روایت امام بخاری اور امام ترمذی کی اس روایت کے مخالف ہے جو انہوں نے حضرت اسحاق بن راہویہ سے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اولاد ہونا نہ ہونا جنتی کی چاہت پر محمول ہوگا۔ اگر جنتی چاہے گا تو اولاد ضرور ہوگی۔ لیکن جنتی چاہے گا ہی نہیں۔ مصنفؒ فرماتے ہیں یہی درست ہے کیونکہ جنت میں دنیا کی طرح جماع سے تو اولاد نہیں ہوگی کیونکہ دنیا تو افزائش نسل کا گھر ہے تاکہ دنیا آباد رہے جب کہ آخرت دارالسلطنت ہے۔ وہاں کسی نے مرنا نہیں ہے جو زندہ ہوں گے انہیں ہی ہمیشہ عیش وعشرت کرنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل جنت کے جماع سے منی نہیں ہوگی لیکن اگر کوئی خواہش کرے گا تو اس کو اولاد ضرور پیدا ہوگی کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

''جو چاہیں گے ان کے لیے ان کا پروردگار کے پاس (موجود) ہے نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے''۔ (سورۃ الزمر آیت: 36)

لیکن عام طور سے جنتی اولاد کی خواہش نہیں کرے گا۔ تابعین کی ایک جماعت جن میں امام طاؤسؒ، مجاہدؒ، ابراہیم نخعیؒ وغیرہ جیسے حضرات شامل ہیں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔ ❺

جنت میں صغریٰ موت آئے گی اور نہ کبریٰ موت:

نیند چھوٹی موت اور عام بڑی موت کہلاتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

---

❶ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۸/ ۷۴۷۹۔ ❷ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۸/ ۷۶۷۴۔ ❸ الترمذی: ۲۵۶۳۔ ابن ماجہ: ۴۳۳۸۔ مسند احمد: ۳/ ۹۔

❹ تقدم تخریجہ فی السابق۔ ❺ تقدم تخریجہ فی السابق۔

"[illegible] نہیں چکھیں گے اور ان کو اللہ [illegible] دوزخ کے عذاب سے بچائے گا"۔ (سورۃ الدخان آیت:56)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے لیے بہشت کے باغات کی مہمانی ہوگی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے۔ (سورۃ کہف آیات:107 108)

یعنی وہی ایسی عمدہ ترین رہائش ہوگی کہ وہ اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہیں گے کیونکہ وہ اس میں کبھی تھکیں گے اور نہ اس سے اکتائیں گے جب کہ اہل دنیا خواہ اچھی جگہ ہو لیکن بسا اوقات اکتا جائیں گے جیسے کسی فصیح وادیب شاعر کا شعر ہے:

"میں تو وہاں سے چلا آیا کیونکہ میرا دل سیاہ ہو چکا تھا اور نہ میں بغاوت کرنے والا نہیں۔ اور نہ کسی حال سے پلٹنے والا ہوں"۔

اور پہلے موت کو ذبح کیے جانے والی روایت گزر چکی ہے جس میں ہے کہ ایک منادی نداء دے گا: اے اہل جنت! اب ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! اب تم کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہیں رہنا ہے موت کبھی نہیں آئے گی جو جہاں ہے وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔[1] مسند احمد میں یحییٰ بن آدم' حمزہ' ابواسحاق' الاغرابو مسلم کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ نداء دی جائے گی تم پر لازم ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو' کبھی نہ مرو۔ تمہارے لیے صحت وسلامتی رکھ دی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہوں گے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں: ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔[2]

امام احمد فرماتے ہیں ہمیں عبدالرزاق نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں ہمیں ابواسحاق نے الاغر کے حوالہ سے حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا: تمہارے لیے لکھ دیا گیا ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے' کبھی نہ مرو گے۔ تمہارے لیے صحت وسلامتی رکھ دی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہوں گے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں: ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔[3] پھر کہا کہ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"(اس روز) منادی کر دی جائے گی تم ان اعمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو"۔ (سورۃ الاعراف آیت:43)

امام مسلم نے اس کو اسحاق بن راہویہ اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں بزرگوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

---

[1] الترمذی فی کتاب صفة الجنة باب ما جاء فی خلود اهل الجنة واهل النار' الحدیث:۲۵۵۷۔ [2] المسلم فی کتاب الجنة ونعیمها' باب فی دوام نعیم اهل الجنة وقولہ قولہ تعالیٰ (وتودوا ان تلکم الجنة اورثتموها کنتم تعملون) الحدیث:۵۷۸۶۔ مسند احمد:۳/۹۵۔

[3] تقدم تحریجه فی السابق۔

اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی

حافظ ابو بکر بن مردویہ فرماتے ہیں ہمیں احمد بن القاسم بن صدقہ المصری نے مقدام بن داؤد عبداللہ بن المغیرہ سفیان الثوری محمد بن المنکدر کے حوالے سے فرمایا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی۔ [1] امام طبرانی نے اس کو مصعب بن ابراہیم عن عمران بن الربیع الکوفی عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن محمد بن المنکدر کے طریق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ فرمایا: نیند موت کی بہن ہے لہٰذا اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئیگی۔ [2] امام بیہقی نے بھی اس کو حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام بیہقی نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضورؐ سے (نیند کے متعلق) سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: موت نیند کی شریک ہے اور جنت میں موت نہیں ہوگی (لہٰذا نیند بھی نہ ہوگی)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر جنتیوں کو سکون اور راحت کیسے نصیب ہوگی؟: فرمایا: وہاں تھکاوٹ کا نام نہیں۔ وہاں ہر کام میں راحت ہی راحت ہے۔ [3] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

''(جنتی کہیں گے) یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی''۔ (سورۂ فاطر آیت: 35)

یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔

جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء نصیب ہونے کا بیان:

فرمان الٰہی ہے: ''جنت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں گے جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے''۔ (سورۂ محمد 15)

فرمان الٰہی ہے: ''خدا نے مؤمن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے''۔ (سورۂ توبہ آیت: 72)

زید بن اسلم' عطاء بن یسار کے سلسلۂ سند کے ساتھ ابوسعیدؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے اے اہل جنت وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب' حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں آپ نے کسی اور کو نہیں دیا' حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کیا تمہیں

---

[1] الطبرانی فی المعجم الاوسط: ۹۲۳۔ مسند البزار: ۳۵۱۷۔ البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹۔ [2] الطبرانی فی المعجم الاوسط: ۹۲۳۔ مسند البزار: ۳۵۱۷۔ البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹۔ [3] البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹۔

اس سے بھی اچھی چیز عطا نہ کروں؟ عرض کریں گے اس سے اچھا کیا ہو سکتا ہے؟ فرمائیں گے تم پر اپنی رضا اتاروں گا (اپنی رضا کا اعلان کرتا ہوں) اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ [1] اس سند سے مالک کی حدیث کو صحیحین میں بھی ذکر کیا گیا ہے ابوبکر بزار نے بھی فرمایا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں آپ کو اس سے اچھی عطا نہ کروں؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب اس سے اچھا کیا ہو سکتا ہے؟ فرمائیں گے میری رضا سب سے بڑی ہے۔ [2] یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے اور اس طریق سے ان کے علاوہ دیگر اصحاب کتب نے بیان نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو اور اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (ان کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''۔

(سورۃ الاحزاب:44)

''پروردگار مہربان کی طرف سے سلام کہا جائے گا''۔ (سورۃ یٰسین آیت:58)

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت نعمتوں کے مزے لوٹ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوگا' وہ اوپر کو دیکھیں گے تو رب تعالیٰ اپنی مہربانی سے اوپر کی جانب سے ان کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے ''السلام علیکم یا اھل الجنۃ'' فرمایا: ''اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ''سلام قولاً من رب رحیم'' فرمایا پس اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کسی دوسری جانب التفات نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دیدار کرواتے رہیں گے پھر حق تعالیٰ حجاب فرمائیں لیکن ان کا نور اور برکت ان کے اوپر ان کے گھروں میں باقی رہے گی''۔ [3]

بیہقی نے اسی حدیث کو اسی طریق سے طویل بیان کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت اپنی مجلس میں تشریف رکھتے ہوں گے کہ اچانک جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ حق تعالیٰ شانہ جلوہ فرمائیں گے۔ فرمائیں گے! اے اہل جنت مانگو مجھ سے۔ عرض کریں گے! ہم آپ سے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ فرمائیں گے میری رضا کی وجہ سے تمہیں جنت ملی ہے اور میری رضا نے تمہیں مہمان نوازی تک پہنچایا ہے۔ یہ میری داد ودہش کا وقت ہے لہٰذا مانگو۔ عرض کریں گے ہم مزید چاہتے ہیں تو ان کے سامنے سرخ یاقوت کے خوبصورت اونٹ لائے جائیں گے جن کے زمام سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ پس اہل جنت ان پر سواری کریں گے۔ وہ اپنا قدم وہاں رکھیں گے جہاں تک ان کی نظر پہنچتی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے تو حور عین میں سے جوان لڑکیاں یہ کہتے ہوئے آئیں گی: ''ہم نرم ونازک ہیں ہم میں سختی نہیں آئے گی۔ ہمیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے کبھی مرنا نہیں ہم ایسے لوگوں کی بیویاں ہیں جو مسلمان ہیں شریف ہیں''۔

پھر ایک ہوا چلے گی جس کو منثرہ کہتے ہیں وہ ان کو جنت عدن لے جائے گی فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب وہ لوگ آ گئے تو

---

[1] بخاری ۶۵۴۹' مسلم ۷۰۰۷۔ [2] بخاری ۶۵۴۹' مجمع الزوائد: ۴۲۰/۱۰۔ [3] ابن ماجہ: ۱۸۴۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سچوں کو خوش آمدید ماننے والوں کو خوش آمدید فرمایا: پھر پردہ ہٹادیا جائے گا پس وہ حق تعالیٰ شانہ کو دیکھیں گے اور رحمان کے نور سے مزے لیں گے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائیں گے کہ ان کو تحفوں سمیت ان کی محلات کی طرف لوٹاؤ پھر وہ اس حال میں لوٹیں گے کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے ''نزلا من غفور رحیم'' یعنی بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔ اسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد بیہقی نے فرمایا: ''اسی کتاب (کتاب الرؤیۃ) میں ایسی روایات گزری ہیں جو اس حدیث میں بیان شدہ مضمون کی تائید کرتی ہیں۔[1]

ابوالمعالی جوینی نے الرد علی السجزی میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب پردہ ہٹائیں گے اور اہل جنت کے سامنے جلوہ افروز ہوں گے تو نہریں چل پڑیں گی اور درختوں کے پتے بجنے لگیں گے اور تخت ومحلات چرچرانے لگیں گے اور پھوٹتے چشموں سے بہتے پانی کی آواز آئے گی۔ ہوا خوب چلنے لگے گی۔ گھر اور محلات خالص مشک اور کافور سے مہکنے لگیں گے۔ پرندے چہچہانے لگیں گے اور حورعین نظارہ کریں گی۔

اس بات کا بیان کہ اہل جنت جمعہ کے دنوں میں حق تعالیٰ کا دیدار ایسی جگہوں میں کریں گے جو خالص اس مقصد کے لیے تیار کی گئی ہوں گی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اس دن بہت سے چہرے چمکتے ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے''۔ (سورۃ القیامہ: 22-23)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے تم ان کے چہرے پر نعمتوں کی تازگی دیکھ لو گے''۔ (سورۃ المطففین: 22-24)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کا سب کچھ چاندی کا ہے۔ لوگوں اور دیدار رب میں جنت عدن میں کبریائی کی چادر حائل ہے (جس کی وجہ سے وہ دیدار نہیں کر سکتے) ایک اور حدیث میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جنتیوں میں اونچے درجے کا وہ ہے جو دن میں دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے۔[2] صحیحین میں اس مضمون کا شاہد بھی ہے۔ قیامت کے دن مومنین کے دیدار اللہ عزوجل کے بیان میں جریر سے مرفوعاً روایت ہے۔ جیسے وہ سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا: پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا: ''وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب'' اور اپنے رب کی پاکی بیان کیجیے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے اور صحیح بخاری میں ہے کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے۔[3]

---

[1] بیہقی: ۴۹۳۔ [2] بخاری: ۴۰۔ ۶۵۳۹، مسلم: ۲۳۴۵۔ [3] بخاری: ۷۴۳۵۔ ۷۴۳۶۔

اس سیاق نے یہ بتا دیا کہ دیدار عبادت کے اوقات میں ہوگا تو گویا اچھے لوگ صبح و شام رب کا دیدار کرتے ہیں اور یہ بہت اونچا مرتبہ ہے۔ وہ اپنے گھروں اور تختوں پر بیٹھے اس طرح ان کا ایسا دیدار کرتے ہیں جیسا کہ ایسی حالت میں چاند دیکھا جاتا ہے۔ عام دنوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے جیسا جمعہ کے دن کہ اس دن میں اہل جنت ایک کھلے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں جو کہ سفید مشک کی ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے گھروں کے حساب سے بیٹھتے ہیں (جیسے گھر ملے ہیں جنت میں اس حساب سے اس وادی میں بھی منبر ملیں گے) بعض نور کے منبروں پر ہوں گے اور بعض سونے کے منبروں پر وغیر ذلک۔ پھر ان کے اوپر انعامات کی بارش ہوگی۔ ان کے سامنے خوان رکھے جائیں گے۔ جن میں مختلف قسم کی اشیاء ہوں گی کھانے اور پینے کے لیے۔ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ پھر اس طرح مختلف قسم کے عطر استعمال کریں گے اور مختلف قسم کا اکرام ہوگا کہ جس کا انہوں نے سوچا تک نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور ان میں سے ایک ایک سے گفتگو فرمائیں گے جیسا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ عنقریب ان احادیث کو ذکر کیا جائے گا۔

بعض علماء نے عورتوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی جیسا کہ مرد کریں گے۔ کہا گیا کہ وہ دیدار نہیں کریں گی کیونکہ وہ خیموں میں محصور رہتی ہیں اور کہا گیا وہ دیدار کریں گی کیونکہ خیموں میں دیدار سے کوئی مانع نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''نیک لوگ بہشت میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے دیدار کریں گے''۔ اور فرمایا: ''وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم اپنے پروردگار عزوجل کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو۔ دیدار میں کچھ شک نہیں کرتے ہو اگر تم سے ہو سکے تو طلوع و غروب سے قبل نماز پر مواظبت کیا کرو''۔ اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ [1]

بعض علماء نے تیسری بات بھی فرمائی ہے وہ یہ کہ عورتیں عید کے دنوں میں دیدار کریں گی کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تجلی عام فرمائیں گے تو وہ اس حال میں دیدار کریں گی دیگر احوال میں نہیں اس تیسرے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''جن لوگوں نے نیکو کاری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید براں بھی'' (سورۂ یونس: 26)

ایک جماعت نے زیادت کی تفسیر دیدار الٰہی سے کی ہے۔ ان کے اسماء گرامی حضرت ابوبکر صدیق۔ ابی بن کعب' کعب بن عجرہ' حذیفہ بن یمان۔ ابوموسیٰ اشعری' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔ سعید بن مسیب' مجاہد' عکرمہ' عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ' عبدالرحمٰن بن سابط' قتادہ' ضحاک' سدی' محمد بن اسحاق۔ ان کے علاوہ بھی سلف و خلف سے یہی تفسیر مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین ٹھکانا عطا فرمائیں۔ آخرت میں مؤمنین اپنے رب کا دیدار کریں گے اس کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔ اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کی طویل حدیث گزر چکی ہے اور ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان کی حدیث یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت

---

[1] بخاری: ۵۵۴' مسلم: ۱۴۳۲' ابوداؤد: ۴۷۲۹۔

ہر جمعہ کو اپنے رب کا دیدار کریں گے اور پھر پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ جب بھی (حق تعالیٰ شانہ) پردہ ہٹائیں گے تو گویا اس سے پہلے ان کو نہ دیکھا گیا ہوگا۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہمارے ہاں اور بھی بہت کچھ ہے''۔ (سورۂ ق:35)

اور اسی کو روایت کرنے والے صحابہ میں ابی بن کعب' انس بن مالک' بریدہ بن حصیب' جابر بن عبداللہ' حذیفہ' زید بن ثابت' سلمان فارسی' ابوسعید' سعد بن مالک بن سنان خدری' ابوامامہ باہلی' صہیب رومی' عبادہ بن الصامت' عبداللہ بن عباس' ابن عمر' عبداللہ عمرو' ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس' عبداللہ بن مسعود' عدی بن حاتم' عمار بن یاسر' عمارہ بن رویبہ' ابورزین عقیلی' ابوہریرہ اور حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

بہت سی احادیث ان میں سے گزر چکی ہیں اور حسب مناسبت مقام کچھ کا ذکر ان شاء اللہ آئے گا۔ اللہ ہی پر اعتماد اور توکل ہے۔

جمعہ کا دن یوم المزید ہے

امام احمد نے فرمایا: (عفان' حماد بن سلمہ' ثابت بنانی' عبدالرحمٰن بن ابی سلمہ) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿للذين احسنوا الحسنىٰ وزيادة﴾ .

''یعنی نیکوکاروں کے لیے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی''۔ (سورۂ یونس:26)

اور فرمایا: جب اہل جنت کو جنت اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ ایک وعدہ ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا ہمارے ترازو وزنی نہیں کیے گئے؟ کیا ہمارے چہرے چمکدار نہیں بنائے گئے؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا گیا؟ کیا ہمیں دوزخ سے دور نہیں کیا گیا (یہ سب کچھ تو ہو گیا اب مزید کیا باقی ہے؟) فرمایا کہ پھر پردہ ہٹا دیا جائے گا پس وہ اللہ کا دیدار کریں گے۔ پس اللہ کی قسم! جنتیوں کے لیے اس سے پیاری کوئی نعمت نہیں ہوگی اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور مسلم نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا (ابوبکر الھذلی' ابوتمیمہ' الہجیمی) بصرہ کے منبر پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہل جنت کی طرف ایک فرشتہ بھیجیں گے وہ کہے گا اے اہل جنت کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دیا؟ تو اہل جنت اپنا جائزہ لیں گے تو دیکھیں گے کہ کپڑے ہیں' سامان آرائش ہے' بیویاں اور نہریں ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں۔ اللہ نے ہم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے یہ بات تین بار کہیں گے۔ فرشتہ کہے گا نہیں ابھی کچھ باقی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''نیکوکاروں کے لیے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی''۔ (سورۂ یونس 26)

---

[1] مسلم:۲۹۔۴۴۸' ترمذی:۲۵۵۲' ابن ماجہ:۱۸۷۔

سنو! بھلائی تو جنت ہے اور جس کو مزید فرمایا گیا ہے وہ ہے اللہ کا دیدار۔ [1] یہ روایت موقوف ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی طریق سے یوں روایت کی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی (فرشتہ) کو بھیجے گا جو یہ آواز دے گا اس کی ایسی آواز ہوگی جس کو تمام جنت والے سنیں گے وہ کہے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ نے آپ سے حسنیٰ (بھلائی) اور زیدہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حسنیٰ تو جنت ہے اور زیادہ دیدار الٰہی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ '' کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حسنیٰ جنت ہے اور زیادہ دیدار الٰہی ہے۔ [2]

ابن جریر روایت کرتے ہیں (ابن حمید' ابراہیم بن مختار' ابن جریر' عطاء) حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ'' کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اچھا عمل کیا ان کے لیے حسنیٰ ہے اور وہ جنت اور زیادۃ (جس کا ذکر آیت میں ہے) اللہ کا دیدار ہے۔ (طبری) حضرت امام شافعی اپنی مسند میں فرماتے ہیں (ابراہیم بن محمد' موسیٰ بن عبیدۃ' ابوازہر معاویہ بن اسحاق بن طلحہ' عبید' عمیر) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک نقطہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ فرمایا: جمعہ' اس کے ذریعے آپ کو اور آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے اور دیگر لوگ اس میں آپ کے تابع ہیں۔ اس میں آپ کے لیے خیر ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جو بھی آدمی اللہ سے خیر مانگے گا اللہ اسکو قبول فرمائیں گے اور وہ ہمارے ہاں یوم المزید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل بتاؤ یہ یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا کہ آپ کے رب نے جنت الفردوس میں ایک بڑا میدان پیدا فرمایا ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں۔

جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرماتے ہیں اور ملائکہ کو نازل فرماتے ہیں۔ منبر کے نور ہوتے ہیں جن پر انبیاء کے بیٹھنے کے لیے جگہیں ہوتی ہیں۔ ان منبروں کو سونے کی کرسیوں کے گھیرا گیا ہے۔ جن پر یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہوتے ہیں ان پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے۔ وہ انبیاء کے پیچھے ان ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے تم سے کیا گیا وعدہ سچا کر دکھایا۔ مانگو میں دوں گا۔ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کی رضا کے طلبگار ہیں۔ فرمائیں گے۔ میں تم سے راضی اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ آپ کے لیے وہ کچھ جو آپ چاہو اور مزید بھی۔ اسی وجہ سے اہل جنت جمعہ کے دن پسند کرتے ہیں کیونکہ اس دن ان کو خیر دیا جاتا ہے اور یہ وہی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور اسی میں آدم کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ [3]

بزار روایت کرتے ہیں (جہضم بن عبداللہ' ابوطیبہ' عثمان بن عمیر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ تھا جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ جمعہ ہے آپ کے رب کی آپ کو پیشکش۔ یہ آپکے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید ہے۔ آپ پہلے اور یہود و نصاریٰ

---

[1] طبری: ۱۰۵/۷ ۔ تفسیر سورۂ یونس۔ [2] طبری۔ [3] مسند امام شافعی۔

آپ کے بعد۔ آپ نے پوچھا اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ جواب دیا کہ ایک ایسی گھڑی کہ جس میں جو بھی مومن خیر کی دعا کرے گا رب تعالیٰ وہ عطا فرمائیں گے اور اگر قسمت میں نہ لکھا ہو تو اس سے بہتر اس کے لیے قیامت میں ذخیرہ کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے کسی بلا سے پناہ مانگی ہے اور وہ اس کے لیے لکھی جا چکی ہے تو اسے قیامت کے دن اس سے بڑی بلا سے پناہ میں رکھے جائے گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ سیاہ نکتہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی اور جمعہ کا دن ہمارے (ملائکہ کے) ہاں تمام دنوں کا سردار ہے اور آخرت میں ہم اس کو یوم المزید کہیں گے۔ پوچھا یوم المزید کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے سفید مشک سے ایک وسیع وادی بنائی ہے۔ جمعہ کے دن حق تعالیٰ علیین سے نزول فرمائیں گے اور اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہوں گے۔ کرسی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء تشریف فرما ہوں گے۔ منبروں کے گرد سونے کی کرسیاں ہوں گی جن پر صدیقین اور شہداء تشریف رکھیں گے پھر عام اہل جنت (مشک کے) ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر رب تعالیٰ جلوہ افروز ہو کر دیدار کرائیں گے اور فرمائیں گے میں وہ ہوں کہ جس نے اپنی بات سچی کر دکھائی اور میں نے اپنی نعمتیں تم پر تمام فرمائیں۔ یہ میری کرامت کی جگہ ہے پس مجھ سے مانگو پھر وہ اتنا مانگیں گے کہ مزید ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر اس وقت کچھ عطا فرمائیں گے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ یہ دیدار اتنی دیر رہے گا جتنی دیر میں لوگ جمعہ سے واپس آتے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ اپنی کرسی پر تشریف لے جائیں گے اور صدیقین اور شہداء بھی (اپنی اپنی جگہوں پر چلے جائیں گے) راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے ایسا ہی فرمایا اور محلات والے اپنے محلات میں چلے جائیں گے جو سفید موتی کے بنے ہوئے ہوں گے یا سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے۔ اس میں اس کے کمرے اور دروازے بھی ہوں گے جن پر کشیدہ کاری کی گئی ہے۔ اس میں پھلوں سے بوجھل درخت ہوتے ہیں۔ ان محلات میں ان کی بیویاں اور خادم ہوتے ہیں اور وہ تمام نعمتوں سے زیادہ جمعہ کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ ان کی عزت میں اضافہ ہو اور دیدار سے فیض یاب ہوں اور اسی وجہ سے جمعہ کے دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے۔[1]

پھر بزار نے فرمایا ہمیں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ جس نے اس حدیث کو حضرت انسؓ سے اس طریق مذکور پر نقل کیا ہو۔ ایسا ہی فرمایا: اور ہم نے اس حدیث کو زیاد بن خیثمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ پھر اسی سیاق سے حدیث کو مع طوالت ذکر کیا۔ اور حضرت امام شافعی کی روایت جو انہوں نے عبداللہ بن عبید سے کی پہلے گزر چکی ہے اس میں راویوں کا اس (عثمان) کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض راوی تدلیس سے کام لیتے ہیں تاکہ حقیقت حال کا پتہ نہ چلے اور یہ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم اور مسند ابویعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔[2] اور حضرت انس سے روایت کے یہ اچھے طریق ہیں جو عثمان بن عمیر کی روایت کے لیے شاہد ہیں۔ حافظ ابوحسن اور دارقطنی نے کئی طریق سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ حافظ ضیاء فرماتے ہیں کہ ایک اچھے طریق سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے انس بن مالک سے اور طبرانی نے احمد بن زہیر کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔[3]

حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ سے بھی روایت کیا گیا ہے بزار کہتے ہیں (ابراہیم بن مبارک، قاسم بن مطیب، اعمش، ابووائل)

---

[1] مسند بزار ۱۹/۔ ۳۵۱۸۔ [2] مسند ابویعلی ۷/ ۴۲۲۸۔ [3] طبرانی ۳۵۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یوم المزید کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش (فرشتوں) کو حکم فرمائیں گے کہ پردے ہٹاؤ تو اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا پہلا کلام یہ ہوگا کہ میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری فرمانبرداری کی حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ تھا میرے رسولوں کی اتباع کی اور میرے حکم کی تصدیق کی مجھ سے مانگو کہ آج کا دن یوم المزید ہے"۔ تو اہل جنت اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ جواباً فرمائیں گے جنت والو! اگر میں آپ سے راضی نہ ہوتا تو آپ کو جنت میں نہ ٹھہراتا۔ یہ یوم المزید ہے پس مجھ مانگو۔ پس وہ ایک بات متفقہ طور پر کہیں گے اور وہ یہ کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنا دیدار کرائیے پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائیں گے اور اپنے بعض نور کے ساتھ تجلی فرمائیں گے وہ نور ایسا ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ نہ ہوتا کہ ہمیشہ زندگی ہے موت نہیں تو یہ نور ان کو جلا (کر ختم کر) دیتا۔ پھر ارشاد ہوگا اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ پس وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں گے اور ہر سات دنوں میں ان کے لیے ایک دن (انعام واکرام کا) ہوگا اور وہ جمعہ کا دن ہے۔[1]

جنت کے بازار کا ذکر:

(حافظ ابوبکر بن ابی عاصم ہشام بن عمار' عبدالحمید بن حبیب' اوزاعی' حسان بن عطیہ' سعید بن مسیب)

سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ملاقات جنت کے بازار میں کرائے (ہم جنت کے بازار میں جمع ہوں) میں نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جب اہل جنت اپنے اعمال کی بدولت جنت میں جائیں گے تو ان کو اجازت دی جائے گی جمعہ کے دن کے بقدر پس وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ ان کے لیے مختلف قسم کے منبر رکھے جائیں گے نور کے' بعض لولو کے' بعض زبرجد کے' بعض یاقوت کے' بعض سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں گے اور ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے ان کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ ان کی بیٹھک دیگر لوگوں کی بیٹھک سے کم درجہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا ایسے ہی رب تعالیٰ کے دیدار میں کوئی شک نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ ہر کسی کے ساتھ کلام فرمائیں گے فرمائیں گے اے فلاں بن فلاں کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے دنیا میں فلاں دن فلاں فلاں کام کئے تھے وہ کہے گا ہاں' کیا آپ نے میری مغفرت نہیں فرمائی؟ فرمائیں گے کیوں نہیں میری مغفرت ہی کی وجہ سے تو تو اس درجہ کو پہنچا ہے۔ فرمایا اسی اثناء میں اوپر سے ایک بدلی ان کو ڈھانپ لے گی اور ان کے اوپر ایسا عطر برسائے گی کہ اس کی سی خوشبو انہوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی۔ فرمایا: پھر ہمارے رب تعالیٰ شانہ فرمائیں گے جو کرامت (عزت) میں نے آپ کے لیے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ اور جو پسند ہو لے لو پھر وہ ایسے بازار پالیں گے جن کے گرد ملائکہ ہوں گے اور بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کو نہ کانوں نے سنا' نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ

[1] مسند بزار: ۱۹۔ ۳۵۱۸۔

دلوں پر ان کا خیال گزرا۔ فرمایا: پھر ہم جو چاہیں گے لایا جائے گا اور اس بازار میں خرید وفروخت نہیں۔ اس بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اونچے درجوں والے نیچے درجے والوں سے ملیں گے تو ان کو ان کا لباس اور ان کی ہیئت پسند آئے گی (پس وہ آپس میں گفتگو شروع کریں گے) پس ان کی بات (جس کو انہوں نے شروع کیا تھا) ختم ہونے کو نہیں آئے گی کہ اس (کم درجہ والے) کی ہیئت اس سے بھی اچھی ہو جائے گی اور اس سے اونچے درجے والے کو غم نہ ہوگا کیونکہ وہاں کسی کو غمگین ہونا نہیں۔ فرمایا پھر ہم اپنے گھروں کو لوٹیں گے تو ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی تو کہیں گی ہمارے محبوب کو خوش آمدید۔ آپ ایسی حالت میں تشریف لائے کہ آپ کا حسن و جمال اور خوشبو اس حالت سے بہتر ہے جس میں آپ ہمیں چھوڑ کر گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ان کی مجلس میں شریک ہوئے ہمیں ایسا ہی ہونا چاہیے۔[1] اس حدیث کو ابن ماجہ نے ذکر کیا اور ترمذی نے بھی۔[2]

امام مسلم فرماتے ہیں (ابوعثمان سعید بن عبدالجبار حماد بن سلمہ ثابت) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے ہر جمعہ کو اہل جنت وہاں جاتے ہیں پس شمال کی ہوا چلتی ہے اور ان کے چہروں اور کپڑوں کو لگتی ہے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا ہے وہ اپنی بیویوں کی طرف لوٹتے ہیں وہ کہتی ہیں خدا کی قسم آپ کے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے۔ وہ کہیں گے واللہ تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔[3] احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایک بازار ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں اہل جنت جب وہاں سے نکل جاتے ہیں تو ہوا چلتی ہے۔ پھر پوری حدیث ذکر کی ہے۔[4]

جنت کی زمین اور جنت کی خوشبو کی مہک:

(ابوبکر بن شیبہ عمر عطاء بن وراد سالم ابوالعنس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی زمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ جس پر مشک نے احاطہ کیا ہے جیسا کہ ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔ اس میں نہریں بہتی ہیں۔ اہل جنت وہاں جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں۔ یہ ہوا مشک کی خوشبو کو پھیلا دیتی ہے۔ پس آدمی اپنی گھر والی کی طرف لوٹے گا اور اس کا حسن اور خوشبو بڑھ چکی ہوگی۔ بیوی کہے گی۔ میاں! آپ یہاں سے نکلے تو میں آپ کو چاہتی تھی اب تو میں آپ کو زیادہ چاہتی ہوں۔[5]

ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں۔ ہاں اس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوں گی جو جس صورت کو چاہے گا اس میں داخل ہو جائے گا۔ (یعنی ویسی شکل ہو جائے گی)[6] یہ حدیث غریب ہے جیسا کہ امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آدمی آدمیوں کی صورت وشکل اور عورت عورتوں کی شکل وصورت میں داخل ہونا پسند کرے گی اور اس حدیث کی تشریح گزشتہ حدیث سے کی جائے گی جیسا کہ "جنت کا بازار" کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے معنی شکل ہیئت اور لباس بیان کئے گئے ہیں۔ حدیث یہ ہے: ایک بڑھیا

---

[1] السنۃ ۴۷۵۔ [2] ابن ماجہ ۴۳۳۶' ترمذی: ۲۵۴۹۔ [3] مسلم ۵۰۷۵۔ [4] مسند احمد: ۳/۲۸۵۔

[5] اتحاف: ۱۰/۵۳۱' درمنثور: ۱/۱۳۸ ترغیب ترہیب ۴/۵۱۸۔ [6] ترمذی: ۲۵۵۰۔

لباس والا آئے گا اور اپنے سے کم درجہ والے سے ملاقات کرے گا۔ وہ کم درجے والا جب اس کے لباس وہیئت کو دیکھے گا تو اسے اچھا لگے گا اب وہ بات کو ختم نہ کر چکے ہوں گے کہ اس پر اس سے بھی اچھی ہیئت آ جائے گی اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کوئی کسی دوسرے کے رتبے اور بڑائی کی وجہ سے) غمگین نہیں ہوگا۔[1] اگر حدیث کے الفاظ محفوظ ہوں۔ حالانکہ ظاہر یہ لگتا ہے کہ الفاظ محفوظ نہیں کیونکہ اس کو صرف عبدالرحمان بن اسحاق نے روایت کیا ہے اپنے والد ماموں نعمان بن سعد اور شعبی سے اور ایک جماعت سے جن میں حفص بن غیاث عبداللہ بن ادریس اور ھشام ہیں۔

امام احمد اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ منکر ہے اور نعمان بن سعد کی روایت میں اس کی تکذیب کی۔ نیز یحییٰ بن معین، محمد بن سعد، یعقوب بن سفیان، بخاری، ابوداؤد، ابوحاتم، ابوزرعہ، نسائی، ابوخزیمہ اور ابن عدی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تکمیل میں میں نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ اس جیسے آدمی کی روایت ناقابل قبول ہے جس کو صرف یہ روایت کرے خاص طور پر مذکورہ روایت کیونکہ یہ بہت ہی منکر ہے۔ اس آدمی کی طرح تو سب سے بہترین حالت یہ ہے کہ کچھ سنے اور سمجھ نہ سکے پوری طرح پھر اس مطلب کی تعبیر ایک ناقص عبارت سے کر دے اور اصل حدیث وہی ہے جس کو ہم نے ''جنت کا بازار'' کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے۔ اس کو ایک اور غریب طریق سے روایت کیا گیا ہے (محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن محمد، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر، علی بن حسین) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ جمع تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! جنت میں بازار ہے جس میں نہ خرید ہے نہ فروخت ہاں کچھ صورتیں ہیں جس کو جو بھی صورت مرد یا عورت کی پسند آ جائے گی اس میں داخل ہو جائے گا۔[2]

جنت کی ہوا، اس کی خوشبو، اس کا پھیلنا، یہاں تک کہ وہ خوشبو کئی سال کی مسافت سے سونگھی جا سکے گی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا اور ان کی حالت درست کرے گا اور ان کو داخل کرے گا ایسی جنت میں جس کو ان کے لیے خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے''۔

(سورۂ محمد آیات: 4-6)

بعض مفسرین نے ''عرفھا لھم'' کو ''عرف'' یعنی خوشبو سے لیا ہے اور یوں تفسیر کی ہے ''طیبھا لھم'' یعنی ان کے لیے جنت کو خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔ (ابوداؤد طیالسی، شعبہ، حکم، مجاہد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ پچاس برس کی مسافت سے اس کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔[3] اور مسند امام احمد میں ستر سال کا ذکر ہے۔[4] حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کا ظاہر کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی

---

[1] ترمذی: ۲۵۴۹۔ [2] ترمذی: ۲۵۵۰۔ [3] بخاری: ۳۱۶۶۔ [4] ابن ماجہ: ۲۶۸۶۔

مسافت سے محسوس ہوتی ہے اور فرمایا جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ امام بخاری فرماتے ہیں (قیس بن حفص، عبدالواحد بن زیاد، حسن بن عمرو، مجاہد) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔[1] اور اس طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔[2] امام احمد فرماتے ہیں (اسماعیل بن محمد، ابراہیم المعقب، مروان بن معاویہ، حسن بن عمر، مجاہد، جنادہ بن ابی امیہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اہل ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو سال بھر کی مسافت کی مقدار پھیلتی ہے۔[3]

طبرانی میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر حق کے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ایک سال کی مسافت کی بقدر سونگھی جاتی ہے۔[4] اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ستر سال کی روایت بھی نقل کی ہے۔[5] عبدالرزاق فرماتے ہیں (معمر، قتادہ، حسن) حضرت ابوبکر (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک سونگھی جا سکتی ہے)[6] سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہ سے پانچ سو سال روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی یونس بن عبید سے ایسی روایت کی ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی صفة الجنة میں روایت کرتے ہیں (ربیع بن بدر، یہ ضعیف ہے، ہارون بن ریاب، مجاہد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔[7] موطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایسی عورتیں جو پہنتی ہیں (پھر بھی) ننگی رہتی ہیں (کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر، اس لیے ننگی رہتی ہیں) خود بھی مائل ہوتی ہیں (مردوں کی طرف اور مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوتی ہیں ایسی عورتیں نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔[8] حافظ عبدالبر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع نے حضرت مالک سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے۔

طبرانی (محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن احمد طریف، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر محمد علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت کی مقدار میں پائی جاتی ہے اللہ کی قسم نافرمان (والدین کا) اور قطع رحمی کرنے والا اس کو نہیں پائے گا۔[9]

صحیحین میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن حضرت انس بن نضر کے پاس سے گزرے جب ان کو شہید کیا گیا تھا تو زخموں کی وجہ سے ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کی بہن صرف انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی۔ ان کو کچھ اوپر اسی زخم لگے تھے جن

---

[1] مسند احمد ۲/۱۸۶۔ [2] مسند احمد: ۵/۳۶۔ [3] ابوداؤد: ۲۷۶۰۔

[4] درمنثور: ۲/۱۹۵۔ [5] درمنثور: ۲/۱۹۵۔ [6] موطا امام مالک: ۱۷۴۰۔

[7] ابوداؤد: ۲۲۷۴۔ [8] مسند احمد: ۲/۱۹۴۔ [9] مستدرک حاکم: ۲/۱۲۶۔

میں تلوار کی ضرب' نیزوں اور تیروں کے زخم تھے رضی اللہ عنہ' اس موقع پر حضرت سعد نے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے جنت کی خوشبو پائی حالانکہ وہ زمین میں تھے اور خوشبو [illegible] ان دنوں [illegible] کے قریب آ گئی تھی۔ واللہ اعلم۔

جنت کی روشنی اس کا حسن اور اس کے صحن کی خوبی اور صبح وشام اس کا خوبصورت منظر:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جب تو دیکھے وہاں تو نعمت اور سلطنت بڑی' اوپر کی پوشاک ان کے کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز گاڑھے اور ان کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے ان کو ان کا رب شراب' جو پاک کرے دل کو''۔ (سورۃ الدھر:20۔21)

اور فرمایا: ''سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی''۔ (سورۃ الفرقان:76)

اور فرمایا: ''تجھ کو یہ ملا کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے اور نہ دھوپ''۔ (سورۂ طٰہٰ:118۔119)

اور فرمایا: ''نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھنڈک''۔ (سورۃ الدھر:13)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (سوید بن سعید' عبدربہ حنفی) زمیل نے اپنے والد ساک کو یہ کہتے سنا کہ وہ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ملے جب ان کی بینائی جا چکی تھی تو پوچھا اے ابن عباس جنت کی زمین کیسی ہے؟ فرمایا وہ چاندی کے سفید مرمر سے ہے گویا کہ وہ آئینہ ہے۔ پوچھا اس کی روشنی؟ فرمایا ایسی جیسے سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے ہوتی ہے۔ ہاں نہ اس میں گرمی ہے اور نہ سردی۔ ہم نے حدیث میں ذکر کیا جیسا کہ آئے گا ان شاء اللہ۔ ابن صیاد نے جو جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کیا اس میں بھی گزرا کہ وہ سفید ہے خالص مشک کی۔ (مسلم حدیث:7280) (احمد بن منصور' کثیر بن ہشام' ہشام بن زیاد' حبیب بن شہید' عطاء بن ابی رباح) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا فرمایا اور سفیدی اللہ کا محبوب لباس ہے۔ پس زندوں کو سفید پہنا چاہیے اور مردوں کو اسی میں کفن دو۔ [1]

پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانے والوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا وہ جمع کئے گئے آپ نے ان سے فرمایا جو سیاہ بکریوں والا ہے اسے چاہیے کہ اس میں سفید بکری ملائے پس ایک عورت آئی اور عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے کالی بکریاں رکھ لی ہیں ان کی افزائش نہیں ہوتی فرمایا ان کے ساتھ سفید بکری ملاؤ۔ (ابوبکر بزار' احمد بن فرج حمصی' عثمان بن سعید' محمد بن مہاجر' ضحاک مغافری' سلمان بن موسیٰ' کریب) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا جنت کے لیے کوئی تیاری کرنے والا نہیں؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں اور وہ خدا کی قسم چمکتا نور ہے مہکتا ریحان' مضبوط محل' چلتی بہتی نہریں' پکے پھل' خوبصورت خوبرو بیویاں' ہمیشہ رہنے کی جگہ میں بہت سی پوشاک' سلامتی والے گھر میں میوے۔ اور سرسبزی وشادابی' خوش باش' وخوش خلق پڑوسی اور بیش بہا نعمتیں ایک عمدہ خوبصورت دلکش مقام (یہ سب کچھ جنت میں) ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تیاری کرنے والے ہیں فرمایا کہو انشاء اللہ لوگوں نے کہا انشاء اللہ۔ [2] پھر بزار نے کہا ہمیں اس حدیث کا صرف یہی طریق معلوم ہے۔

---

[1] مسلم ۱۴۸' ترمذی: ۳۲۰۰۔ [2] مسند احمد: ۱/ ۲۴۷۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے۔ جنت کی سرزمین سفید ہے اس کا صحن کافوری چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ اردگرد مشک نے احاطہ کیا ہوا ہے جیسے ریت کے ٹیلے۔ اس میں جاری نہریں ہیں۔ اہل جنت جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں وہ مشک کی خوشبو کو مہکاتی ہے تو آدمی اس حالت میں واپس ہوتا ہے کہ وہ حسن اور خوشبو میں ترقی حاصل کر چکا ہوتا ہے بیوی کہتی ہے میاں! آپ جب نکلے میں آپ پر فریفتہ تھی اب تو میں زیادہ فریفتہ ہوں۔

حصول جنت کی کوشش کا حکم' اللہ کا اپنے بندوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمانا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ دارالسلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے''۔ (یونس:25)

اور فرمایا: ''اور بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے تیار کی گئی ہے متقین کے لیے''۔ (آل عمران:133)

''سبقت کرو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسی زمین و آسمان کی چوڑائی۔ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں''۔ (سورۃ الحدید:21)

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلے خریدا ہے وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں''۔ (توبہ:111)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ سو رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ (پھر آپ کے بارے میں فرمانے لگے کہ) آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا پھر اس میں دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی بات مانی وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان میں سے کھایا۔ لوگوں نے اس کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کی اور بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے۔ پس کہا گھر جنت ہے بلانے والے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ [1]

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا جیسے جبرئیل میرے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ہے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے اس کی مثال بیان کر و اس نے کہا سنو! آپ کے کان سن لیں اور سمجھو تمہارا دل سمجھ لے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے گھر بنایا اور پھر اس (بڑے گھر)

[1] ابن ماجہ: ۴۳۳۲۔

میں ایک مکان بنایا پھر دعوت کی۔ پھر ایک ایلچی بھیجا جو لوگوں کو بادشاہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہے۔ بعض نے ایلچی کی بات مانی اور بعض نہ نہ مانی۔ پس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں اور اسلام گھر ہے اور جنت (گھر کے اندر کا) مکان ہے اور آپ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایلچی ہیں جو آپ کی بات مانے گا اسلام میں داخل ہوگا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ جنت کے پھل کھائے گا۔ ❶ ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ سے بھی ایسے روایت کیا گیا ہے جس کو ترمذی نے صحیح قرار دیا۔ درمنثور میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آقا نے گھر بنایا اور دعوت کی اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی اطاعت کی گھر میں داخل ہوا اور دعوت کھائی اور آقا ان سے راضی ہوا' سنو! یہ آقا تو اللہ ہیں اور گھر اسلام ہے اور دعوت دینے والے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (درمنثور: 3/ 305)

جو آگ اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ اس کو پناہ دیں گے اور جو جنت کا طلبگار ہوگا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے بشرطیکہ نیت صادق اور عمل صحیح ہو

مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی بندہ آگ سے تین مرتبہ پناہ مانگے۔ آگ کہتی ہے اے رب! آپ کا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے اس کو پناہ دیجیے اور جب بھی کوئی بندہ سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب! آپ کے فلاں بندے نے مجھے مانگا ہے اس کو مجھ میں داخل کر دیجیے۔ ❷ ترمذی اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت کو تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما اور جو آگ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو آگ کہتی ہے اے اللہ اس کو آگ سے پناہ دے۔ ❸

جنت اور دوزخ ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے:

حسن بن سفیان فرماتے ہیں (مقدمی' عمر' یحییٰ بن عبید اللہ' عبید اللہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کا سوال کثرت سے کیا کرو اور دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ دونوں شفاعت کرنے والے ہیں ان کی شفاعت قبول کی گئی ہے اور جب بندہ کثرت سے جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب! آپ کے اس بندہ نے مجھے آپ سے مانگا ہے میرے اندر اس کا ٹھکانہ بنا دیجیے اور آگ کہتی ہے اے رب! آپ کے اس بندے نے مجھ سے آپ کی پناہ مانگی اس کو پناہ دے دیجیے۔

اپنی طاقت بھر جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت بھر دوزخ سے بھاگو:

ابو بکر شافعی فرماتے ہیں کہ کلیب بن حرب نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حتیٰ الوسع جنت کی تلاش میں رہو اور حتی الوسع دوزخ سے بھاگو کیونکہ بلاشبہ جنت ایسی ہے کہ اس کو طلب کرنے والا نہیں سوتا اور دوزخ ایسی ہے کہ اس

---

❶ درمنثور: ۱/ ۳۷' اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/ ۵۳۱۔ ❷ مسند احمد: ۳/ ۱۱۷' مسند ابو یعلیٰ: ۱۱/ ۶۱۹۲۔ ❸ ترمذی: ۲۵۷۲۔ نسائی: ۸/ ۵۵۳۶' ابن ماجہ: ۴۳۴۰۔

سے بھاگنے والا نہیں سوتا۔ آج آخرت کو ناگواریوں نے اور دنیا کو شہوات نے گھیر رکھا ہے لہٰذا یہ شہوات ہرگز تمہیں آخرت سے غافل نہ بنا دیں۔ ❶

جنت کو ناگواریوں نے گھیر رکھا ہے اور دوزخ کو شہوات نے گھیر رکھا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیر رکھا ہے۔ ❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیر رکھا ہے۔ ❸ اس کو صرف امام احمد نے روایت کیا۔ جید حسن ہے کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرئیل کو بھیجا اور فرمایا اس کو دیکھو اور وہ کچھ دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے۔ پس وہ آئے جنت اور اہل جنت کے لیے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور کہا تیری عزت کی قسم جو بھی جنت کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہوگا پھر حکم فرمایا تو جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا پھر اس کو دیکھنے کا حکم دیا جبرئیل جب دیکھے گئے تو دیکھا کہ جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا ہے واپس ہو کر کہا آپ کی عزت کی قسم مجھے تو ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ اور جہنم واہل جہنم کے لیے تیار کردہ عذابوں کو دیکھو انہوں نے جا کر دیکھا تو آگ ایک دوسرے پر چڑھی چلی جا رہی تھی۔ جبرائیل واپس آئے اور کہا جو بھی جہنم کے بارے میں سنے گا وہ کبھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر حکم الٰہی ہوا اسے شہوات سے ڈھانپ دیا گیا تو جبرائیل نے کہا آپ کی عزت کی قسم مجھے تو ڈر ہے کہ کوئی بھی جہنم سے نجات نہیں پائے گا۔ ❹

اس کو صرف احمد نے روایت کیا اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عام طور پر انسان کو آگ میں داخل کرنے والی دو کھلی چیزیں ہیں: ❺ شرمگاہ اور منہ۔ اور اکثر جس کے ذریعے جنت میں جاتا ہے (دو چیزیں ہیں) تقویٰ اور اچھے اخلاق۔ یاد رکھو! دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر تمام تکلیف دہ چیزیں اور حسرات ہیں اور جنت ناگواریوں سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر ایسی خوشی اور لذت کی چیزیں ہیں جس کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کا خیال گزرا جس طرح کہ ہم اس کے بارے میں آیات واحادیث ذکر کر چکے ہیں۔ ان کی ہمیشہ نعمتوں اور دائمی لذتوں میں ایک وہ سرور ہے کہ ایسا سرور کبھی کانوں نے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کیے وہ جنت میں ہوں گے لذت وسرور سے بہرہ اندوز ہوں گے''۔ (سورۃ الروم: 15)

اوزاعی یحییٰ بن ابو کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ جس سرور کا ذکر آیت شریفہ میں ہے اس سے مراد گانا ہے۔

اللہ کی جنت میں حور کا گیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں حور عین کے لیے جمع ہونے کی ایک جگہ سے وہ ایسی آواز

❶ طبرانی: ۱۹/۲۰۰۔ ❷ مسلم: ۷۰۶۱۔ ترمذی: ۲۵۵۹۔ ❸ مسند احمد: ۲/۲۶۰۔ ❹ مسند احمد: ۲/۳۹۲۔ ❺ مسند احمد: ۲/۳۳۲۔

گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں کبھی لوگوں نے نہیں سنی ہوں گی وہ کہتی ہیں ہم سدا رہنے والیاں ہیں کبھی ختم ہونا نہیں ہم نرم وملائم ہیں ہم میں کبھی سختی نہیں آتی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری اس کے لیے جو ہمارا ہو اور ہم اس کی ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ ابوسعید اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ نیز عبداللہ بن ابی اوفی ابن عمر اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت جتنی ہے اس کے دونوں کناروں پر دوشیزائیں کنواریاں ایک دوسری کے آمنے سامنے کھڑی رہتی ہیں وہ ایسی آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام خلائق سنتے ہیں۔ ان کے خیال میں جنت میں اس جیسی کوئی لذت نہ ہوگی راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ابوہریرہؓ وہ کیا گا رہی ہوں گی۔ فرمایا وہ اللہ کی تسبیح بزرگی اور پاکیزگی کے گن گائیں گی۔ انشاء اللہ۔ [2]

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں سونے کی اور شاخیں زبرجد اور لولو کی ہیں اس پر ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے بجنے لگتے ہیں۔ سامعین نے اس سے زیادہ لذت والی چیز کبھی نہ سنی ہوگی [3] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں گزرا ہے کہ ہوا اس کو حرکت دے گی تو دنیا میں موسیقی کی جتنی قسمیں تھیں ان سب کی آوازیں اس میں آئیں گی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں حورعین گاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم خوبرو حوریں ہیں ہمیں شریف خاوندوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ [4] حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کی شادی چار ہزار کنواریوں آٹھ ہزار بے خاوند عورتوں (چاہے ان کے خاوند مر گئے ہوں یا انہوں نے شادی ہی نہ کی ہو) اور سو حوروں سے ہوگی ہر سات دنوں میں ایک مرتبہ وہ جمع ہوتی ہیں اور ایسی خوبصورت آواز سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوں گی (کہتی ہیں) ہم سدا رہنے والیاں ہیں فنا ہونے والیاں نہیں نرم ہیں سخت نہیں، راضی رہنے والیاں ہیں، خفا ہونے والیاں نہیں ادھر مقیم ہیں یہاں سے جانے والیاں نہیں خوشخبری اس کے لیے جس کی ہم ہیں اور وہ ہمارا ہے۔ [5]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت کی بیویاں ان کے سامنے گاتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہمیں مرنا نہیں مامون ہیں کوئی خوف نہیں ٹھہری ہیں جانا نہیں۔ [6] حضرت ابوامامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو بھی بندہ جنت میں جاتا ہے تو دو حورعین اس کے سر اور پاؤں کی طرف سے آتی ہیں اور خوبصورت آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام انس وجن سنتے ہیں اور ان کا یہ گانا مزامیر شیطان نہیں۔ [7] ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن ابوایوب نے بتایا کہ ایک قریشی آدمی نے ابن شہاب سے پوچھا کیا جنت میں گانا ہوگا کیونکہ مجھے گانا پسند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم جنت میں ایک درخت ہے جس کو لولو اور زبرجد نے اٹھایا ہے۔ اس کے نیچے دوشیزہ حوریں ہوتی ہیں جو قرآن کو حسن صوت میں پڑھتی ہیں اور کہتی ہیں ہم نرم ہیں سخت نہیں ہوں گی ہم سدا زندہ ہیں ہم کو مرنا نہیں۔ جب درخت اسے سنتا ہے تو اس کے بعض حصہ بعض سے بجنے لگتے ہیں۔ یہ لڑکیاں اس بجنے کی آواز کو پسند کریں گی پھر یہ معلوم ہوگا

---

[1] ترمذی: ۲۵۶۴۔ [2] اتحاف: ۱۰/ ۵۴۸۔ [3] ترغیب ترہیب: ۴/ ۵۲۳۔ [4] کنز العمال: ۳۹۴۲۰ المطالب العالیۃ: ۴۶۸۴۔

[5] اتحاف: ۱۰/ ۵۴۶ درمنثور: ۱/ ۴۰۔ [6] طبرانی: ۳۴/ ۷۔ [7] کنز العمال: ۳۹۳۷۴۔

کہ لڑکیوں کی آواز اچھی ہے یا درخت کی۔ ابن وھب فرماتے ہیں کہ ہمیں لیث نے خالد بن زید سے روایت کر کے بتایا کہ لڑکیاں اپنے خاوندوں کو گانا سنائیں گی اور کہیں گی ہم اچھی اور خوبصورت ہیں۔ شریف نوجوانوں کی بیویاں ہیں۔ ہم سدا رہنے والیاں ہیں ہم نہیں مریں گی ہم ملائم ہیں سخت نہیں راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی مقیم ہیں جائیں گی نہیں ان میں سے ایک کے سینہ میں لکھا ہوا ہوگا آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوب میری آنکھوں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔ ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اوزاعی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کر کے بتایا کہ حور عین جنت کے دروازوں کے پاس اپنے شوہروں کو ملتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہم راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی اور مقیم ہیں جائیں گی نہیں سدا رہنے والیاں ہیں مریں گی نہیں۔ خوبصورت آوازوں کے ساتھ گائیں گی۔ حور اپنے شوہر سے کہے گی میں آپ کی محبوب آپ میرے محبوب۔ آپ کے علاوہ کسی کا ارادہ نہیں اور آپ کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں۔ (ابن ابی الدنیا' ابراہیم بن سعید' علی بن عاصم' سعید بن ابی سعید) فرمایا کہ جنت میں سونے کے محلات ہوں گے جس کو لولوا ٹھائے ہوئے ہوں گے جب اہل جنت کوئی آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان محلات پر ہوا کو بھیجیں گے پس وہ ہر آواز لائے گی جو انہیں پسند ہو۔

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں (ثابت بنانی' حجاج بن اسود' شہر بن حوشب) اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے دنیا میں خوبصورت آواز کو پسند کرتے تھے لیکن میری وجہ سے اس کو چھوڑتے تھے۔ پس میرے بندوں کو سناؤ پس وہ تہلیل' تسبیح اور تکبیر کو ایسی خوبصورت آواز سے پڑھیں گے کہ ایسی آواز کبھی نہ سنی گئی ہوگی۔ ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (داؤد بن عمر' عبداللہ بن مبارک' مالک بن انس' محمد بن منکدر) جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو لہو ولعب کی مجلسوں اور شیطانی موسیقی سے بچاتے تھے ان کو مشک کے باغات میں ٹھہراؤ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا اس کو میری حمد اور پاکی سناؤ۔[1] ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (ہشیم بن فضل قریشی' داؤد بن جراح۔ اوزاعی) مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی مخلوق میں اسرافیل سے زیادہ خوبصورت آواز والا کوئی نہیں۔ اللہ کے حکم سے وہ سنانا شروع فرمائیں گے پس وہ آسمان میں موجود ہر فرشتہ کی نماز کو توڑ دے گا جب تک اللہ چاہیں گے وہ اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری عزت کی قسم! اگر بندے میری عظمت و بڑائی سے واقف ہوتے تو میرے غیر کی ہرگز عبادت نہ کرتے۔

مالک بن دینار ''وان لہ لزلفی وحسن مآب '' کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اونچے منبر کا حکم دیا جائے گا وہ جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر آواز دی جائے گی اے داؤد اس آواز سے میری پاکی بیان کیجیے جس سے آپ دنیا میں میری پاکی بیان کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بلند ہوگی جو تمام اہل جنت کو شامل ہوگی۔ بس اسی کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

﴿ وان لہ لزلفی وحسن مآب ﴾ .

''یعنی اور ان کے لیے ہے بڑا مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ''۔ (ص: 40)

جنت میں اللہ کے حضور جنتیوں کے لیے بعض جگہیں بنائی گئی ہیں جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں

---

[1] السنۃ: ۱/۲۸۰ العلل المتناہیۃ: ۱/۲۶۳۔

اور وہ کلام الٰہی سنتے ہیں اور جب وہ جلوہ افروز ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں اس کو ہم نے "سلام قولا من رب رحیم" کے تحت بیان کیا ہے اور اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بھی گزر چکی ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی ہر روز اللہ کے حضور حاضری دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن سناتے ہیں اور ہر آدمی اس جگہ بیٹھا ہوگا جو اس کے بیٹھنے کے لیے متعین ہوگی۔ موتیوں کے منبروں یاقوت زبرجد سونے اور زمرد کے منبروں پر (حسب مرتبہ) بیٹھے ہوں گے۔ کسی چیز سے ان کی آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک نہیں ملے گی جیسے اس (کلام اللہ کے سننے) سے اور نہ انہوں نے بھی اس سے اچھی چیز سنی ہوگی۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہوں کو ٹھنڈی آنکھوں سے جاتے ہیں اور اس طرح (اس مذکورہ دن کے بعد) کل کو بھی ان کی آنکھیں اس طرح ٹھنڈی ہوں گی۔ [1]

ابونعیم' ابو برزہ اسامہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت صبح کو ایک کپڑے میں ہوں گے اور شام کو دوسرے کپڑے میں جس طرح تم میں سے کوئی بادشاہ کی زیارت کے لیے صبح وشام جاتا ہے اس طرح اہل جنت بھی صبح وشام بارگاہ الٰہی میں حاضری دیں گے ان کے لیے وقت مقرر ہوگا اور وہ اس کو جانتے ہوں گے۔ وہ اس گھڑی سے واقف ہوں گے جس میں اللہ کے حضور حاضری دینی ہے۔

جنت کے گھوڑے

ترمذی میں ہے کہ حضرت سلیمان اپنے باپ ابوبریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ فرمایا (ہاں) جب اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کریں گے تو جب گھوڑے پر سواری کرنا چاہے گا تو تجھے سرخ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار کیا جائے گا وہ تجھے وہاں لے اڑے گا جہاں تو چاہے گا۔ فرمایا اور ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں تیز ترین تیز رفتار عمدہ جسم والے گھوڑے اور اونٹ ہیں اہل جنت اس پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں گے۔ [2] حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ! مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تجھے جنت میں داخل کیا جائے گا تو تیرے سامنے یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے تجھے اس پر سوار کیا جائے گا پھر تو جہاں چاہے گا وہ تجھے لے اڑے گا۔ [3]

ترمذی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ کئی علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے اور بخاری نے اس کو منکر کہا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم درجہ والا وہ شخص ہوگا جو سواری کرے گا اور اس کے ساتھ دس لاکھ خوبرو ہمیشہ رہنے والے لڑکے خادم ہوں گے اس کی سواری سرخ یاقوت کا گھوڑا ہوگا جس کے پر سونے کے ہوں گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿ واذا رایت .... الآیة ﴾.

"جب آپ وہاں دیکھیں گے نعمتیں اور سلطنت بڑی"۔

---

[1] مسند احمد: ۲/۳۹۲۔ [2] ترمذی: ۲۵۴۳۔ [3] ترمذی: ۲۵۴۴۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عبدالرحمان بن زید اور حسن کے درمیان انقطاع ہے اور عبدالرحمان ضعیف بھی ہیں نیز حدیث مرسل ہے۔[1] حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل جنت سفید اونٹوں پر سواری کریں گے گویا کہ وہ یاقوت ہے جنت میں گھوڑوں اور اونٹوں کے سوا جانور نہیں۔ (مجمع الزوائد: 66/4 کنز العمال: 35234)

عبداللہ بن مبارک ھمام سے وہ قتادہ سے اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں عمدہ گھوڑے اور بہترین اونٹ ہیں اہل جنت ان پر سواری کریں گے۔ یہ الفاظ حصر پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نیز وہ اس حدیث کے بھی معارض ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری جنتی جانوروں میں سے ہے۔[2] اور یہ منکر ہے اور مسند بزار میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں سے بھلائی کرو اور تکلیف کو اس سے دور کرو کیونکہ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔[3]

حضرت جابر بن عبداللہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کے پاس سرخ یاقوت کے گھوڑے آئیں گے جس کے پر ہوں گے وہ پیشاب اور لید وغیرہ نہیں کرتے۔ یہ سوار ہو جائیں گے وہ ان کو جنت میں لے اڑیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوں گے جب وہ دیدار کریں گے تو سجدہ میں گر جائیں گے ارشاد ہوگا: سر اٹھاؤ یہ عمل والا دن نہیں یہ نعمتوں اور عزت کا دن ہے وہ سر اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ ان پر خوشبوؤں کی بارش نازل فرمائیں گے۔ پھر یہ سواریاں ان کو مشک کے ٹیلوں کی طرف لے جائیں گی اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ہوا بھیجیں گے۔ وہ مشک کو پھیلائے گی ان کے اوپر' تو وہ اس حالت میں گھروں کو واپس لوٹیں گے کہ ان کے بال مشک آلودہ بکھرے ہوئے ہوں گے۔[4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد اقدس نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر اور نیچے سے سونے کے گھوڑے نکلتے ہیں جس کے زین اور لگام موتیوں اور یاقوت کے ہوں گے وہ لید پیشاب نہیں کرتے ان کے پر ہیں۔ وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتے ہیں۔ اہل جنت اس پر سواری کرتے ہیں وہ اس کو اڑا لے جاتے ہیں جہاں وہ چاہتے ہیں۔ نچلے درجے والے (جنتی) کہتے ہیں آپ کے بندے اس مرتبے کو کیسے پہنچے؟ ارشاد ہوتا ہے وہ رات کو نماز پڑھتے تھے تم سوتے تھے وہ روزہ رکھتے تھے تم کھاتے پیتے تھے وہ خرچ کرتے تھے تم بخل کرتے تھے وہ لڑتے تھے تم ڈرتے تھے۔[5]

اھل جنت کا ایک جگہ جمع ہونا' ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور اچھے وبرے اعمال کا تذکرہ کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور متوجہ ہوئے ایک دوسرے کی طرف پوچھتے ہوئے کہا ہم اس سے پہلے ڈرتے رہتے تھے اپنے اہل میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہمارے اوپر اور ہمیں لو کے عذاب سے بچایا' ہم اس سے پہلے اس کو پکارتے تھے بے شک وہی نیک سلوک والا مہربان ہے''۔ (طور: 25-28)

[1] اتحاف: ۱۰/۵۵۱' درمنثور: ۶/۱۵۱۔ [2] ابن ماجہ: ۲۳۰۶۔ [3] مجمع الزوائد: ۴/۶۶' کنز العمال: ۳۵۲۳۴۔ [4] الشریعہ: ۴۶۷۔ [5] اتحاف: ۱۰/۵۳۴۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور بھائی (اور دوست واحباب) ایک دوسرے (کی ملاقات) کے مشتاق ہو جائیں گے تو اس کا تخت اس کے پاس چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک جگہ میں مل جائیں کے ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کب بخشا؟ اس کا ساتھی کہے گا کہ ہم فلاں جگہ میں تھے اور اللہ کو پکارا پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔[1] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور ایک دوسرے پوچھنے لگے آپس میں متوجہ ہو کر' ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ بھلا آپ ایسی باتوں کا یقین کرتے بھلا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر بھی ہمیں جزا ملے گی (اس کہنے والے نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ (کہ وہ کس حال میں ہے) پھر وہ دیکھے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا خدا کی قسم! تو تو مجھے ہلاکت میں ڈالنے والا تھا اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں (گناہ کی پاداش میں قید ہو کر سزا کے لیے) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا' بھلا ایسا نہیں ہے کہ ہمیں نہیں مرنا سوائے پہلی بار دنیا میں مرنے کے اور (یہ کہ) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے اس جیسی کامیابی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو جدوجہد کرنی چاہیے''۔ (الصافات:50۔51)

یہ کامیابی جن وانس کو شامل ہے۔ یہ کہے گا کہ میرا ساتھی کفر کے وسوسے سے ڈالتا تھا اور آخرت کے معاملے کو ناممکن بتاتا تھا۔ اللہ کی رحمت سے میں خلاصی پا گیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا کہ وہ آگ میں دیکھیں تو وہ اس کو دوزخ میں پڑا پائیں گے کہ اس کو عذاب ہو رہا ہے پس نجات پانے پر وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (وہ جنتی کہے گا اپنے دوزخی ساتھی سے) خدا کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو میں حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کر کے وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور کہا کیا اب ہمیں پہلی بار مرنے کے سوا مرنا نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یعنی جنت میں داخل ہو کر اب ہم مرنے اور عذاب سے نجات پا گئے ہیں بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور ایسی کامیابی کے لیے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہیے۔ ہوسکتا ہے یہ اس جنتی کا کلام ہو اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے:

''اور اس میں آگے بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہیے''۔ (سورۃ المطففین:26)

اس کی بہت سی مثالیں ہیں بعض کو ہم نے تفسیر میں ذکر کر دیا ہے۔ بخاری کے شروع کتاب الایمان میں حضرت حارثہ بن سراقہ کی حدیث میں ہے جب اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کس حال میں صبح کی۔ جواب دیا اللہ پر حق ایمان کے ساتھ۔ پوچھا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ کہا میں نے آپ کو دنیا سے ہٹالیا' راتوں کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا (روزہ رکھا) اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو کہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اہل جہنم کو (دیکھ رہا ہوں) کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرمایا ہے۔[2] سلیمان بن مغیرہ حمید بن

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۰/۵۳۴۔ [2] مجمع الزوائد: ۱/۵۷' الضعفاء: ۴/۴۵۵۔

ہلال سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں اوپر درجے والا نچلے درجے والے کی زیارت کرے گا اور نچلے درجے والا اوپر والے کی زیارت نہ کر سکے گا۔ اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں:

(1) نچلے درجے والا اوپر کو جانہ سکے گا، وہ اس کا اہل نہیں۔

(2) (وہ اس لیے اوپر نہ جا سکیں گے) تا کہ وہ غمگین نہ ہوں ان نعمتوں کو دیکھ کر جو ان کو حاصل نہیں ہیں اور (قاعدہ یہ ہے کہ جنت میں غم نہیں۔ ایک حدیث مرفوع میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے اور اس میں کچھ زیادتی بھی ہے چنانچہ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا' کیا جنتی باہم ملاقات کریں گے؟ فرمایا: بڑے رتبے والے نچلے رتبے والوں کی زیارت کریں گے اور نچلے رتبے والے اونچے درجے والوں کی زیارت نہ کریں گے سوائے ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت کرتے تھے وہ جنت میں جہاں چاہیں گے اونٹوں پر سوار ہو کر جایا کریں گے۔ [1]

شفی بن ماتع رسول کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ سواریوں اور عمدہ اونٹوں پر ایک دوسرے کی ملاقاتیں کرتے ہیں اور جنت میں ان کے سامنے زین لگے ہوئے لگام شدہ گھوڑے لائے جائیں گے جو بول و براز سے پاک ہوں گے۔ وہ اس پر سواری کریں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے پہنچ جائیں گے پھر بادل جیسی کوئی چیز آئے اس میں وہ کچھ ہوگا جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا پس وہ کہیں گے ہمارے اوپر برس' وہ برسے گی' یہاں تک کہ ختم ہو پھر اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجیں گے جو تکلیف نہیں دے گی وہ مشک کے ٹیلوں کو ان کے دائیں بائیں بکھیر دے گی۔ یہ مشک ان کے گھوڑوں کے ماتھوں' سروں اور جوڑوں میں پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر آدمی جو چاہے گا وہ اس کو بلا مشقت ملے گا مشک ان سے اور ان کے گھوڑوں سے مس ہو جائے گا اور اس کے علاوہ کپڑوں وغیرہ کو لگے گا پھر واپس جائیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچیں گے جہاں اللہ کی مشیت ہوگی۔ عورتیں ان میں سے بعض کو پکاریں گی اے اللہ کے بندے! کیا آپ کو ہماری حاجت نہیں؟ وہ کہے گا تو کون ہے؟ کہے گی تمہاری بیوی اور محبوب' وہ کہے گا مجھے آپ کی جگہ معلوم نہیں تھی' وہ کہے گی تجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان معلوم نہیں؟

''پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو تیار کی گئی ہے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے''۔ [2]

(سورۃ السجدہ:17)

وہ کہے گا کیوں نہیں میرے رب کی قسم' تو شاید وہ اس وقت کے بعد چالیس سال تک مشغول رہے گا' نہ التفات کرے گا اور نہ واپس ہوگا۔ اس کو اس عورت سے وہ نعمتیں اور عزتیں جس میں وہ ہے مشغول نہیں کرتیں۔ اور یہ حدیث مرسل ہے اور بہت غریب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل جنت عمدہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کی زیارت کریں گے ان اونٹوں کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے ان کی ناک کی جڑوں پر مشک کا غبار ہوگا ان میں سے ایک کی لگام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ [3] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

---

[1] معجم کبیر: ۸/۲۹۲۔ [2] ترغیب ترہیب: ۴/۵۴۲۔ [3] مسند امام احمد: ۲/۳۳۵۔

''اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے''۔ (الزمر: 68)

جواب دیا کہ وہ شہدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اردگرد سے اس حال میں انہیں اٹھائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ ملائکہ ان کے سامنے محشر سے سفید یاقوت کی اونٹنیاں لائیں گے سونے کے کجاووں کے ساتھ۔ ان کے لگام باریک اور دبیز (دونوں قسم کے) ریشم ہوں گے اور اس کے گدیلے ریشم کے ہوں گے اس کا قدم وہاں پڑے گا جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے گھوڑوں پر چلتے ہیں اور تفریح کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں لے جاؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلائق کے درمیان کیسے فیصلے فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان (شہداء) پر ہنستے ہیں اور جس پر اللہ ہنسے اس سے حساب نہیں ہوگا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ اگر کوئی سوار عمدہ گھوڑے پر سفر کرے تو سو سال تک اس کے سایہ میں چلے اس کا ورق سبز زمرد ہے اور اس کے پھول زرد کپڑے ہیں اور اس کی ٹہنیاں باریک اور دبیز ریشم ہیں اس کا پھل زیورات ہیں اور اس کا گوند زنجبیل اور شہد ہے اور اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہے اور مٹی اس کی مشک ہے اور اس کا گھاس ایسا زعفران ہے جس کی خوشبو بغیر جلائے پھیلتی ہے اور اس کا سایہ اہل جنت کی ایک مجلس ہے جس کو وہ پسند کرتے ہیں اور سب اس میں آپس میں باتیں کرتے ہیں' کسی دن باتوں کے دوران ملائکہ یاقوت کی اونٹنی جس میں روح ڈال دی گئی ہوگی لائیں گے جس کے لگام سونے کی زنجیریں ہوں گی اس کے چہرے فانوس جیسے ہوں گے اس کے اوپر کجاوے ہوں گے جس کے تختے دروبواقیت کے ہوں گے اور لولو ومرجان اس میں جڑے ہوں گے اس کا اندرونی حصہ زرد سونے کا ہوگا جس پر عبقری اور ارجوان (ایک پھول کا نام) چڑھائے گئے ہوں گے تو وہ ان اونٹنیوں کو بٹھائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں زیارت کے لیے طلب کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں دیکھے اور تم اس کو اور تاکہ تم اس کو سلام کرو اور وہ تم کو اور تاکہ تم اس سے بات کرو اور وہ تمہیں اپنے وسیع فضل سے مزید عطا فرمائے وہ وسیع رحمت اور بڑے فضل والا ہے۔

پھر ہر کوئی اپنی سواری کی طرف جائے گا اور وہ ایک معتدل صف بنا کر جائیں گے کوئی کسی سے نہیں بچھڑے گا۔ سواری کا کان سوار کے کان سے اور سواری کا گھٹنا گوار کے گھٹنے سے جدا نہیں ہوگا اور وہ جنت کے جس درخت سے بھی گزریں گے وہ انہیں پھلوں کا تحفہ دے گا اور راستے سے ہٹ جائے گا تاکہ ان کی قطار خراب نہ ہو اور وہ کسی آدمی اور اسکے دوست کے درمیان آڑ نہ بنے۔ جب وہ دربار عالی میں پہنچیں گے تو رب کریم اپنے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹائے گا اور عظیم بڑائی میں تجلی فرمائیں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! آپ سلام ہیں' آپ کی طرف سے سلامتی ہے' آپ کو جلال اور اکرام کا حق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں سلام ہوں مجھ سے سلامتی ہے اور میرے لیے عظمت اور اکرام کا حق ہے۔ خوش آمدید میرے ان بندوں کو جنہوں نے میری وصیت کو محفوظ رکھا اور میرے حق کی رعایت کی اور مجھ سے بن دیکھے خائف رہے اور وہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے ہیں وہ کہیں گے آپ کی عزت اور بلند مقام کی قسم! ہم نے آپ کی کماحقہ قدر نہ کی اور آپ کا پورا حق آپ کو ادا نہ کیا ہمیں سجدہ کی اجازت دیجیے رب تعالیٰ فرمائیں گے میں نے عبادت کی مشقت تم سے

---

[1] المطالب العالیۃ: ۴۷۲۱: ترغیب وترہیب: ۲/ ۳۲۷۔

ہٹا دی ہے اور تمہارے بدن کو راحت دی ہے۔ تم نے میرے لیے بہت اپنے بدن کو تھکایا اور اپنے چہروں کو رگڑا۔ اب میری رحمت‘ کرامت اور راحت تک پہنچے تو مانگو میں دوں گا تمنا کرو تمنا کیں پوری کروں گا۔ آج میں تمہیں تمہارے برے اعمال کی بقدر نہیں بلکہ اپنی رحمت‘ کرامت‘ شان اور عظمت کی بقدر دوں گا۔ پس ان کو ان کی تمنائیں‘ انعامات برابر ملتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سب سے کم تمنا کرنے والے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی دنیا کی تمنا کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم لوگوں نے تمنائیں کرنے میں کمی کی اور اپنے حق سے کم پر راضی ہو گئے جو کچھ تم نے مانگا ہے اور تمنا کی ہے وہ تو ملے گا ہی اور میں نے تمہاری اولاد کو بھی تمہارے درجوں تک پہنچا دیا ہے اور تم وہ بھی لے لو جس تک تمہاری تمنائیں نہ پہنچ سکیں۔[1] (اللّٰھم اجعلنا من اھل الجنة) اور یہ حدیث مرسل ہے ضعیف ہے غریب ہے اور اچھا حال اس کا یہ ہے کہ کسی بزرگ کا کلام ہے اس کے کسی راوی کو وہم ہوا تو اس کو مرفوع بنایا حالانکہ ایسا نہیں۔ واللہ اعلم۔

جنت کے متعلق ایک جامع باب اور مختلف احادیث:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کا اتباع کیا ایمان لا کر ہم نے ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا اور کچھ کم نہ کیا ان کے اعمال میں سے‘‘۔ (الطور: 21)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد کے درجہ کو آباء کے درجے تک پہنچا دیں گے اگرچہ وہ (اولاد) ان کے بقدر اعمال نہ کر چکے ہوں آباء کے اعمال میں کمی نہیں ہوگی ان کو اور ان کے بیٹوں کو جمع کرنے کے لیے اس جنت میں جس کے آباء مستحق ہیں۔ نچلے درجہ والے کو اونچے درجے کے برابر کیا جائے گا تاکہ وہ اونچے درجے میں جمع ہوں اور ان کی آنکھیں جمع ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مومن کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا جائے گا اگرچہ وہ اتنا عمل نہ کر چکے ہوں جتنا کہ ان کے آباء کر چکے ہیں اور یہ اس لیے ہوگا تاکہ آباء کی آنکھیں اپنی اولاد کو (اونچے درجے میں) دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: ’’والذین آمنوا .... الآیة ‘‘ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں ایسا ہی روایت کیا ہے حضرت ثوری سے۔ ابن جریر‘ عمرو‘ سعید‘ ابن عباس موقوفاً اور مسند بزار میں ہے قیس بن ربیع‘ عمرو‘ سعید عن ابن عباس عن رسول اللہ۔

اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ لوگ (جس کا آیت میں ذکر ہے) مومن کی اولاد ہوں گے جو ایمان پر مریں گے پس اگر ان کے درجے ان کے آباء کے درجوں سے کم ہوں گے تو ان کو وہاں تک پہنچا دیا جائے گا اور اسکے لیے آباء کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔[2] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی جنت میں جائے گا تو اپنے والدین بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا (کہ وہ کہاں ہیں؟) اس سے کہا جائے گا کہ وہ آپ کے مرتبے تک نہ پہنچ سکے کہے گا پروردگار میں نے تو عمل اپنے لئے اور ان کے لیے کیا تھا پس حکم ہوگا کہ اس کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا جائے اور

---

[1] الترغیب والترہیب: ۴/۵۳۳-۵۴۴-۵۴۷ در منثور: ۴/۵۰‘ الشریعہ: ۲۷۲۔ [2] مجمع الزوائد: ۱/۵۷‘ الضعفاء: ۴/۴۵۵۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''والذین آمنوا واتبعتھم .... الآیۃ''[1] عوفی حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی اولاد ایمان پر مری اور انہوں نے میری اطاعت کی میں ان کو جنت میں ان کے آباء کے ہاں پہنچاؤں گا اور ان کی نابالغ اولاد کو بھی ان کے ہاں پہنچا دیا جائے گا۔ ذریۃ کی تفسیر میں جو اقوال کہے گئے یہ ان میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''ان کی ذریت میں داؤد اور سلیمان ہیں''۔ (انعام:84)

اور فرمایا: ''اور ان لوگوں کی ذریت جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا''۔ (اسراء:3)

یہاں پر ذریت چھوٹوں اور بڑوں سب کو شامل ہے اور عوفی نے جو تفسیر حضرت ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے وہ بھی دونوں کو شامل ہے اور اسی کو واحدی نے اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے جو وہ اولاد پر آباء کے اعمال کی وجہ سے فرمائیں گے۔

اولاد کے نیک اعمال کی وجہ سے آباء پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتے ہیں وہ عرض کرتا ہے اے رب! یہ مرتبہ مجھے کیسے ملا ارشاد ہوتا ہے آپ کے لیے آپ کے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔[2] حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مرتا ہے تو تین کے علاوہ باقی (سب) اعمال بند ہو جاتے ہیں۔

(1) صدقہ جاریہ۔ (2) علم نافع۔ (3) نیک اولاد جو ان کے لیے دعا کرے۔[3]

جنت اور دوزخ موجود ہیں

اور جنت دوزخ ابھی موجود ہیں اپنے اپنے اصحاب کے لیے تیار کی گئی ہیں جس طرح قرآن اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہ ان اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے جنہوں نے مضبوط حلقے کو تھام لیا ہے یعنی قیامت تک مشعل راہ سنت پر ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کو ابھی تک پیدا نہیں کیا گیا۔ قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا اور یہ ان لوگوں کا قول ہے جو صحیحین اور مشہور و معروف کتب کی متفق علیہا احادیث پر مطلع نہیں جب کہ وہ روایات ایسی ہی ہیں کہ شہرت اور تواتر کی وجہ سے ان کا رد ممکن نہیں حالانکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت دوزخ کا مشاہدہ کیا۔[4] اور ارشاد فرمایا کہ دوزخ نے رب تعالیٰ سے شکایت کی کہ اے رب میرے بعض حصوں نے بعض دیگر حصوں کو کھا لیا (اللہ بچائے) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایک سردی میں اور ایک گرمی میں۔ آپ (موسم سرما میں) جو زیادہ سخت سردی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی سردی میں سے ہے اور (موسم گرما) میں جو سخت گرمی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی گرمی میں سے ہے۔ جب گرمی کا موسم ہو تو نماز کو

---

[1] معجم کبیر: ۲۹۲/۸۔ [2] مسند احمد: ۵۰۹/۲۔ [3] مسلم: ۱۴۱۹۹ ابوداؤد: ۲۸۸۰ ترمذی: ۱۳۷۶۔ [4] بخاری: ۳۴۹۔ ۳۳۴۲۔ ۱۶۳۶ مسلم: ۴۰۹۔

(کچھ موخر کر کے) ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔❶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ میں تکرار ہوگئی دوزخ نے کہا کہ میرے لیے متکبرین اور متجبرین کو خاص کیا گیا ہے جنت نے کہا کیا بات ہے میرے اندر کمزور اور گرے پڑے لوگ آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے ان پر رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرے غصے کی جگہ ہے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب دوں گا۔ تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔ پس آگ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک حق تعالیٰ شانہ اس میں اپنا قدم نہ رکھ لیں پس (جب اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھ لیں گے تو) وہ کہے گی بس بس اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کے بعض حصے دیگر حصوں کی طرف سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسی پر ظلم نہ فرمائیں گے اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جاتا ہے اور وہ کہتی رہتی ہے آپ کی عزت و کرامت کی قسم اور ہے اور ہے۔ اور جنت میں خالی جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کے لیے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور خالی جگہ کو بھر دیں گے۔❸ اور رہی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لیے جس کو چاہیں پیدا فرمائیں گے اور وہ کہے گی ھل من مزید؟ (کیا مزید کچھ ہے؟) اس میں جو اشکال پیدا ہو رہا ہے اس کے جواب میں بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ یہ بعض راویوں کو غلطی ہے گویا کہ اشتباہ ہو گیا اور ایک لفظ کو دوسرے میں داخل کر کے اس حکم کو جنت سے دوزخ کی طرف منتقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ اگر (غلطی نہ بھی ہوئی ہو اور حدیث کے الفاظ) محفوظ ہوں تو اس کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لیتے ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں گے جن کے اوپر دنیا میں حجت قائم نہ ہوئی جو نافرمانی کرے گا اس کو آگ میں اور جو اطاعت کرے گا اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ہم جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں عذاب نہیں دیتے''۔ (الاسراء:15)

اور ارشاد ہے: ''بھیجا رسولوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے بنا کر تا کہ لوگوں کے لیے ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حسرت نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے''۔ (سورۃ النساء:165)

جنت والوں کی بعض صفات اور دوزخ والوں کی بعض صفات:

سابق میں اہل جنت میں بیان کر چکے ہیں کہ کیسے جنت میں آئیں گے کیسے داخل ہوں گے اور یہ کہ وہ ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے ہوں گے اور یہ کہ ان کے چہروں پر بال نہ ہوں گے اور آنکھیں سرگیں ہوں گی اور تینتیس سال جوانی کا زمانہ ہوگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے طول یعنی ساٹھ گز اور یوسف علیہ السلام

---

❶ بخاری:۵۳۷، مسلم:۱۴۰۰، مسند احمد:۲/ ۲۳۸۔ ❷ بخاری:۴۸۵۰، مسلم:۴۱۰۴۔ مسند احمد:۲/ ۳۱۴۔ ❸ بخاری:۱۶۶۱، مسلم:۱۰۶، ترمذی:۳۲۷۲۔

کے حسن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی 33 سال اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان والی صفات کے ساتھ جائیں گے۔[1] حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔[2] مقدام ابن معدی کرب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ہر آدمی چاہے وہ زچگی میں مرا ہو (چھوٹی عمر میں) یا بوڑھا ہو کر (مرا ہو) اس کو 30 سال اور ایک روایت کے مطابق 33 سال کی عمر میں اٹھایا جائے گا اگر وہ جنتی ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل وصورت اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب اطہر کی صفت کے ساتھ اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ چہرے پر داڑھی نہ ہوگی اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہوں گے اور اگر دوزخی ہے تو اس کو پہاڑ برابر موٹا کر دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے۔ ان کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ ان کے ہاتھ کی کھال چالیس گز ہوگی اور ان کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر۔ (نعوذ باللہ من جھنم)[3]

اور ثابت ہو چکا ہے کہ جنتی کھائیں گے پئیں گے اور پاخانہ پیشاب کی حاجت نہ ہوگی البتہ ان کو ایسا پسینہ آئے گا جس سے خالص مشک کی سی بو آئے گی (جس کی وجہ سے پاخانہ کی ضرورت نہ پڑے گی) اور ان کے سانس اللہ کی تعریف اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کریں گے۔[4] سب سے پہلی جماعت جنتیوں کی چاند جیسی ہوگی ان کے بعد والوں کی روشنی چمکتے ستارے کی شعاعوں جیسی ہوگی وہ جماع کریں گے اور نسل نہیں ہوگی ہاں مگر جو چاہیں گے وہ مریں گے نہیں سوئیں گے نہیں کیونکہ ان کی زندگی زیادہ لذتوں کی وجہ سے کمال تک پہنچ گئی جائے گی اور کھانوں کے بعد کھانے اور مشروبات پر مشروبات کے مزے لیں گے۔ جتنا بھی زمانہ گزرتا جائے گا ان کے حسن وجمال جوانی وقوت اور کمال میں اضافہ ہوتا جائے گا اور جنت ان کے لیے خوبصورتی دلکشی اور روشنی اور ہر لحاظ سے خوبصورت ہوتی جائے گی اور وہ مزید رغبت کریں گے جنت میں ان کی جنت کی حرص بڑھے گی اس لیے جنت ان کو بہت عزیز ہوگی مزے والی ہوگی قیمتی اور لذیذ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ (جنت میں) سدا رہیں گے وہاں سے جانا نہیں چاہیں گے"۔ (کہف: 108)[5]



[1] تفسیر ابن کثیر حدیث: ۴/۳۱۴۔ [2] مجمع الزوائد: ۱۰/۵۳۔ [3] بیہقی: ۲۶۶۔

[4] مسلم: ۷۰۸۱ ابوداؤد: ۴۷۴۱ مسند امام احمد: ۳/۳۶۴۔

[5] مسند امام احمد: ۲/۲۴۳، ۲۷۴ مسند حمیدی: ۱۱۴۳۔

فصل

ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے رسول اللہ ﷺ اور امتوں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والی امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) ہے اور اس امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں اور یہ امت جنت کے دو تہائی کے برابر ہوگی جیسا کہ حدیث گزری ہے۔ اہل جنت کی 120 صف ہوں گی۔ 80 اس امت کی ہوں گی۔ [1]

فقراء میروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فقراء امیروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ 500 سال کے برابر ہے۔ [2] اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور طبرانی میں بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔ [3] ترمذی نے ابوسعید سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا پھر اس کو حسن کہا۔ عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ [4] اور ترمذی نے بھی جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً ایسا نقل کیا ہے اور اس کو صحیح فرمایا ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں اور اس کو غریب کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اول (حدیث) محفوظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فقراء میں سے اول اور اغنیاء میں سے آخری شخص کے درمیان 40 سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ان تینوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان تینوں کو بھی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔ جنتی تو یہ ہیں: (1) شہید (2) وہ غلام جس کو غلامی نے اللہ کی اطاعت سے نہ روکا ہو۔ (3) اور وہ فقیر جس کے اہل وعیال ہوں اور وہ متعفف ہو (سوال نہ کرتا ہو اور دیگر حرام ذرائع اختیار نہ کرتا ہو) اور جہنم میں جانے والے: (1) ظالم مسلط حاکم۔ (2) وہ غنی جو زکوۃ ادا نہیں کرتا۔ (3) اور فخر کرنے والا فقیر۔ [5] اور ترمذی نے اس کو ابن مبارک کی طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے لیکن انہوں نے جہنم کے تین آدمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

---

[1] ترمذی: ۲۵۵۶، ابن ماجہ: ۴۲۸۹، مسند احمد: ۵/۳۴۷۔ [2] ترمذی: ۲۳۵۳، ابن ماجہ: ۴۱۲۲، مسند احمد: ۲/۳۴۳۔

[3] معجم کبیر: ۱۲/۱۳۲۲۳۔ [4] مسلم: ۲۳۲۸، ترمذی: ۲۳۵۵۔ مسند احمد: ۲/۱۶۹۔

[5] ترمذی: ۱۶۴۲، مسند احمد: ۲/۴۲۵۔

حماد مجاشعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں: انصاف والا خرچ کرنے والا بادشاہ اور وہ آدمی جس کے دل میں ہر قرابت دار کے لیے رحم ہے اور عفت والا مسلمان۔ اور اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں: وہ ضعیف جس کی کوئی عقل نہیں جو اس کو برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکے جو اپنے میں تابع ہو کر رہتے ہیں نہ اہل طلب کرتے ہیں اور نہ مال۔ اور وہ خائن کو معمولی طمع کی وجہ سے بھی خیانت کرے اور وہ آدمی جو صبح شام آپ کو آپ کے اہل عیال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے۔ اور (پھر) بخل یا جھوٹ کو ذکر کیا اور بیہودہ اور بے حیاء بکواس بکنے والا۔ ❶

حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جس کو لوگ ضعیف سمجھتے ہیں اگر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ کیا میں آپکو جہنم والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سختی کرنے والا تکبر کرنے والا جفا کرنے والا۔ ❷ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم والے ہر بد خلق سختی کرنے والے تکبر کرنے والے زیادہ جمع کرنے والے اور منع کرنے والے ہیں اور جنت والے مغلوب ضعفاء ہیں۔ ❸

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے اچھے اوصاف سنے اور اس سے اپنے کانوں کو بھر لیا اور دوزخ والے وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے برے اوصاف سنتے ہوئے اپنے کان بھرے۔ ❹

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو جنتیوں کے بارے میں بتاتا ہوں' نبی' صدیق' شہید وہ جو اللہ کے لیے اپنے ایک بھائی کی زیارت کو ملک کے ایک کونے میں جاتا ہے اور جنت کی عورتوں کے بارے میں تم کو بتاتا ہوں۔ زیادہ بچے جننے والی' جب ان کا خاوند غصہ ہوتا ہے تو یہ اپنا ہاتھ ان پر رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تک تو راضی نہ ہو میں پلک نہیں جھپکوں گی۔ ❺

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اہل جنت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اکثریت ان میں فقراء کی ہے اور اہل جہنم کو دیکھا تو پتہ چلا کہ اکثرت اغنیاء کی ہے۔ ❻

جنت میں جانے کے لیے اول جن کو پکارا جائے گا وہ غمی وخوشی میں اللہ کی تعریف بیان کرنے والے ہوں گے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ مرفوع حدیث گزر چکی ہے کہ سب سے پہلے جن کو جنت میں جانے لیے بلایا جائے گا وہ لوگ ہوں گے جو خوشی اور غمی دونوں حالتوں میں اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے۔ ❼

---

❶ مسلم: ۲۸۶۵' مسند احمد: ۴/۱۶۲-۲۶۹۔ ❷ بخاری: ۴۹۱۸' مسلم: ۲۸۵۳' ترمذی: ۲۶۰۵۔ مسند امام احمد: ۲/۱۶۹۔

❸ بخاری ۴۹۱۸' مسلم ۲۸۵۳' ترمذی ۲۶۰۵۔ ❹ مسند امام احمد ۲/۱۶۹

❺ ابوداؤد: ۲۵۲۱' مسند احمد: ۱/۱۸۸' مجمع الزوائد: ۴/۳۱۲۔ ❻ بخاری: ۶۴۴۹' مسلم ۲۷۳۸۔

❼ مستدرک حاکم: ۱/۵۰۲۔

امت محمدیہ کی جنت میں اکثریت اور بلند درجے اور مرتبے:

اس امت کی اکثریت ہوگی اور ان کے درجے بلند ہوں گے اور وہ پہلے داخل ہونے والے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مقربین کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

''وہ بہت سے اگلے لوگوں میں ہوں گے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں''۔ (سورۃ الواقعہ: 13۔14)

اور اہل یمین کی صفت میں بیان فرمایا:

''وہ بہت سے اگلے لوگوں میں اور بہت سے پچھلے لوگوں میں ہوں گے''۔ (سورۃ الواقعہ: 39۔40)

اور صحیحین میں ہے تمام زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے پھر ان کے بعد والے پھر انکے بعد والے پھر آسمان یا سورج کے نیچے ایسے لوگ ہوں گے جو نذر مانیں گے اور پورا نہیں کریں گے اور حاضر ہوں گے لیکن ان کی گواہی نہیں لی جائے گی (ان پر اتنا اعتماد نہ ہوگا کہ وہ حق گواہی ادا کریں) خیانت کریں گے امانت داری نہیں کریں گے۔ [1]

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت اس امت کی بہترین جماعت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آپ میں سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان کی اقتداء کرے جو اس جہاں کو سدھار چکے ہیں اور وہ ہیں آپ کے صحابہ سب سے زیادہ ایمان والے دل میں اور سب سے عظیم علم کے لحاظ سے اور بہت کم تکلف والے وہ ایک ایسی قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی نصرت کے لیے ان کو چنا ان کی قدر پہچانو اور ان کی اقتداء کرو کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

امت محمدیہ کی ایک بڑی تعداد بغیر حساب کے جنت میں جائے گی:

گزر چکا ہے کہ اس امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور صحیح مسلم میں ہے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے اور احمد کی روایت میں ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ اور طرق کو بیان کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی وہ ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پس عکاشہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا اے رسول اللہ! دعا فرمائیے اللہ ان میں سے مجھے بھی کر دیں آپ نے ان کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد ایک انصاری کھڑے ہوئے اور کہا اے رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ اس دعا کو لے کر آپ سے سبقت لے گئے۔ [2]

---

[1] بخاری: ۲۶۵۱، مسلم: ۲۵۳۲۔

[2] بخاری: ۶۵۴۲، مسلم: ۲۱۶۔

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی ایسا نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امتوں کو پیش کیا گیا میں نے ایک نبی دیکھا جن کے ساتھ چھوٹی جماعت تھی اور ایسا نبی بھی جن کے پاس ایک دو آدمی تھے اور ایسا نبی بھی دیکھا جن کے ساتھ کوئی بھی آدمی نہیں تھا پھر میں نے ایک بڑے مجمع کو دیکھا گمان کیا کہ یہ میری امت ہے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے ہاں آپ افق کی طرف دیکھئے میں نے دیکھا تو ایک عظیم مجمع دیکھا تو مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ بھی ہیں جو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ لوگ ہیں جو نہ کان لگا کر چپکے سے دوسروں کی بات سنتے ہیں نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں تو عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے' پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کی۔ (بخاری:5705۔ مسلم:523)

اور مسلم میں محمد بن سیرین کے طریق سے حضرت عمران بن حصین سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگاتے ہیں اور بدفالی لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (مسلم:523) حضرت ابوامامہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر کوئی عذاب ہوگا اور میرے رب عزوجل کی مٹھیوں میں سے تین لوگ بھی جنت میں جائیں گے۔

(ترمذی:2437' ابن ماجہ:428' مسند احمد:16/4)

ابوبکر بن عاصم نے بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ایسا نقل کیا بسند ذیل: ابوبکر بن عاصم' حکیم' ولید بن مسلم' صفوان بن عمرو' ابوسلیم بن عامر' ابوالیمان عامر بن عبداللہ' ابوامامہ اور طبرانی نے عتبہ بن عبد سلمی کی روایت سے ایسا نقل کیا ہے۔[1] اور طبرانی نے ایک اور طریق سے اس کو ذکر کیا ہے اس میں تین مٹھیوں کا ذکر نہیں۔

جنت اور دوزخ موجود ہیں ان کو پیدا کیا جا چکا ہے نہ یہ کہ وہ تاہنوز وجود میں نہیں آئیں جیسا کہ بعض اہل باطل کا خیال ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے وہ تیار کی گئی ہے متقین کے لیے''۔ (آل عمران:133)

اور فرمایا: ''سبقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ہے جیسے کہ آسمان اور زمین کی چوڑائی۔ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے دے

---

[1] بخاری:۵۷۰۵۔ مسلم ۵۲۳۔

اور اللہ بڑے فضل والے ہیں''۔ (سورۃ الحدید: 21)

اور فرمایا: ''اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔ (آل عمران 131)

اور آل فرعون کے بارے میں فرمایا:

''وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کردو''۔ (سورۃ غافر: 46)

اور فرمایا: ''پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو چھپایا گیا ہے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک' بدلا ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے''۔ (سورۃ سجدہ: 17)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ ذخیرہ ہے اس کے سوا جو تمہیں معلوم ہے''۔

پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''فلا تعلم نفس .... الآیة''۔[1] صحیحین میں مالک کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانا دوزخی ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے اٹھایا جائے۔[2] صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی ہیں پھر عرش میں فانوس میں آ جاتی ہیں۔[3] حضرت مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومن کی روح جنت کے درختوں میں معلق پرندے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔[4] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے کہ جنت کا احاطہ ناگواریوں نے اور دوزخ کا احاطہ شہوات نے کر رکھا ہے۔[5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا جاؤ جنت کو دیکھو۔[6] اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو حکم دیا کہ بولو تو وہ بولی کہ مومن فلاح پا گئے۔[7] ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرماتے ہیں کہ جنت و جہنم میں تکرار ہوئی۔[8] صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے کہ بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے۔[9] اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب گرمی زیادہ ہو جائے تو ذرا ٹھنڈک میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کی تپش میں سے ہے۔[10]

---

[1] مسلم: ۵۲۳۔ [2] ترمذی: ۲۴۳۷' ابن ماجہ: ۴۲۸' مسند احمد: ۴/۱۶۔ [3] معجم: ۸/۵۲۰۷۔

[4] بخاری: ۹۷۷۴' مسلم: ۶۵' ابن ماجہ: ۳۲۲۸۔ [5] بخاری: ۱۳۷۹' مسلم: ۴۱۰۷' نسائی: ۲۰۷۱۔

[6] مسلم: ۴۸۶۲' ترمذی: ۳۰۱۱' ابن ماجہ: ۲۸۰۱۔ [7] ترمذی: ۱۶۴۱' نسائی: ۲۰۷۲' مسند امام احمد: ۳/۴۵۵۔

[8] مسلم: ۷۰۶۱' ترمذی: ۲۵۵۹۔ [9] ابوداؤد: ۴۴۷۴' مستدرک حاکم: ۱/۲۷' مسند احمد: ۲/۳۰۸۔ [10] اتحاف ۷/۵۶۳۔

صحیحین میں ہے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور نیز حدیث معراج میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات جنت وجہنم کا مشاہدہ فرمایا۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور دیکھا ایک اور بار پرلی حد کی بیری کے ساتھ وہاں جنت الماویٰ ہے''۔ (سورۃ النجم: 13۔15)

اور سدرۃ المنتہیٰ (پرلی حد کی بیری) کی صفت میں فرمایا: اس کی جڑوں میں سے دو نہریں ظاہر اور دو نہریں باطن نکلتی ہیں اور دو باطن کی جنت میں ہیں۔ صحیحین میں ہے مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا کہ لولو کی چٹانیں ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف جوف دار موتی ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے عطا فرمائی ہے۔ [2]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے ایک محل میں ایک لڑکی کو وضو کرتے دیکھا پوچھا تو کس کے لیے ہے۔ جواب ملا عمر کے لیے پھر میں نے محل کے اندر جانا چاہا لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آئی یہ سن حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے معاملہ میں بھی غیرت کروں گا؟ [3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے پاؤں کی آہٹ سنی' اس لیے مجھے وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو اور تم کو اسکے بارے میں زیادہ امید (قبولیت کی) ہو۔ حضرت بلال ؓ نے عرض کیا' میں اپنے اس عمل سے زیادہ امید دہندہ عمل نہیں پاتا کہ میں رات دن کے کسی حصے میں جب بھی وضو کرتا ہوں اس سے کچھ نفل ضرور پڑھتا ہوں جتنا میرے مقدر میں اللہ نے لکھ دیا ہو اور (راوی کہتے ہیں کہ) آپ نے مجھے رمیصاء کے بارے میں بتایا کہ آپ نے اس کو جنت میں دیکھا ہے۔ [4]

اور صلوٰۃ الکسوف کے دن بتایا کہ جنت اور دوزخ آپ کے سامنے پیش کی گئیں اور جنت آپ کے قریب ہوگئی اور آپ نے ارادہ کیا کہ انگور کا خوشہ لے لیں اور فرمایا اگر خوشہ لے لیتا تو تم لوگ رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے۔

(منحۃ المعبود: 717' حلیۃ الاولیاء: 684/6)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن لحی (وہ جس نے عرب میں بت پرستی کی داغ بیل ڈال دی تھی) کو جہنم میں اپنی آنسوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ [5] اور ایک حدیث میں ہے میں نے جہنم میں صاحب المحجن کو دیکھا (محجن ٹیڑھی لاٹھی کو کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی تھا جس کے پاس ٹیڑھی لاٹھی ہوا کرتی تھی۔ وہ راستوں میں بیٹھ جاتا اور راہگیروں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے سامان میں سے یکے بعد دیگرے چیزیں نکالنا شروع کر دیا کرتا تھا کسی کو پتہ چلتا تو کہتا کہ بغیر

---

[1] بخاری: ۴۸۵۰ مسلم: ۱۰۴/۷۔ [2] بخاری: ۳۶۴ مسلم: ۵۷۱۵۔ [3] بخاری: ۵۳۵ مسلم: ۱۳۹۔

[4] بخاری: ۱۹۸۹۔ مسلم: ۲۴۹۲۔ [5] بخاری: ۶۵۸۱۔ ترمذی: ۳۳۶۰

ارادے کے لاٹھی آپ کے سامان میں پھنس گئی۔ ❶ اور فرمایا ایک عورت جہنم میں اس لیے گئی کہ اس نے بلی کو قید کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی نہ اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ آزاد چھوڑا تا کہ وہ خود زمین کے پیداوار میں سے کھائے پئے اور میں نے اسے دیکھا کہ آگ اسے جلا رہی ہے۔ ❷ اور اس آدمی کے بارے میں بتایا جو کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے دور کرتا تھا فرمایا میں نے اس کو دیکھا کہ اس پر جنت میں سایہ کیا جارہا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں اکثریت فقیروں کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ ❸ حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ اگر تم وہ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ کہا اے رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا: جنت اور جہنم۔ ❹

اور فرمایا: وضو کرنے والا جب وضو کے بعد تشہد پڑھتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے) ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے۔ ❺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑی میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہا ان کی کفالت کرتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے آباء کے حوالے کریں گے۔ ❻ اور وکیع نے بھی سفیان ثوریؒ سے ایسا نقل کیا ہے۔ اس میں احادیث بہت ہی زیادہ ہیں اکثر کو ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور کہا ہم نے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں جہاں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ''۔

(سورۃ البقرہ:35)

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ جنت الماویٰ کا ذکر ہے اور ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وہ زمین میں ایک جنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پیدا کیا اور پھر وہاں سے نکالا اور ہم نے قصہ آدم میں اس کو اس کتاب میں تفصیل سے ذکر کر دیا ہے جسے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ ❼ اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آدھا یعنی پانچ سو سال پہلے جائیں گے۔ ❽ میں کہتا ہوں اگر اس کے الفاظ محفوظ ہیں جیسا کہ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے تو یہ فاصلہ (500 سال) سب سے پہلے فقیر اور آخر غنی کے درمیان ہوگا اور چالیس سال سب سے آخری فقیر اور پہلے غنی کے درمیان ہوگا۔ واللہ اعلم۔ اور قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں اور یہ فقراء اور اغنیاء کے مختلف احوال کی وجہ سے ہوگا' ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہے جس کو ہم ذکر کر چکے۔ زہری

---

❶ بخاری: ۵۲۲۷۔ ❷ بخاری: ۱۱۴۹ مسلم: ۶۲۷۴۔ ❸ بخاری: ۶۲۳۳ مسلم: ۱۲۲:۷۔

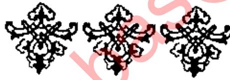
❹ مسند احمد: ۳/۳۱۸۔ ❺ بخاری: ۶۴۴۹ مسلم: ۶۸۷۳۔ ❻ مسلم: ۱۳۔۱۲ نسائی: ۱۳۶۲۔

❼ بخاری: ۱۳۸۲۔ مسند احمد: ۴/۲۹۷۔ ❽ ترمذی: ۲۳۵۳۔

فرماتے ہیں کہ اہل جنت کا کام عربی ہوگا اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن لوگ سریانی بولیں گے جب جنت میں جائیں گے تو عربی بولیں گے۔

کئی شوہروں والی بیوی جنت میں اس کے ساتھ ہوگی جو عمدہ اخلاق کا مالک ہوگا:

قرطبی نے تذکرہ میں امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر آئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! صبر کرو کیونکہ زبیر اچھا آدمی ہے اور ہوسکتا ہے وہ جنت میں تمہارا شوہر ہو۔[1] اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو آدمی کسی عورت کے ساتھ کنوارے پن میں شادی کرے تو وہ جنت میں بھی اس سے شادی کرے گا۔ ابن عربی فرماتے ہیں یہ غریب حدیث ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت آخری شوہر کے ساتھ ہوگی اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوش خلق کے ساتھ ہوگی۔ حضرت حمید بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہؐ! وہ عورت جس کے دو شوہر ہوں تو وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ فرمایا دنیا میں اس کے ساتھ جس کے اخلاق زیادہ اچھے تھے ان دونوں میں سے۔ پھر فرمایا اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اچھے اخلاق دنیا و آخرت کی خیر لے اڑے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔



[1] تذکرہ: ۲/ ۵۷۷۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوق
۲) علامہ مجلسی
۳) علامہ ساظہر حسین
۴) علامہ سید علی نقی
۵) بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سید [illegible]
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین